(١) سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ (٥)

آیاتها ١ — رکوعها ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿١﴾ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ ۙ﴿٢﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ﴿٣﴾
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ﴿٤﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿٥﴾ صِرَاطَ
الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ
الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿٦﴾

بِ	اِسْمِ	اَللّٰهِ	الرَّحْمٰنِ	الرَّحِيْمِ
ساتھ	نام	اللہ	بے حد مہربان	نہایت رحم والا
اَلْحَمْدُ	لِ	اللّٰهِ	رَبِّ	الْعٰلَمِيْنَ
سب تعریف ہر قسم کی حمد	لئے	اللہ کے	مُربّی۔ پالنے والا	واحد عالم تمام کائنات
الرَّحْمٰنِ	الرَّحِيْمِ	مٰلِكِ	يَوْمِ الدِّيْنِ	اِيَّاكَ
بہت مہربان	نہایت رحم والا	مالک۔ حاکم	روزِ جزا انصاف کا دن	خاص تیری
نَعْبُدُ	وَ	اِيَّاكَ	نَسْتَعِيْنُ	اِهْدِنَا
ہم عبادت کرتے ہیں	اور	خاص اور صرف تجھ سے	مدد مانگتے ہیں	ہدایت دے چلا ہمکو

بسم الله الرحمن الرحيم

Scanned with CamScanner

الصِّرَاطَ	الْمُسْتَقِيْمَ	صِرَاطَ	الَّذِيْنَ	اَنْعَمْتَ
رستہ	سیدھا	رستہ	ان لوگوں کا	تو نے انعام کیا
عَلَيْهِمْ	غَيْرِ	الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ	وَ لَا	الضَّآلِّيْنَ
ان پر	نہ	جن پر غضب کیا گیا	اور نہ	گمراہوں۔ بھٹکے ہوؤں

"شروع اللہ نہایت رحم کرنے والے بار بار رحم کرنے والے کے نام سے"

(ساری) تعریف اللہ کے لئے ہے (وہ) سارے جہان کا مُربّی۔ (وہ) رحمٰن۔ (وہ) رحیم۔ (وہ) مالک روزِ جزا کا۔ ہم بس تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور بس تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ چلا ہم کو سیدھا راستہ۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تُو نے انعام کیا ہے۔ نہ ان لوگوں کا (راستہ) جو زیرِ غضب آچکے ہیں۔ اور نہ بھٹکے ہوؤں کا۔"

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

مکّی اور مدنی سورتیں بلحاظِ مضامین

سورۂ فاتحہ مکّی سورت ہے۔ مکّی اور مدنی سورتوں میں مضامین کے لحاظ سے یہ فرق ہے کہ مکّی سورتوں کے مخاطب قریش اور فصحائے عرب تھے اسی لئے ان سورتوں میں زیادہ تر ایجاز (اختصار اور جامعیت) پایا جاتا ہے۔ فصاحت و بلاغت کا انحصار ایجاز ہی پر ہے۔ علاوہ ازیں مکّی سورتیں اصولِ دین عقائد اور تنبیہات پر مبنی ہیں۔ اور ان کے اندازِ بیان میں انتہائی شدّت، زورِ بیان اور ہیبت پائی جاتی ہے۔ مدنی سورتوں میں اکثر احکامِ شریعت ہیں اور اہلِ کتاب کے لئے ترغیب و تنذیر کے بیانات ہیں۔

مکّی اور مدنی سورتیں بلحاظِ نزول

بلحاظِ نزول مکّی اور مدنی سورتوں میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ مکّی سورتیں وہ ہیں جو اہلِ مکّہ کے حالات کے بارے میں نازل ہوئی ہیں خواہ ان کا نزول مدینہ ہی میں کیوں نہ ہوا ہو۔ اسکے علاوہ دوسری سورتیں مدنی ہیں اور بعض نے کہا مکّی وہ ہیں جو مکّہ میں نازل ہوئیں خواہ ہجرت کے بعد ہی نازل ہوئی ہیں جیسے فتح مکّہ اور حجۃ الوداع کے برسوں میں نازل ہونے والی سورتیں۔

جمہور کی رائے

جمہور کی رائے ہے (اور وہی صحیح ہے) کہ مکّی وہ ہیں جو ہجرت سے پہلے نازل ہوئیں اور مدنی وہ ہیں جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں۔ خواہ وہ مدینہ اور اس کے مضافات میں نازل ہوئی ہوں یا مکّہ میں فتح مکّہ یا حجۃ الوداع کے موقع پر یا کسی غزوہ میں۔ پس مکّی سورتیں وہ ہیں جو ابتدائے اسلام میں دعوتِ اسلام۔ اساسِ دین کے بیان۔ کلیاتِ ایمان۔ شر اور معاصی کے ترک۔ خیر و معروف پر عمل کے لئے نازل ہوئیں۔ اور مدنی سورتیں وہ ہیں جو ہجرت کے بعد تفصیلی احکام کے بیان کے لئے نازل ہوئیں۔ قرآن مجید میں کُل ۱۱۴ سورتیں ہیں جن میں سے ۸۷ مکّی اور ۲۷ مدنی ہیں۔ کُل آیات ۶۶۱۶ ہیں۔

السُّوْرَۃُ

قرآن کا وہ ٹکڑا جو تین آیات یا زائد پر مشتمل ہو، سورۃ کہلاتا ہے قرآن مجید میں سورتوں کے نام توقیفی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے) اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت شدہ ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ سورۃ کا لفظ "سُوْر" بمعنی فصیلِ شہر سے مشتق ہے، اور بعض نے کہا کہ سُوْر مہموز العین ہے جس کے معنی کسی چیز کے بقیہ کے ہیں۔ کسی چیز کا بقیہ اس کا جز ہوتا ہے۔ اس سے مراد قرآن کا جز و معین ہے۔ امام راغب سورۃ کو

Scanned with CamScanner

'سُوْر' بمعنی علو وارتفاع سے مشتق گردانتے ہیں۔

"السُّوْرَةُ الْمَنْزِلَةُ الرَّفِيْعَةُ" (راغب) سورتوں کے نام صحابہؓ سے مرفوعاً منقول ہیں لیکن انہوں نے اپنے مصاحف میں انہیں اس لئے نہیں لکھا کہ کہیں ان پر تنزیل کا شبہ نہ وارد ہو۔ وہ قرآن میں سوائے تنزیل کے اور کچھ نہیں لکھتے تھے جیسے سورۂ فاتحہ کے آخر میں لفظ آمین ہے اسے بھی قرآن میں نہیں لکھا۔ قرآن مجید میں (وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (البقرہ: ۲۳) "اگر تمہیں اس میں ریب وشک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا تو اس جیسی کوئی سورت لاؤ" اللہ تعالیٰ نے سورت کا لفظ خود استعمال کیا ہے۔

الفاتحہ لفظ فاتحہ۔ فاتح کی صفت مؤنث ہے۔ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب کے لحاظ سے اس سورۃ کو فاتحہ کہا جاتا ہے اس لئے کہ ابتداء میں ہے اسے اُمّ القرآن (قرآن کی جڑ اور اصل) بھی کہتے ہیں۔ اس سورت کے اور بھی بہت سے نام ہیں۔ امام سیوطی نے "الاتقان" میں اس کے پچیس نام لکھے ہیں۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝ (الحجر) "بے شک ہم نے تمہیں سبع المثانی اور قرآن عظیم عطا کیا گیا" سبع المثانی (سات بار بار دہرائی گئی آیات) سے مراد سورۃ الفاتحہ ہے۔ سورہ فاتحہ مکی سورۃ ہے۔

حافظ سیوطی نے "الاتقان" میں نزول کے لحاظ سے پہلی سورۃ کے بارے میں چار اقوال کا ذکر کیا ہے:

اوّل: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ (۹۶) رواہ الشیخان وغیرہما من حدیث عائشہ۔

دوم: يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ (۷۴)

سوم: سورۃ الفاتحہ۔ "کشاف" میں ہے کہ ابن عباس اور مجاہد کہتے ہیں کہ نزول کے لحاظ سے سب سے پہلی سورۃ اقراء ہے۔ اکثر مفسرین کا یہ خیال ہے کہ سب سے پہلی سورۃ فاتحۃ الکتاب ہے۔ چہارم: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قال السیوطی:

وَقَالَ ابْنُ حَجَرٍ وَالَّذِيْ ذَهَبَ اِلَيْهِ اَكْثَرُ الْاَئِمَّةِ هُوَ الْاَوَّلُ

"امام سیوطی اور ابن حجر کہتے ہیں کہ اکثر ائمہ سورہ فاتحہ ہی کو پہلی سورۃ قرار دیتے ہیں۔"

مفتی محمد عبدہٗ بھی اسی بات کو ترجیح دیتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ ہی نزول کے لحاظ سے اوّل ہے اس لئے کہ یہ پورے قرآن کا خلاصہ ہے گویا سورہ فاتحہ بطور بیج کے ہے جس میں ایک عظیم درخت کی تمام صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں تمام قرآن کا اجمال پیش کیا ہے جو پانچ باتوں پر مشتمل ہے:

۱۔ توحید۔

۲۔ حسنِ اعمال پر بشارت کا وعدہ اور خلاف ورزی پر وعید۔

۳۔ عبادتِ الٰہیہ۔

۴۔ بیان سبیلِ سعادت

۵۔ حدودِ الٰہی پر قائم رہنے والوں اور ان حدود کی خلاف ورزی اور توڑنے والوں کے حالات۔

پورا قرآن مجید انہی امور کی تفصیل پر مشتمل ہے اور سورۃ فاتحہ ان کا اجمال پیش کرتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ ہر بیماری کی شفا ہے۔ اسی لئے اسے سورۂ شفا بھی کہتے ہیں۔ (قرطبی)

Scanned with CamScanner

نسائیؒ نے ابن کعب سے روایت کی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فِی التَّوْرَاۃِ وَلَا فِی الْاِنْجِیْلِ مِثْلَ اُمِّ الْقُرْاٰنِ وَھِیَ سَبْعُ الْمَثَانِیْ وَھِیَ مَقْسُوْمَۃٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جیسی سورت نہ تو تورات اور نہ انجیل میں نازل فرمائی یہ امّ القرآن اور سات آیات ہیں جو اللہ اور بندے کے درمیان منقسم ہیں ان کے ذریعہ میرا بندہ جو سوال کرے گا قبول ہوگا۔"

اسے مطالب کے لحاظ سے "اعظم السور" کہا جاتا ہے "سب سے عظیم سورت"۔

آیۃ آیت کے لفظی معنی نشانی اور علامت کے ہیں۔ قرآن مجید کا ہر جملہ آیت کہلاتا ہے۔ وَقِیْلَ لِکُلِّ جُمْلَۃٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ دَالَّۃٍ عَلٰی حُکْمٍ اٰیَۃٌ (راغب)

"قرآن مجید کا ہر جملہ جو کسی حکم پر دلالت کرتا ہے اسے آیت کہتے ہیں۔"

وَاَمَّا الْاٰیَۃُ فَھِیَ الْعَلَامَۃُ بِمَعْنٰی اِنَّھَا عَلَامَۃٌ لِاِنْقِطَاعِ الْکَلَامِ الَّذِیْ قَبْلَھَا مِنَ الَّذِیْ بَعْدَھَا وَاِنْفِصَالِہٖ (قرطبی)

"لیکن آیت پس یہ علامت ہے یعنی یہ کلام ما قبل سے کلام ما بعد کے الگ اور جدا ہونے کی علامت ہے۔"

قرآن مجید کی کل آیات بقول اصح ۶۶۱۶ ہیں اور کل الفاظ بقول اصح ۷۷۹۳۴ ہیں۔ (اتقان)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تمام اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ بسم اللہ قرآن میں سے ہے اور "سورۃ النمل" کی آیت کا جز ہے۔ اکثر علماء سلف اہل مکہ،

اہل مدینہ اور اہل کوفہ میں سے بعض صحابہؓ اور تابعینؒ۔ صحابہؓ میں سے حضرت علیؓ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابوہریرہؓ۔ تابعینؒ میں سے سعید بن جبیرؒ، عطاءؒ، الزہریؒ، ابن مبارکؒ اور ائمہ میں سے امام شافعیؒ، ثوریؒ، امام احمدؒ اور ابن کثیرؒ کا خیال ہے کہ باستثنائے سورۃ براۃ (توبہ) بسم اللہ ہر سورۃ کا جزو ہے۔ قرآن مجید کی تمام سورتوں کے شروع میں اسے لکھا جاتا ہے حالانکہ قرآن مجید میں کسی بھی ایسی چیز کا اندراج نہیں ہے جو نزول قرآن سے تعلق نہ رکھتی ہو۔ اسی بناء پر سورۃ فاتحہ کے آخر میں آمین کو نہیں لکھا جاتا۔

صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو فرمایا کہ مجھ پر ابھی ایک سورۃ نازل ہوئی ہے، پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے آخر فاتحہ تک سورت پڑھی۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم الحمد للہ یعنی سورۃ الحمد پڑھو تو اس کے ساتھ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھو اس لئے کہ یہ اُمُّ الْقُرْاٰن اور سَبْعُ الْمَثَانِیْ (سات دہرائی جانے والی آیات) ہیں اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اس کی ایک آیت ہے۔

امام مالکؒ وغیرہ علماء مدینہ، امام اوزاعیؒ اور قراء بصرہ کا قول ہے کہ بسم اللہ الگ منفرد آیت ہے جو سورتوں کے آغاز اور ان میں فصل کے بیان کے لئے لکھی جاتی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے قرآن مجید کے افتتاح کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے تمام اعمال کا افتتاح اسی مبارک کلمہ سے کریں کیونکہ یہ کلمہ مطلوب لذاتہ ہے (یعنی ذاتی طور پر مطلوب ہے)۔

Scanned with CamScanner

اسم وہ لفظ ہے جو کسی ذات پر دلالت کرے جیسے حجر۔ خشب۔ زید وغیرہ یا معانی میں سے کسی معنی پر جیسے علم۔ فرح وغیرہ (قال الراغب: اَلْاِسْمُ مَا یُعْرَفُ بِهٖ ذَاتُ الشَّیْءِ وَاَصْلُهٗ (اسم وہ ہے جس سے کسی چیز کی ذات اور اصل کا پتہ چلے) اکثر کی رائے یہ ہے کہ اسم "سمو" سے مشتق ہے اور اس کی تصغیر سُمَیٌّ اور جمع اسماء ہے اور السُّمُوُّ کے معنی العُلُوُّ یعنی بلندی کے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ یہ السِّمَة سے مشتق ہے جس کے معنی علامت کے ہیں اور اس کی اصل وَسْم ہے۔

حق بات یہ ہے کہ اسم وہ لفظ ہے جو زبان سے بولا جاتا اور قلم سے لکھا جاتا ہے جیسے شمس۔ زید۔ مکہ وغیرہ اور اس کا مسمی معروف کوکب۔ شخص معین یا بلدہ محدود ہے۔ پس لغت کے لحاظ سے اسم مسمی کے غیر ہوتا ہے۔ سیبویہ کی طرف سے جو اس کے خلاف قول منسوب کیا گیا ہے وہ غلط ہے۔ جیسے امام ابن قیمؒ نے کہا بلکہ اس نے اپنی کتاب "بدائع الفوائد" میں لکھا ہے کہ کسی نحوی یا عربی نے کبھی یہ نہیں کہا کہ اسم عین مسمی ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں حقیقت یہی ہے کہ اسم غیر مسمی ہوتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہاں پر اضافتِ بیانیہ ہے" ای اَفْتَحُ کَلَامِیْ بِاسْمِ اللّٰہِ (میں اپنے کلام کو اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں) ـــ یہ تعبیر مشہور ہے کہ جب کوئی شخص کسی امیر یا حاکم کے لئے کوئی کام کرتا ہے تو کہتا ہے کہ میں فلاں کے نام پر یہ کام کرتا ہوں اور اس امیر یا سلطان کا نام ذکر کرتا ہے کیونکہ اس چیز کا نام اس پر دلیل اور عنوان بنتا ہے پس اس کے معنی یہ ہوئے کہ میں اپنے عمل کی ابتدا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے کرتا ہوں اس لئے کہ میں اسی کے حکم سے عمل کرتا ہوں اور اسی کے لئے کرتا ہوں

نہ کہ اپنے لئے اور سورۂ فاتحہ میں بسم اللہ کے معنی ہیں کہ قرآن مجید میں جو کچھ احکام و آیات وغیرہ ہیں وہ سب اللہ کی طرف سے ہیں اور اس میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلی آیت "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ" نازل ہوئی جس کا مطلب یہ ہے کہ اے محمدؐ اس سورت کو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے ساتھ لوگوں کو پڑھ کر سنا یعنی لوگوں کے سامنے اسے پڑھیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تیری طرف سے نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنے سے یہی مقصد ہوتا تھا کہ میں یہ سورت اے لوگو! اللہ کے نام سے تم پر پڑھ رہا ہوں نہ کہ اپنے نام سے اس لئے کہ میں تو اس کی طرف سے صرف ایک مبلغ ہوں۔

بِسْمِ اللّٰہِ میں "با" بعض نے کہا "استعانت" کے لئے ہے اور بعض نے کہا "ابتدا" کے لئے ہے (تاج۔ قاموس)۔

اَللّٰہ۔ ذاتِ واجب الوجود کے لئے اسم علم غیر مشتق ہے اور بعض نے کہا کہ اس کی اصل اِلٰہ ہے ہمزہ کو حذف کر کے اس پر الف لام داخل کیا گیا ہے اور بعض کے نزدیک اس کی اصل اَلْاِلٰہ ہے جس کا اطلاق ہر معبود کے لئے کیا جاتا ہے اسی بنا پر اس کی جمع آلِھَةٌ آتی ہے اور ہر وہ معبود جس کو وہ اِلٰھَة کہتے ہیں اس پر اللہ کے اسم کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ اسلئے کہ اللہ کا لفظ ان کے نزدیک بھی صرف زمین و آسمان و کائنات کے خالق کے لئے مخصوص ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ کا اسم ذاتِ باری سبحانہ کے لئے اسم علم ہے جس پر تمام صفات جاری ہوتی ہیں وہ کسی کی صفت نہیں بنتا اور اِلٰہ کا لفظ اس

Scanned with CamScanner

کی صفت ہے جمہور کے نزدیک اس کے معنی المعبود بحق کے ہیں

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، رحمٰن مصدر رحمت سے مبالغہ کا صیغہ ہے بروزن فعلان جیسے غضبان ۔ سکران وغیرہ ـــ رحیم اسم صفت ۔ مبالغہ کا صیغہ ہے فعیل کے وزن پر ۔ فعلان کا صیغہ معنی مبالغہ کے ساتھ استعمال لغت کے لحاظ سے صفاتِ عارضی پر دلالت کرتا ہے ۔ جیسے : عطشان (بہت پیاسا) اور غضبان (بہت غضبناک) لیکن فعیل کا صیغہ معانی ثابتہ کے استعمال پر دلالت کرتا ہے ۔ جیسے : علیم حکیم ۔ جمیل وغیرہ ۔ پس رحمٰن کا لفظ اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس سے بالفعل آثار رحمت صادر ہوں اور لفظ رحیم اس رحمت اور احسان کے منشا پر دلالت کرتا ہے :

"وَعَلٰى اَنَّهَا مِنَ الصِّفَاتِ الثَّابِتَةِ الْوَاجِبَةِ وَهٰذَا الْمَعْنٰى لَا يَسْتَغْنِيْ بِاَحَدِ الْوَصْفَيْنِ عَنِ الْاٰخَرِ وَلَا يَكُوْنُ الثَّانِيْ مُؤَكِّدًا بِالْاَوَّلِ"

حافظ ابن قیمؒ نے کہا ہے کہ رحمٰن و رحیم ہر دو صفات کے اکٹھے لانے میں نہایت ہی عمدہ اور بدیع معانی پیدا ہوتے ہیں اور وہ یہ کہ الرحمٰن کا لفظ اللہ تعالیٰ کی ذات سے قائم صفت پر دلالت کرتا ہے اور الرحیم مرحوم سے متعلقہ صفت پر دلالت کرتا ہے گویا کہ رحمٰن وصف ہے اور رحیم اس کا فعل ہے پس رحمٰن ذاتِ باری تعالیٰ کی صفت رحمت پر دلالت کرتا ہے اور رحیم اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اپنی رحمت سے مخلوق پر رحم کرتا ہے گویا کہ رحیم اس کی فعلی صفت ہے ۔ اور حافظ ابن قیمؒ نے ایک اور جگہ کہا ہے کہ الرحمٰن وہ ہے کہ الرحمۃ اس کا وصف ہے اور الرحیم کے معنی ہیں کہ وہ اپنے بندوں

کے لئے راحم ہے اسی بنا پر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝ (الاحزاب : ٤٣)

"اور وہ رسول مؤمنین کے لئے رحم کرنے والا تھا۔"

اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (التوبۃ : ١١٧)

"بیشک وہ (رسول) ان کے لئے مہربان رحم کرنے والا ہے۔"

عباد اور مؤمنین کے لئے رحمٰن کا لفظ نہیں لایا گیا باوجود اس کے کہ رحمٰن بروزن فعلان میں اس وصف کی زیادہ وسعت اور موصوف بہ کے لئے اس کے پورے معنی کا ثبوت پایا جاتا ہے ۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ غضب سے بھرے ہوئے شخص کے لئے وہ غضبان کہتے ہیں اسی طرح ندمان پُر از ندامت اور حیران پر از حیرت کے لئے کہا جاتا ہے ۔ پس فعلان کی بنیاد وسعت اور شمول پر ہے یعنی رحمٰن بروزن فعلان اور رحیم بروزن فعیل دائمی اور صفتِ ثابتہ پر دلالت کرتا ہے ۔

حافظ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ الرحیم رحمت بالفعل پر دلالت کرتا ہے اور رحمٰن بالقوۃ پر۔

اس کے برخلاف مفتی محمد عبدہٗ رحمٰن بالفعل اور رحیم کو بالقوہ خیال کرتے ہیں ۔

علاوہ ازیں رحمٰن کا لفظ اسم ذات اللہ کے ساتھ متصل لایا گیا ہے ۔ اللہ کی ذات کے علاوہ کسی اور کے لئے اس کا استعمال نہیں ہو سکتا پھر رحمٰن کا لفظ صرف صفتِ رحمت کے ساتھ مختص نہیں ہے جیسے کہ قرآنی آیات سے ظاہر ہے ۔

Scanned with CamScanner

يَاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾ (سورۂ مریم)

"ابا مجھے ڈر لگتا ہے کہ آپ کو رحمٰن کا عذاب آپکڑے تو آپ شیطان کے ساتھی ہو جائیں۔"

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ﴿۳۳﴾ (سورۃ ق)

"جو رحمٰن سے بن دیکھے ڈرتا رہا اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا۔"

اَلرَّحْمٰنُ اِسْمٌ عَامٌّ فِيْ جَمِيْعِ اَنْوَاعِ الرَّحْمَةِ يَخْتَصُّ بِهِ اللّٰهُ تَعَالٰى. وَالرَّحِيْمُ اِنَّمَا هُوَ فِيْ جِهَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ (فتح البیان)

"رحمٰن تمام انواعِ رحمت کے لئے عام ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے اور رحیم مؤمنین کی جہت سے ہے۔"

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ علماء کے نزدیک حمد کی مشہور تعریف یہ ہے "اَلثَّنَاءُ بِاللِّسَانِ عَلَى الْجَمِيْلِ الْاِخْتِيَارِيْ" یعنی وہ فعلِ جمیل جو فاعل سے اپنے اختیار سے صادر ہو اس کی ثنا کو حمد کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور قسم کی ثنا کو عرب مدح کہتے ہیں۔ مثلاً: کہا جاتا ہے اس نے باغ کی مدح کی یا مال کی مدح کی۔ ایسی اشیاء پر حمد کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔

ابن کثیرؒ نے کہا ہے کہ الحمد میں الف لام استغراق کیلئے ہے کہ تمام اجناسِ حمد صرف اللہ کے لئے ہیں۔

مفتی محمد عبدہٗ کہتے ہیں کہ الحمد میں الف لام جنس کے لئے ہے "استغراق" اور "عہدِ مخصوص" کے لئے نہیں ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ کے معنی

یہ ہیں کہ ہر وہ چیز جسے حمد کہا جا سکتا ہے اس کا مصدر اور مرجع اللہ ہی کی ذات ہے۔ یہ جملہ خبریہ ہے لیکن انشاء حمد کے لئے استعمال کیا گیا ہے یعنی "اَلْحَمْدُ ثَابِتٌ لِلّٰهِ" یعنی ہر قسم کی حمد اللہ کے لئے ثابت ہے۔

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (رَبَّ يَرُبُّ رَبًّا) امام راغب نے اس کی یہ تعریف کی ہے:

"رَبُّ هُوَ اِنْشَاءُ الشَّيْءِ حَالًا اِلَى التَّمَامِ" "کسی چیز کو بتدریج درجۂ کمال تک پہنچانے والے کو رب کہتے ہیں۔"

قاضی بیضاوی لکھتے ہیں:

"وَهِيَ تَبْلِيْغُ الشَّيْءِ اِلٰى كَمَالِهٖ شَيْئًا فَشَيْئًا" ایسی ذات جو اشیاء میں متصرف ہو اور ان کی تدبیر و تربیت سے کام لے اسے رب یا مربی کہا جاتا ہے۔

اَلْعٰلَمِيْنَ، جمع عالم کی ہے جو خود اسم جمع ہے اور اس سے مراد تمام کائنات ہے۔ گویا وہ ہر اس چیز کا رب ہے جس پر لفظ "عالم" کا اطلاق ہو سکتا ہے جیسے "عالمِ حیوان"۔ "عالمِ نباتات"۔ "عالمِ انسان"۔ لیکن بعض مفسرین کی رائے ہے کہ یہاں عٰلَمِين سے اہلِ علم و ادراک مخلوق مراد ہے، جیسے: الملائکہ الانس والجن۔

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ دونوں کی تشریح ہو چکی ہے۔ یہاں اس کے اعادہ کی وجہ یہ ہے کہ یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کو "عالمین" کے لئے اس تربیت کی اسے حاجت نہیں یہ تربیت محض اس کی رحمتِ عامہ اور احسان کی بدولت ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ لفظ "رب" سے جبروت و قہر کا پتہ چلتا ہے۔ اسی لئے اس کے بعد "الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کا ذکر فرمایا تاکہ جلال و جمال دونوں صفات

Scanned with CamScanner

يَاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿﴾ (سورۂ مریم)

"ابا مجھے ڈر لگتا ہے کہ آپ کو رحمٰن کا عذاب آپکڑے تو آپ شیطان کے ساتھی ہو جائیں۔"

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ﴿﴾ (سورۃ ق)

"جو رحمٰن سے بن دیکھے ڈرتا رہا اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا۔"

الرَّحْمٰنُ اِسْمٌ عَامٌّ فِيْ جَمِيْعِ اَنْوَاعِ الرَّحْمَةِ يَخْتَصُّ بِهِ اللّٰهُ تَعَالٰى. وَالرَّحِيْمُ اِنَّمَا هُوَ فِيْ جِهَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ (روح البیان)

"رحمٰن تمام انواع رحمت کے لئے عام ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے اور رحیم مؤمنین کی جہت سے ہے۔"

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿﴾ علماء کے نزدیک حمد کی مشہور تعریف یہ ہے "اَلثَّنَاءُ بِاللِّسَانِ عَلَى الْجَمِيْلِ الْاِخْتِيَارِيْ" یعنی وہ فعل جمیل جو فاعل سے اپنے اختیار سے صادر ہو اس کی ثنا کو حمد کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور قسم کی ثنا کو عرب مدح کہتے ہیں۔ مثلاً: کہا جاتا ہے اس نے باغ کی مدح کی یا مال کی مدح کی۔ ایسی اشیاء پر حمد کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔

ابن کثیرؒ نے کہا ہے کہ الحمد میں الف لام استغراق کیلئے ہے کہ تمام اجناسِ حمد صرف اللہ کے لئے ہیں۔

مفتی محمد عبدہٗ کہتے ہیں کہ الحمد میں الف لام جنس کے لئے ہے "استغراق" اور "عہدِ مخصوص" کے لئے نہیں ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ کے معنی

یہ ہیں کہ ہر وہ چیز جسے حمد کہا جا سکتا ہے اس کا مصدر اور مرجع اللہ ہی کی ذات ہے۔ یہ جملہ خبریہ ہے لیکن انشاء حمد کے لئے استعمال کیا گیا ہے یعنی "اَلْحَمْدُ ثَابِتٌ لِلّٰهِ" یعنی ہر قسم کی حمد اللہ کے لئے ثابت ہے۔

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (رَبَّ يَرُبُّ رَبًّا) امام راغب نے اس کی یہ تعریف کی ہے:

"رَبٌّ هُوَ اِنْشَاءُ الشَّيْءِ حَالًا اِلَى التَّمَامِ" "کسی چیز کو بتدریج درجۂ کمال تک پہنچانے والے کو رب کہتے ہیں۔"

قاضی بیضاوی لکھتے ہیں:

"وَهِيَ تَبْلِيْغُ الشَّيْءِ اِلٰى كَمَالِهٖ شَيْئًا فَشَيْئًا" ایسی ذات جو اشیاء میں متصرف ہو اور ان کی تدبیر و تربیت سے کام لے اسے رب یا مربی کہا جاتا ہے۔

اَلْعٰلَمِيْنَ، جمع عالم کی ہے جو خود اسم جمع ہے اور اس سے مراد تمام کائنات ہے۔ گویا وہ ہر اس چیز کا رب ہے جس پر لفظ "عالم" کا اطلاق ہو سکتا ہے جیسے "عالم حیوان"۔ "عالم نباتات"۔ "عالم انسان"۔ لیکن بعض مفسرین کی رائے ہے کہ یہاں عٰلَمِين سے اہلِ علم و ادراک مخلوق مراد ہے، جیسے: الملائکہ الانس والجن۔

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿﴾ دونوں کی تشریح ہو چکی ہے۔ یہاں اس کے اعادہ کی وجہ یہ ہے کہ یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کو "عالمین" کے لئے اس تربیت کی اسے حاجت نہیں یہ تربیت محض اس کی رحمتِ عامہ اور احسان کی بدولت ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ لفظ "رَبّ" سے جبروت و قہر کا پتہ چلتا ہے۔ اسی لئے اس کے بعد "الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کا ذکر فرمایا تاکہ جلال و جمال دونوں صفات

Scanned with CamScanner

کا پتہ چل سکے۔ لیکن اگر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو سورۂ فاتحہ کا جزو نہ مانا جائے تو پھر الرَّحْمٰنِ اور الرَّحِيْمِ کے تکرار کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور اگر "بسم اللہ" کو سورۂ فاتحہ اور دیگر تمام سورتوں کا جز مانا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ یہ سورت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے محض اپنی رحمت کی بنا پر نازل فرمائی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میں کوئی کسب و دخل نہیں ہے۔ "رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" کے بعد "الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کا ذکر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی ربوبیت عالمین کے لئے محض اس کی رحمت کی وجہ سے ہے جو مفسرین "بسم اللہ" کو ہر سورت کا جزو قرار دیتے ہیں، ان کے نزدیک اگر کسی نے یہ حلف اٹھایا کہ فلاں سورت پڑھونگا تو "بسم اللہ" کے بغیر محض سورت پڑھ لینے سے اس کا حلف پورا نہ ہوگا اور "بسم اللہ" کی قرأت کے بغیر نماز بھی صحیح نہ ہوگی۔ "رحمٰن" کا لفظ "اللہ" کے لفظ کی طرح ذاتِ حق کے لئے مختص ہے۔ اہلِ عرب کے نزدیک کسی اور کے لئے اس کا استعمال جائز نہیں ہے لیکن "رَبّ" کا لفظ "اللہ" کے علاوہ دوسروں کے لئے بھی مستعمل ہے۔ جیسے "رَبَّ الدَّارِ"، "رَبَّ الْبَيْتِ" گھر کا مالک" وغیرہ جیسے قرآن مجید میں عزیزِ مصر کو یوسف علیہ السلام نے "رَبِّيْ" کہا:

إِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ (یوسف: ۲۳)

"وہ میرا پرورش کنندہ ہے اس نے مجھے اچھی طرح رکھا ہے"

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ عاصم۔ الکسائی اور یعقوب اسے "مَالِكِ" اور باقی قراء نے "مَلِكِ" پڑھا ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ "مَالِكِ" کے معنی ذو الملك بکسر المیم ہیں اور "مَلِكِ" کے معنی ذُو الْمُلْكِ بضمّها بعض کا

خیال ہے "مَالِكِ" کی نسبت "مَلِكِ" کی قرأت زیادہ بلیغ اور افضل ہے کیونکہ "مَلِكِ" کے لفظ سے قوت تدبیر اور سلطان و غلبہ کا مفہوم حاصل ہوتا ہے بعض دوسرے مفسرین کا خیال ہے کہ "مَالِكِ" کی قرأت زیادہ بلیغ ہے کیونکہ "مَلِكِ" تو اپنی رعیت کے صرف اعمال عامہ کی تدبیر کرتا ہے۔ ان کے خاص معاملات میں اس کا دخل نہیں ہوتا لیکن مالک کا تصرف خاص و عام ہر امر سے متعلق ہوتا ہے۔ بظاہر "مَلِكِ" پڑھنا زیادہ بلیغ ہے اس لئے کہ اس کے معنی ہیں "الفاعل المختار" یعنی امر و نواہی اور جزاء و سزا کا متصرف ہونا۔ اسی لئے "ملك الناس" کہا جاتا ہے اور "ملك الاشياء" نہیں کہا جاتا۔ (راغب) اور "مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" کے معنی "رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" سے بھی معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ ہر دو قرأت ان دونوں معانی پر دلالت کرتی ہیں اور دونوں درست ہیں۔ لیکن نماز میں "مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" کی قرأت ایسا خشوع پیدا کرتی ہے جو دوسری قرأت سے پیدا نہیں ہوتا۔ الدِّيْن (دَانَ يَدِيْنُ دِيْنًا) لغت میں حساب مکافات اور جزا کے لئے مستعمل ہوتا ہے "کما تدین تدان" علاوہ ازیں یہ لفظ طاعت، خضوع اور سیاست کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے۔ یہاں جزا اور خضوع کے معنوں میں زیادہ مناسب ہے۔ يَوْمِ الدِّيْنِ یعنی وہ دن جس دن ہر عامل اپنے عمل کی پوری پوری جزا حاصل کریگا۔ اگرچہ اس دنیا میں بھی اعمال کی جزا ملتی ہے لیکن آخرت میں یہ جزا کامل ترین ملے گی اور کوئی اس سے بچ نہیں سکے گا۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِيَّا کلمہ تخصیص كَ ضمیر واحد مذکر مخاطب نَعْبُدُ مضارع جمع متکلم (عَبَدَ يَعْبُدُ عِبَادَةً) عِبَادَةً کے معنی انتہائی خضوع کے ساتھ طاعت کے ہیں۔ عِبَادَةً لفظ عبادت سے ماخوذ ہے اسی لئے اس کی اضافت

Scanned with CamScanner

اللہ کے ساتھ مخصوص ہے اور عبد کے لفظ کی اضافت غیر اللہ کے ساتھ ہوسکتی ہے۔ اسلئے کہ عبد بمعنی الرق (غُلام) کے ہیں۔ عبادت خضوع کی ایک ایسی قسم ہے جو حد انتہا تک پہنچی ہوئی ہوتی ہے اور معبود کی عظمت کے لئے قلب کی گہرائی اور شعور سے پیدا ہوتی ہے۔ تمام ادیان میں سے ہر دین میں عبادت کی مختلف اور کثیر صورتیں پائی جاتی ہیں اور ان تمام صورتوں کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی انتہائی عظمت کے شعور کی تذکیر اور یاد داشت پر مبنی ہے اور یہی امر روحِ عبادت ہے اگر کوئی عبادت اس حقیقت سے خالی ہو تو اسے صحیح معنوں میں عبادت نہیں کہا جائے گا جیسے کسی انسان کی تصویر یا تمثال کو ہم انسان نہیں کہہ سکتے۔ مثلاً نماز ہی کو لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے اقامت صلوٰۃ کا حکم دیا محض نماز ادا کرنے کے لئے نہیں کہا۔ کسی چیز کی اقامت اس چیز کی غرض و غایت اور آثار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کے ادا کرنے یا بجالانے کا نام ہے صلوٰۃ کے آثار اور اس کے نتائج وہی ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خبر دیتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (العنکبوت: ۴۵)

"بے شک نماز بے حیائی اور بُری باتوں سے روکتی ہے۔"

نیز قولہ تعالیٰ:

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ ھَلُوْعًا ۝ اِذَا مَسَّہُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝ وَّاِذَا مَسَّہُ الْخَیْرُ مَنُوْعًا ۝ اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ ۝ (المعارج: ۱۹-۲۲)

"کچھ شک نہیں کہ انسان کم حوصلہ پیدا ہوا ہے۔ جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے اور جب آسائش حاصل ہوتی ہے تو بخیل بن جاتا ہے مگر نماز گزار۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان لوگوں کو سخت وعید دی ہے جو نماز میں اصل عبادت کے مفہوم اور خضوع سے غفلت سے کام لیتے ہیں۔ فرمایا:

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۝ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ ھُمْ یُرَآءُوْنَ ۝ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ (الماعون: ۱-۴)

"تو ایسے نمازیوں کی خرابی ہے جو نماز کی طرف سے غافل رہتے ہیں جو ریاکاری کرتے ہیں اور برتنے کی چیزیں عاریت نہیں دیتے۔"

مفتی محمد عبدہٗ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ریاء کی دو قسمیں ہیں:

ایک ریاء النفاق۔ یعنی صرف دکھلاوے کا عمل،

دوسری قسم ریاء العادۃ ہے، اور وہ عمل کی حقیقت اور اس کے فوائد سے غفلت سے کام لینا اور اس چیز کو پیشِ نظر نہ رکھنا کہ اس کے عمل کا مقصد کیا ہے اور کس کے لئے یہ عمل کر رہا ہے۔ آج ہم میں سے اکثر اسی ریاء العادۃ میں مبتلا ہیں۔

نَعْبُدُ وَنَسْتَعِیْنُ، ہر دو فعل مضارع جمع متکلم کے صیغے ہیں (عَبَدَ یَعْبُدُ عِبَادَۃً اور اِسْتَعَانَ یَسْتَعِیْنُ اِسْتِعَانَۃً باب استفعال) اور اِیَّاکَ مفعول ہے۔ فعل پر مفعول کی تقدیم حصر کا فائدہ دیتی ہے یعنی عبادت اور استعانت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پر منحصر ہے۔ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کا جملہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے معنی کی تکمیل کرتا ہے اس لئے کہ استعانت قلب میں اللہ تعالیٰ کے خوف اور نفس کے اس کے وابستہ ہونے کا نام ہے اور عبادت کی حقیقت اور مغز یہی امر ہے۔ اسبابِ عامہ میں ایک دوسرے کی استعانت جن پر لوگ استطاعت

Scanned with CamScanner

رکھتے ہیں وہ اسباب مسنونہ کے استعمال کا نام ہے اور ان کی حیثیت محض آلات کی سی ہے۔ بخلاف ما فوق القدرۃ امور کے جیسے: شفاء امراض۔ دشمن پر غلبہ۔ فراخیِ رزق وغیرہ۔ ایسے امور میں استعانت کے لئے غیر اللہ کی طرف توجہ حرام ہے۔

"وَمِنْ هٰهُنَا تَعْلَمُوْنَ اَنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَعِيْنُوْنَ بِاَصْحَابِ الْاَضْرِحَةِ وَالْقُبُوْرِ عَلٰى قَضَاءِ حَوَائِجِهِمْ وَ شِفَاءِ اَمْرَاضِهِمْ وَ نَمَاءِ حَرْثِهِمْ وَ زَرْعِهِمْ وَ هَلَاكِ اَعْدَائِهِمْ وَ غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْمَصَالِحِ هُمْ عَنِ الصِّرَاطِ التَّوْحِيْدِ نَاكِبُوْنَ وَ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ مُعْرِضُوْنَ فَمَنْ كَانَ مُوَحِّدًا خَالِصًا لَا يَسْتَعِيْنُ لِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَطّ۔"

(المنار)

"یہاں سے اس بات کا پتہ چلا کہ جو لوگ قضائے حاجات۔ حصولِ امور۔ شفائے امراض۔ زرعی پیداوار کی کثرت۔ اعداء کی ہلاکت وغیرہ امور میں مزارات اور اہلِ قبور سے اعانت طالب کرتے ہیں وہ صراطِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے اور ذکر اللہ سے اعراض کرنے والے ہیں۔ کوئی بھی خالص توحید پرست اللہ کے سوا کسی اور سے قطعاً اعانت طلب نہیں کرتا۔"

"نَعْبُدُ" اور "نَسْتَعِيْنُ" پر "اِيَّاكَ" کی تقدیم اختصاص اور حصر کا معنی دیتی ہے یعنی ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور تیرے علاوہ دوسروں کی عبادت نہیں کرتے اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اور تیرے علاوہ دوسروں سے مدد طلب نہیں کرتے ہیں۔

اِيَّا اسم ظاہر ہے اور کاف ضمیر مخاطب کی طرف مضاف ہے جو حصر

اور اختصاص کا معنی دیتا ہے اِيَّاكَ کا تکرار اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عبادت اور استعانت مقصود بالذات ہیں۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ اِهْدِ امر واحد مذکر نَا ضمیر جمع متکلم (هَدٰى يَهْدِىْ هِدَايَةً) ہدایت کے معنی ہیں "اَلدَّلَالَةُ بِلُطْفٍ عَلٰى مَا يُوْصِلُ اِلَى الْمَطْلُوْبِ" "مطلوب تک پہنچانے کے لئے لطف و نرمی سے دلالت کرنا۔"

اللہ تعالیٰ نے انسان کو چار ہدایات عطا کی ہیں جن کی بنا پر وہ سعادت تک رسائی حاصل کرتا ہے۔

پہلی ہدایت: فطری الہام اور طبعی وجدان کی ہدایت ہے جو بچوں کو ولادت کے ساتھ ہی عطا کر دی جاتی ہے۔

دوسری ہدایت: یہ ہدایت حواس و مشاعر کی ہدایت ہے جس میں انسان کے ساتھ حیوانات بھی شریک ہیں۔

تیسری ہدایت: عقلی ہدایت ہے جس کی بنا پر انسان اجتماعی زندگی بسر کرتا ہے۔

چوتھی ہدایت: دینی ہدایت ہے۔ حواس کی طرح عقل بھی اپنے ادراکات میں غلطی کرتی ہے۔ اس دینی ہدایت کے بغیر انسان اپنی شہوات اور لذات کا بازیچہ بن جاتا ہے یہاں تک کہ یہ شہوات و لذات اسے ہلاکت کے مقام پر پہنچا دیتی ہیں۔ چونکہ انسان فہم دین اور حواس و عقل کے استعمال میں خطا اور گمراہی کا نشانہ بن سکتا ہے اور اس سلسلہ میں اسے خاص اعانت کی ضرورت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی طلب کا حکم دیا ہے فرمایا:

Scanned with CamScanner

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ، جس کے معنی یہ ہیں کہ " اے اللہ! ہمیں اپنے پاس سے ایسی غیبی اعانت عطا فرما جو ہمیں خطا اور گمراہی سے محفوظ رکھے۔

الصِّرَاط ، طریقِ مستقیم کا نام ہے۔ مستقیم مُعَوَّج (ٹیڑھے) کی ضد ہے۔

الْمُسْتَقِيْم ، علمِ ہندسہ میں طرفین کو ملانے کے لئے قریب ترین خط کو کہتے ہیں۔ مستقیم کے یہ معنی اس کے لغوی معنوں کے ساتھ لازم ہیں۔

بعض نے یہ بھی کہا ہے صراطِ مستقیم سے مراد دین یا حق یا عدل یا حدود وغیرہ ہیں۔

الْمُسْتَقِيْم اسم فاعل باب استفعال استقام یستقیم استقامۃ

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ ، "الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ هُوَ الطَّرِيْقُ الْمُوْصِلُ اِلَى الْحَقِّ"۔ " حق تک پہنچا دینے والے راستے کو "صراطِ مستقیم" کہتے ہیں"۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اضافت کے ساتھ اس کی وضاحت کی ہے " اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ " ماضی واحد مذکر مخاطب (انعم ینعم انعاما) جن پر تو نے انعام کیا۔

بعض نے منعم علیہ سے مراد مُسلمان اور مغضوب علیہم سے مراد یہود اور ضالین سے مراد نصاریٰ لئے ہیں۔

اس سے مراد یہ ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے " فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ " اور وہ ہیں جن پر اللہ نے سابقہ امم میں سے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین پر انعام کیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا دین تمام اُمتوں میں ایک ہی ہے صرف فروعی احکام میں اختلافِ زمانہ کی وجہ سے اختلاف ہے لیکن اصول میں کوئی اختلاف نہیں

ہے۔ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے نہ وہ مَغْضُوْب عَلَيْه ہیں اور نہ ہی ضال ، غَيْر یہ کلمہ نفی اور استثنا دونوں کے لئے آتا ہے۔ مغضُوب ، اسم مفعول غضب یغضب غضبًا)

مَغْضُوْب عَلَيْه ، وہ لوگ ہیں جنہوں نے حق کے جاننے کے بعد اس سے خروج کیا اور جن کے پاس دین و شریعت آئی لیکن انہوں نے اس کی خلاف ورزی کی اور اسے قبول نہ کیا۔

ضَآلِّيْن ، وہ ہیں جنہوں نے حق کی پہچان نہ کی یا صحیح طور پر اسے جان نہ سکے اور والضالین کے معنی ہیں غیر الضالین یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تین ہی گروہ ہو سکتے ہیں۔

۱۔ منعم علیہ

۲۔ مغضوب علیہ، اور

۳۔ ضالین

پھر ضالین کی چار اقسام ہیں :

پہلی قسم۔ ان لوگوں کی ہے جن تک دعوت رسالت نہیں پہنچی۔

دوسری قسم ، ان کی ہیں جنہیں دعوت رسالت ملی لیکن انہیں اس پر ایمان لانے کی توفیق حاصل نہ ہو سکی ،

تیسری قسم ، ان لوگوں کی ہے جن تک دعوتِ رسالت پہنچی اور انہوں نے اس کی تصدیق کی لیکن اس کے اصول اور دلائل کو پیش نظر نہ رکھا۔ ان لوگوں نے اصول عقائد کے فہم میں اپنی خواہشات کی پیروی کی یہ گروہ دین میں بدعات کی پیروی کرتا ہے اور قرآن کے بتائے ہوئے اصولوں اور سلف صالح کے عقائد

Scanned with CamScanner

سے انحراف اختیار کرتے ہیں

چوتھی قسم، ان لوگوں کی ہے جو اعمال میں گمراہی اختیار کرتے ہیں اور وضع کردہ احکام میں تحریف سے کام لیتے ہیں، جیسے: الصّلوٰۃ۔ الصّیام اور دیگر عبادات کے مفہوم میں خطا اور انحراف سے کام لیتے ہیں۔

اَنْعَمْتَ (ماضی واحد مذکر مخاطب، انعم۔ ینعم۔ انعامًا)۔

مَغْضُوْب، (المفعول من غضب۔ یغضب۔ غضبًا)۔

ضَالِّیْن (واحد الضال ضَلّ۔ یضلّ۔ ضَلَالَۃً)

فوائد فی تفسیر الفاتحۃ

اَللّٰہُ ذاتِ حق کا اسم ذاتی ہے جو تمام صفات کا جامع ہے۔ اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔ دو اسم ذاتی اور ہیں اور وہ اَلْحَیُّ و الْقَیُّوْمُ ہیں اور دوسرے اسمائے گرامی فعلی ہیں اور وہ الرَّبّ و الرَّحمٰن، الرَّحِیم ہیں۔ ذاتی اور صفاتی افعال جیسے، علم۔ قدرت۔ ارادہ۔ السمع والبصر والکلام جنہیں صفات المعانی کہا جاتا ہے، یہ سب اسکی صفاتِ کاملہ ہیں۔

اَلْحَیُّ، یعنی خالق تعالیٰ کی حیات اسکی تمام مخلوق جنّ وانس وملائکہ کی حیات سے کامل ترین حیات اور اس کو کسی سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ "اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔

الْقَیُّوْم، یعنی قائم بذات (الثابت المتحقق) جو خود کسی کا محتاج نہیں اور تمام کائنات اسی کے وجود سے قائم ہے۔ ربوبیت اور رحمت کی دونوں صفات

اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ مالکِ مطلق اور تمام عالم کے امور کا مدبّر ہے اور اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے۔ شانِ ربوبیت یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کے امور کا مالک اور ہر عامل کو اس کے عمل کے مطابق جزا و سزا دینے والا ہے۔ الرَّحمٰن کا اسم اس کے کمال رحم پر دلالت کرتا ہے اور الرَّحِیم کا اسم نہایت ہی نفیس اور معنوی صفات پر دلالت کرتا ہے۔

سورۂ فاتحہ سے متعلق مسائل

نماز میں سورۂ فاتحہ کی قرأت کے وجوب پر بہت سی متواتر صحیح احادیث وارد ہیں اور آغازِ اسلام سے آج تک اس پر عمل جاری ہے۔

حضرت عبادہ بن الصامت رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَءْ فَاتِحَۃَ الْکِتَاب"

"جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں"

دارقطنی میں صحیح اسناد سے مروی ہے:

"لَاتَجْزِیْ الصَّلٰوۃُ مَنْ لَّمْ یَقْرَءْ فَاتِحَۃَ الْکِتَاب"

"جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز جائز نہیں"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ خلفاء راشدینؓ۔ صحابہ کرامؓ۔ تابعینؒ اور امتِ مسلمہ کے دیگر تمام ائمہؒ نے کبھی کوئی نماز سورۂ فاتحہ کے بغیر ادا نہیں کی۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوقتادہ سے مروی ہے کہ

"اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْرَءُ الْفَاتِحَۃَ

Scanned with CamScanner

فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ ۔"

صحیح بخاری میں ہے "نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھا کرتے تھے ۔"

بسم اللہ کا سورۂ فاتحہ کا جز ہونے پر سب سے زیادہ قوی ثابت شدہ حجت یہ ہے کہ قرآن مجید کا وہ نسخہ جو خلیفۂ ثالث رضؓ نے صحابہ کرامؓ کے اجماع سے مختلف شہروں میں بھجوایا تھا اس میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ اس کی کتابت موجود ہے ۔ اسی طرح آج تک تمام مصاحف میں یہ سورت موجود ہے قرآن مجید میں اس سورت کے ساتھ اس کا لکھا ہوا ہونا اور اس کے ساتھ تمام قراء کا سورۂ فاتحہ کے شروع میں اس کی قراءت کرنا ایک ایسا متواتر ثبوت ہے کہ کوئی امر اس کی نفی نہیں کر سکتا اس لئے کہ تمام مصاحف میں متفق علیہ طور پر سورۂ فاتحہ کے شروع میں بسم اللہ کا اثبات ایک ایسی قطعی دلیل ہے کہ کوئی خبر واحد خواہ اس کے اسناد صحیح ہی کیوں نہ ہوں اس کا معارضہ نہیں کر سکتی ۔

بسم اللہ کے سورۂ فاتحہ کے جزو نہ ہونے پر بھی بہت سی احادیث ہیں ۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ کا یہی مذہب ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

(۲) سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ مَدَنِیَّۃٌ (۸۷)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۝۱ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۲
الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ
اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۴
اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵

الٓمّٓ	ذٰلِكَ	الْكِتٰبُ	لَا	رَيْبَ
الف-لام-میم	وہ (یہ)	کتاب	نہیں	شک
فِیْ	ہٖ	ھُدًی	ل	مُتَّقِیْنَ
میں	اس میں	ہدایت	واسطے	متقی لوگوں کے
الَّذِیْنَ	یُؤْمِنُوْنَ	بِالْغَیْبِ	وَ	یُقِیْمُوْنَ
وہ - جو	ایمان رکھتے ہیں	ساتھ غیب کے	اور	قائم کرتے ہیں

Scanned with CamScanner

اَلصَّلٰوۃَ	وَ	مِمَّا	رَزَقْنٰا	ھُمْ
نماز	اور	(من - ما) اس سے	ہم نے رزق دیا	ان کو
یُنْفِقُوْنَ	وَ الَّذِیْنَ	یُؤْمِنُوْنَ	بِ - مَا	اُنْزِلَ
وہ خرچ کرتے ہیں	اور جو کہ	یقین کرتے ہیں	ساتھ اسکے	نازل کیا گیا
اِلَیْکَ	وَ مَا	اُنْزِلَ	مِنْ	قَبْلِکَ
طرف تیرے	اور جو	نازل کیا گیا	سے	پہلے تیرے
وَ بِ	الْاٰخِرَۃِ	ھُمْ	یُوْقِنُوْنَ	اُولٰٓئِکَ
اور ساتھ	آخرت	وہ	یقین رکھتے ہیں	وہ سب
عَلٰی	ھُدًی	مِنْ	رَّبِّھِمْ	وَاُولٰٓئِکَ
پر	ہدایت	سے	اپنے رب کی طرف	اور وہ

ھُمُ	الْمُفْلِحُوْنَ
وہ	فلاح پانیوالے ہیں

"شروع اللہ نہایت رحم کرنے والے بار بار رحم کرنے والے کے نام سے"

"الف۔لام۔میم۔ یہ کتاب (کہ) کوئی شبہہ اس میں نہیں ہدایت ہے (اللہ سے) ڈر رکھنے والوں کے لئے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں اور جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اس پر جو آپ پر اتارا گیا ہے اور (اس پر) جو آپ سے قبل اتارا گیا ہے اور آخرت پر بھی (وہ) پورا یقین رکھتے ہیں۔

یہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی (پورے) بامراد ہیں۔"

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

البقرۃ، گائے کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ مذکر اور مؤنث ہر دو کے لئے مستعمل ہے۔ البقرۃ کی "تائے" تانیث کے لئے نہیں بلکہ جنس کے لئے ہے اس سورت کے آٹھویں رکوع میں بنی اسرائیل کے لئے گائے کے ذبح کرنے کا قصہ بہت سے فوائد کے ساتھ مذکور ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورت کا نام "البقرۃ" پڑا اس کے اور بھی بہت سے نام ہیں۔ اس کی عظمت اور جامع الاحکام ہونے کی بنا پر اسے "فسطاط القرآن" (خیمہ) کہا گیا ہے اسی طرح اسے "سنام القرآن" (کوہان) بھی کہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے "افضل القرآن" کہا ہے۔

سورۃ البقرۃ اور سورۃ آل عمران کو "زہراوین" کہا جاتا ہے۔ زہرا، روشن چیز کو کہا جاتا ہے۔ زہراوین اس کا تثنیہ ہے۔ عقائد و اعمال کے لحاظ سے یہ سورۃ اہم ترین احکام کا مجموعہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شیطان اور سورۃ البقرۃ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔

"اِنَّ الشَّیْطَانَ یَفِرُّ مِنَ الْبَیْتِ الَّذِیْ یُقْرَاُ فِیْھَا سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ۔" (مسلم و ترمذی)

Scanned with CamScanner

"شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۃ البقرۃ پڑھی جائے۔"
حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آٹھ سال میں اس کی تعلیم مکمل کیا۔

سورۃ البقرۃ کی دس آیاتِ مشہورہ جن کے بے شمار فضائل ہیں، یہ ہیں،
شروع کی چار آیات ۔ آیت الکرسی اور دو اس کے بعد کی آیات ۔ تین
سورۃ البقرۃ کی آخری آیات۔

ربط و مناسبت

سورۃ الفاتحہ پورے قرآن کا خلاصہ ہے جس میں تین بنیادی امور کو بیان کیا گیا ہے:

اوّل، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت،
دوم، اس کا مستحق عبادت ہونا،
سوم، طلبِ ہدایت اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق۔

سورۃ البقرۃ میں ذٰلِكَ الْكِتَابُ سے یہ بتایا گیا ہے کہ جس صراطِ مستقیم کی طلب کی گئی ہے وہ یہ قرآن مجید ہے اس کے بعد مغضوب علیہ اور الضالین کا ذکر ہے اور پھر بہت سے عقائد و اعمال کا تذکرہ ہے۔

سورۃ الفاتحہ کے بعد ترتیب کے لحاظ سے اسی سورت کا ہونا ضروری تھا۔

تلخیص مطالب سورۃ البقرۃ (بلحاظ رکوعات)

سورۃ البقرۃ کے چالیس رکوع ہیں:

رکوع ۱ میں کتاب اللہ کے ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہونے اور اسلام کے بنیادی اصولوں کا ذکر ہے۔
رکوع ۲ میں ایمان سے روگردانی کرنے والے دو گروہوں کافروں اور منافقوں کا بیان ہے۔
رکوع ۳ میں تخلیقِ کائنات کا ذکر ہے اور بتایا ہے کہ اطاعت اور عبادت ضروری ہے۔
رکوع ۴ میں تخلیقِ آدم اور اسے درجۂ کمال تک لے جانے کا بیان ہے۔
رکوع ۵ میں بنی اسرائیل کا ذکر ہے اور بتایا گیا ہے کہ حق سے روگردانی غضبِ الٰہی کا باعث ہے۔
رکوع ۶-۹ میں بنی اسرائیل پر انعامات اور اس کے مقابل ان کی ناشکری اور نافرمانیوں کا بیان ہے۔
رکوع ۱۰ میں میثاقِ بنی اسرائیل اور ان کی وعدہ خلافی کا ذکر ہے۔
رکوع ۱۱ میں موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام اور دیگر انبیاءؑ کا ذکر ہے اور بنی اسرائیل کے اعتراضات کے جوابات ہیں۔
رکوع ۱۲-۱۳ میں بتایا گیا ہے کہ حق سے روگردانی اور بغض باعثِ ضلالت و ہلاکت ہے، اور بنی اسرائیل کے بعض غلط اعتقادات کی تردید ہے۔
رکوع ۱۴ میں یہود و نصاریٰ کے باہم مناقشہ اور گمراہی کو بیان کر کے بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں اور یہود و نصاریٰ کی طرف سے ان کی مخالفت محض عنادِ حق کی وجہ سے ہے۔
رکوع ۱۵ میں بنی اسرائیل پر انعامات کے بیان کے بعد حضرت ابراہیمؑ، تعمیرِ کعبہ،

Scanned with CamScanner

دعائے ابراہیمؑ اور ان کی ذرّیت سے نبیِ آخر الزمان ﷺ کی بشارت کا ذکر ہے۔

رکوع ۱۶ میں ملّتِ ابراہیمؑ کو حقیقتِ اصلیہ قرار دیکر بتایا ہے کہ ملّتِ ابراہیم کی پیروی ہی صراطِ مستقیم ہے اور اس سے روگردانی گمراہی ہے۔

رکوع ۱۷۔ ۱۸ میں تحویلِ قبلہ پر اعتراضات کے جوابات اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ذکر ہے۔

رکوع ۱۹ نماز قائم کرنے۔ صبر، استقامت۔ شعائر اللہ کی تعظیم اور حق سے اعراض کی فضیحت اور رسوائی کا بیان ہے۔

رکوع ۲۰۔ ۲۱ توحید۔ کائنات میں صرف اللہ تعالیٰ کے متصرّف ہونے، رزقِ حلال کی تلاش اور حرام سے بچنے کا حکم دیا ہے اور بتایا ہے کہ احکامِ الٰہی کا اخفا اور ان کی تبدیلی بہت بڑی گمراہی ہے۔

رکوع ۲۲ میں اصولِ اسلام کی تعلیم دی گئی ہے کہ البرّ اس کی بنیاد ہے پھر اس کے اصولوں کی تشریح کی گئی ہے۔

رکوع ۲۳ میں صومِ رمضان کے اہم مسائل اور نزولِ قرآن کا ذکر ہے۔

رکوع ۲۴۔ ۲۵ میں قمری مہینوں، حج کے مسائل، جہاد و قتال کے احکامات ہیں اور بتایا گیا ہے کہ اسلام سلامتی کا ضامن ہے۔

رکوع ۲۶ میں بنی اسرائیل پر انعامات کا ذکر ہے اور بتایا گیا ہے کہ تمام انبیاءؑ کا دین ایک ہی ہے۔ اہلِ بغی نے انبیاءؑ کے راستے کو چھوڑ کر خواہش پرستی اختیار کی۔ حق پر استقامت انسانوں کو جنّت کا مستحق ٹھہراتی ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کو نجاتِ اُخروی کا باعث قرار دیا ہے۔

رکوع ۲۷ میں معاشرتی خرابیوں، شراب اور جوئے کی مذمّت۔ اَنفاقِ مال۔

یتامیٰ کی پرورش کا بیان ہے۔

رکوع ۲۸۔ ۳۱ میں قابلی زندگی۔ حیض۔ طلاق۔ عدّت۔ حمل۔ عورت کے نان و نفقہ۔ رضاعت اور دیگر معاشرتی مسائل کا ذکر ہے۔

رکوع ۳۲ میں اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ میں بنی اسرائیل کی مردہ قوم کو دوبارہ زندگی عطا کرنے کا ذکر ہے۔

رکوع ۳۳ میں طالوت کے ہاتھوں جالوت کا قتل حضرت داؤدؑ کے عہد میں بنی اسرائیل کا عروج اور تابوتِ سکینہ کے دوبارہ ملنے کا بیان ہے۔

رکوع ۳۴ میں قرآن مجید کی عظیم ترآیت۔ آیۃ الکرسی ہے۔ رشد و ضلالت ہر دو راستوں کی نشاندہی ہے۔

رکوع ۳۵ میں حضرت ابراہیمؑ اور نمرود کا مباحثہ حیات بعد الموت کے اثبات کے لئے انبیاءؑ سابقہ کے تین قصّے بیان فرمائے گئے ہیں۔

رکوع ۳۶۔ ۳۷ میں اِنفاق فی سبیل اللہ کی مثال ایک دانہ سے سینکڑوں ہزاروں دانوں کا پیدا ہونا۔ صدقات کی قبولیت کے لئے مثالیں۔

رکوع ۳۸ میں سُود کی خرابی اور تباہکاری سے متنبہ کیا گیا۔

رکوع ۳۹ میں قرض اور ادھار کے لئے اقرار نامہ لکھنے کی ہدایت اور عدل و انصاف کے اصول بیان فرمائے گئے ہیں۔

رکوع ۴۰ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ سے آخر سورہ تک ــــ ایمان کے ارکان۔ فلاح دارین کے لئے عظیم تر دعا کا بیان ہے

Scanned with CamScanner

سورۃ البقرۃ میں عملی شرعی احکام

سورۃ البقرۃ میں عملی شرعی احکام کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ اقامۃ الصلوٰۃ وادائے زکوٰۃ۔ آیات: ۳، ۱۱۰

۲۔ تحریم سحر۔ آیت: ۱۰۲

۳۔ قصاص کے احکام۔ آیت ۱۷۸۔۱۷۹

۴۔ والدین اور اقرباء کے لئے وصیت۔ آیات: ۱۸۰۔۱۸۲

۵۔ روزہ کے احکام جو ۲ھ میں نازل ہوئے۔ آیات ۱۸۳۔۱۸۷

۶۔ باطل طریقہ سے لوگوں کے مال کھانے کی تحریم۔ آیت: ۱۸۸

۷۔ روزہ۔ حج اور دوسرے دینی امور میں قمری مہینوں کو اصل قرار دینا۔ آیت: ۱۸۹

۸۔ کفار سے قتال کے احکام۔ حرمت کے مہینوں میں قتال۔ آیات: ۱۹۰۔۱۹۴، ۲۱۶، ۲۱۸، ۲۴۴، ۲۵۲

۹۔ عدت۔ آیت: ۲۲۸۔ مدتِ ایلا۔ آیت: ۲۴۶

۱۰۔ اللہ کے راستے میں مال کا خرچ کرنا۔ آیات: ۱۹۵، ۲۵۴، ۲۶۱، ۲۷۴

۱۱۔ حج وعمرہ کے احکام۔ آیات: ۱۹۶، ۲۰۳

۱۲۔ نان ونفقہ اور اس کے مستحقین۔ آیات: ۲۱۵، ۲۱۹، ۲۷۳

۱۳۔ خمر و میسر کی تحریم۔ آیت: ۲۱۹

۱۴۔ یتامیٰ کا مسئلہ اور معیشت میں ان کی شرکت۔ آیت: ۲۲۰

۱۵۔ اہلِ ایمان اور مشرکین کے درمیان نکاح۔ آیت: ۲۲۱

۱۶۔ ایامِ حیض میں بیوی کے پاس جانے کی حرمت۔ ۲۲۲۔۲۲۳

۱۷۔ احکامِ ایمان۔ آیات: ۲۲۴۔۲۲۵

۱۸۔ عورت سے ایلا کا حکم۔ آیات: ۲۲۶۔۲۲۷

۱۹۔ احکامِ زوجیت۔ طلاق۔ رضاعت۔ عدت۔ نان ونفقہ وغیرہ۔ آیات: ۲۲۸، ۲۳۷، ۲۴۱

۲۰۔ ربا کی حرمت۔ آیات: ۲۷۵، ۲۸۰

۲۱۔ شہادتِ تحریری کے احکام۔ شہادت میں مرد اور عورت کا مقام۔ کتمانِ شہادت کی تحریم۔ آیات: ۲۸۲۔۲۸۳

۲۲۔ احکامِ عملی کا خاتمہ۔ سورت کی آخری آیات میں دعائے عظیم۔

تشریحاتِ لغوی وتفسیری مطالب

الٓمّٓ ۝ الف۔ لام۔ میم حروفِ مقطعات ہیں۔ یعنی انہیں الگ الگ ساکن پڑھا جاتا ہے۔ حروفِ مقطعات قرآن مجید کی ۲۹ سورتوں کے ابتدا میں آئے ہیں۔

الٓمّٓ، سورۃ البقرۃ کے علاوہ پانچ اور سورتوں کے ابتدا میں ہے:

آلِ عمران۔ العنکبوت۔ الروم۔ لقمان۔ السجدہ۔ یہ سب مکی سورتیں ہیں۔ حروفِ مقطعات چودہ ہیں جو کل حروفِ تہجی کے نصف ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے الٓمّٓ کے معنی اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ مروی ہیں۔

بعض مفسرین نے ان حروفِ مقطعات کو سورتوں کے نام اور بعض

Scanned with CamScanner

نے انہیں اسمائے الٰہیہ کے رموز قرار دیا ہے۔ جمہور صحابہ کرامؓ اور علماء مفسرین کی رائے ہے کہ حروفِ مقطعات کے رموز و اسرار کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حروف مقطعات کی تشریح میں کوئی بات منقول نہیں ہے۔ ابن کثیر، قرطبی، علامہ آلوسی بغدادی کی یہی رائے ہے۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ حروف الفاظ کی طرف اشارہ کرتے ہیں وہ اسکی تائید کلامِ عرب سے پیش کرتے ہیں۔

تمام حروفِ مقطعات کی تعداد ۷۸ ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ایمان کے بھی تقریباً اسی قدر شعبے ہیں۔ اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَ سَبْعُوْنَ شُعْبًا۔ گویا تکمیلِ ایمان ان حروف کی مطابقت کے حساب سے ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ ، ذٰلِكَ اسمِ اشارہ مذکر بعید کے لئے ہے لیکن یہاں اظہارِ عظمت یا کتابِ موعود کے لئے لایا گیا ہے۔ هٰذَا کی بجائے ذٰلِكَ اسی بلندیِ منزلت کے ظاہر کرنے کے لئے لایا جاتا ہے۔ (راغب)

فارسی زبان میں بھی اشارہ بعید "آن" احترام اور علوِ مرتبت کے لئے استعمال میں لایا جاتا ہے جیسے آنحضرت۔ آنجناب وغیرہ۔ علاوہ ازیں دونوں میں تبادلہ محاورۂ عرب کے مطابق مشہور ہے۔ (ابن کثیر)

الْكِتَابُ ، مصدر ہے (کتب۔ یَکْتُبُ۔ کِتَابًا) جس کے معنی ہیں ایک چیز کو دوسری کے ساتھ ملانا۔ جمع کرنا اور لکھنے کے معنی بھی آتا ہے۔ اس لئے کہ لکھنے میں بھی حروف ایک دوسرے کے ساتھ ملائے جاتے ہیں۔ کِتَاب میں "ال" جامعیت اور تکمیل کے لئے ہے۔ اَلْكِتَابُ یعنی کتاب کامل۔

علامہ زمخشری لکھتے ہیں:

"مَعْنَاهُ اَنَّ ذٰلِكَ الْكِتَابَ هُوَ الْكِتَابُ الْكَامِلُ۔"

"صرف یہی کتاب کامل ہے اس کے سوا دوسری تمام کتابیں ناقص ہیں!"

لَا رَيْبَ فِيْهِ ، لَا کلمہ نفی جنس کے لئے ہے۔ رَیْب مصدر ہے (رَابَ یَرِیْبُ رَیْبًا) بمعنی شک اور قلق النفس اسی سے "رَیْبُ الزمان" (مصائب زمان) ہے۔ امام راغب نے ریب اور شک میں فرق کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ شک دو چیزوں کے درمیان ترجیح کے لحاظ سے تردد کو کہتے ہیں اور ریب یہ ہے کہ کسی چیز میں توہم پیدا ہو اور پھر وہ توہم دُور ہو جائے۔ "لَا رَیْبَ فِیْهِ" میں ریب کی نفی کی تاکید ہے۔ اسی لئے "لَا فِیْهِ رَیْبٌ" کی بجائے "لَا رَیْبَ فِیْهِ" لاتے ہیں۔

هُدًى ، مصدر ہے (هَدَی۔ یَهْدِیْ۔ هُدًی) اس وزن پر بہت کم مصادر آتے ہیں۔ یہاں مصدر سے مراد اسم فاعل بمعنی هادی ہے یعنی ایسی راہ پر چلانے والی جو منزلِ مقصود تک پہنچا دے۔

لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ ، واحد متقی اتقاء باب افتعال سے اسم فاعل ہے مجرد میں اس کی اصل وَقَیَ یَقِیْ وِقَایَةً ہے باب افتعال 'اوتقی' ہے جو 'اتقی' میں تبدیل ہوا (اتقی یتقی اتقاء) یعنی یہ کتاب متقی لوگوں یعنی تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لئے ہدایت کا باعث ہے۔

يُؤْمِنُوْنَ ، مضارع جمع مذکر غائب (اٰمَنَ یُؤْمِنُ اِیْمَانًا) لغت میں 'ایمان' تصدیق کو کہتے ہیں اور یہ 'امن' سے مشتق ہے۔ اصطلاح شرع میں "اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ" کا نام ایمان ہے باعتبارِ لغت

Scanned with CamScanner

ایمان اور اسلام کے معنی جدا جدا ہیں۔ ایمان تصدیقِ قلب اور اسلام اطاعت اور فرمانبرداری کو کہتے ہیں لیکن فی الحقیقت ایمان و اسلام دونوں ایک ہی ہیں۔ ایمان قلب سے شروع ہوتا ہے اور ظاہر عمل پر پہنچ کر مکمل ہوتا ہے اور اسلام ظاہر عمل سے شروع ہو کر قلب پر پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے۔ امام غزالیؒ اور دیگر محققین کی یہی رائے ہے۔

بِالْغَيْبِ، مصدر ہے۔ (غَابَ يَغِيبُ غَيْبًا) اہلِ لغت لکھتے ہیں: "كُلُّ مَا غَابَ عَنْكَ" (لسان) اس سے وہ تمام چیزیں مراد ہیں جن کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اور عقل اور حواسِ خمسہ کے ذریعے ان کا علم نہیں ہو سکتا۔

وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ، مضارع جمع مذکر غائب (اَقَامَ يُقِيمُ اِقَامَةً) اَقَامَ کا مادہ قَوَمَ ہے اَقَامَ الْاَمْرَ کے معنی ہیں کہ کام کو درست صورت پر رکھا۔

اَقَامَ الصَّلٰوةَ کے معنی ہیں تعدیلِ ارکان خضوع و خشوع اور حضورِ قلب سے نماز ادا کرنا۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں صلوٰۃ کا ذکر آیا ہے اس کے لئے 'اقامہ' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے 'اقامت صلوٰۃ' اور ادائے صلوٰۃ میں فرق ہے اِقَامَةُ الشَّيْءِ تَوْفِيَةُ حَقِّهٖ (راغب) اِقَامَةُ الشَّيْءِ کے معنی ہیں کہ اس کا پورا حق ادا کیا۔

يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ کی تشریح صاحبِ جلالین نے اس طرح کی ہے یعنی پورے حقوق کے ساتھ ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔

الصَّلٰوةُ کے معنی دعا کے ہیں۔ اصطلاحِ شرع میں مخصوص عبادت

کا نام ہے۔ الصَّلٰوةُ الَّتِي هِيَ الْعِبَادَةُ الْمَخْصُوصَةُ اَصْلُهَا الدُّعَاءُ (راغب)

اقامت الصلوٰۃ کے لئے قرآن مجید میں دس امور کو بیان فرمایا ہے:

۱۔ طہارتِ جسمانی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ الخ (المائدہ: ۶)

۲۔ اوقاتِ معینہ: اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (النساء: ۱۰۳)

۳۔ دوام علی الصلوٰۃ: وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ (المعارج: ۳۴)

۴۔ محافظتِ صلوٰۃ: هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ۔ (المعارج: ۳۴)

۵۔ نماز کی اصل حقیقت سے غفلت نہ کرنا: عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ۔ (الماعون: ۵)

۶۔ ریا سے پاک ہونا: الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ۔ (الماعون: ۶)

۷۔ ادائے نماز بے دلی سے کام نہ لینا: لَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى۔ (التوبۃ: ۵۴)

بلکہ نماز کو راحت سمجھنا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ۔

۸۔ نماز باجماعت ادا کرنا: وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۔ (البقرۃ: ۴۳)

۹۔ نماز میں خشوع و خضوع سے کام لینا: الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ۔ (المؤمنون: ۲)

۱۰۔ برائی اور ناشائستہ امور کا ترک کرنا: اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔ (العنکبوت: ۴۵)

Scanned with CamScanner

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ۝ مِمَّا۔ (مِنْ۔ ما) رَزَقْنٰهُمْ جمع متکلم (رَزَقَ۔ يَرْزُقُ۔ رِزْقًا) عطا جاری اور نصیب کو کہتے ہیں۔

يُنْفِقُوْنَ، مضارع جمع مذکر غائب (اَنْفَقَ يُنْفِقُ اِنْفَاقًا) باب افعال۔ اس کا مادہ نفق ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز کا گزر جانا نفق سرنگ کو بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ زمین کے اندر چلی جاتی ہے نفاق اسی سے ہے جس کے معنی ہیں ایک راستے سے دین میں داخل ہونا اور دوسرے سے نکل جانا۔ انفاق کے معنی ہیں مال کا خروج کرنا۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ، واو حرف عطف اَلَّذِيْنَ واحد الذی موصول يُؤْمِنُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب (اٰمَنَ۔ يُؤْمِنُ۔ اِيْمَانًا) ایمان یقین کو کہتے ہیں۔

بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ، با جار۔ ما موصول۔ اُنْزِلَ ماضی مجہول واحد مذکر غائب۔ (اَنْزَلَ۔ يُنْزِلُ۔ اِنْزَالًا) نُزُوْل کے معنی اوپر سے نیچے آنے کے ہیں۔ مگر مطلقاً ایصال اور اِبْلَاغ کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔

اعتقادی اصول میں سے یہ دوسرا ہے گویا ایمان باللہ پہلا اصول اور وحی الٰہی پر ایمان لانا دوسرا اصول اور یہ دونوں آپس میں لازم ملزوم ہیں وحی الٰہی پر ایمان کے بغیر اللہ پر کامل ایمان پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ، ما موصول۔ اُنْزِلَ ماضی مجہول۔ مِنْ جار قَبْلِكَ مجرور۔ یعنی سابقہ انبیاءؑ کی کتب اور وحی پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن نزولِ قرآن کے بعد اب سابقہ کتب پر عمل ضروری نہ رہا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ کے درمیان یہ فرق ہے کہ پہلا ایمان تفصیلی اور مَا

اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ کا اجمالی ہے۔

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ ، اٰخِرَة آخر کی تانیث ہے اور آخرت سے مراد دار الآخرت ہے۔ قرآن مجید میں آخرت کا لفظ متعدد مقامات پر اسی معنی میں آیا ہے۔

يُوْقِنُوْنَ۔ مضارع جمع مذکر غائب (اَيْقَنَ۔ يُوْقِنُ۔ اِيْقَانًا) باب افعال۔ کسی بات پر اعتقادِ راسخ کا نام یقین ہے جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے گویا یقین اِزَاحَةُ الشَّكِّ کا نام ہے متقی لوگوں کا یہ پانچواں وصف ہے کہ وہ آخرت کی زندگی اور جزا وسزا پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ آیت میں 'آخرت' کو پہلے لانا اور اس کے بعد هُمْ ضمیر جمع مذکر اور يُوْقِنُوْنَ کے آخر میں لانے سے یقین آخرت کی اہمیت کو بدرجہا بڑھا دیا ہے۔

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ، اُولٰٓئِكَ اسم اشارہ جمع مذکر۔ هُدًى مصدر (هَدٰى۔ يَهْدِيْ۔ هِدَايَةً) یعنی یہ ہدایت صرف ان کے رب کی طرف سے ہے۔

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ، اُولٰٓئِكَ موصول الْمُفْلِحُوْنَ واحد المفلح اسم فاعل (اَفْلَحَ يُفْلِحُ اِفْلَاحًا) مادہ فَلَحَ۔ الفلاح الفوز والظفر۔ فَلَحَ کے اصل معنی شق یعنی پھاڑنے کے ہیں اسی سے فلاح کسان بھی ہے عربی زبان میں ہر قسم کے خیر کے لئے فلاح سے بڑھ کر کوئی اور جامع لفظ نہیں ہے۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کی ترکیب نے معنی میں حصر وتاکید پیدا کر دی ہے۔ یعنی فلاح پانے والے صرف وہی لوگ ہیں جو ان اوصاف سے متصف ہیں۔ کامل فلاح کسی اور کے حصے میں نہیں آسکتی۔

Scanned with CamScanner

الٓمّٓ. ذٰلِكَ الْكِتٰبُ ـــــ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کی مختصر تفسیر

یہ ایسی کتاب ہے کہ اس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔
"اَیْ لَا شَكَّ فِیْهِ اِنَّهٗ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ اِنَّهُ الْحَقُّ وَالصِّدْقُ"

(معالم)

گویا "آفتاب آمد دلیل آفتاب" کے مصداق خود قرآن مجید اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کا کلام نہیں ہو سکتا۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ سے یہ بتایا ہے کہ اگرچہ قرآن مجید تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت کا باعث ہے لیکن ہدایتِ خاصہ صرف انہی لوگوں کے لئے ہے جو تقویٰ کے وصف سے متصف ہیں عملی طور پر وہی اس سے ہدایت حاصل کر سکتے ہیں۔

"اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ" میں بتایا گیا ہے کہ متقی لوگوں کا پہلا وصف یہ ہے کہ وہ ایمان بالغیب رکھتے ہیں ـــــ دوسرا وصف یہ ہے کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں یعنی تعدیلِ ارکان، خضوع وخشوع اور پوری پابندی کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں ـــــ تیسرا وصف یہ ہے کہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے رزق سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ چوتھا وصف یہ ہے کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ کتاب پر تفصیل اور سابقہ کتبِ سماوی پر باجمال ایمان رکھتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ

تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ز وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

اِنَّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	سَوَآءٌ	عَلَيْهِمْ
بیشک	وہ جو	منکر ہوئے	برابر ہے	اُن پر
ءَ	اَنْذَرْتَ	هُمْ	اَمْ	لَمْ
کیا	تو ڈرائے	اُن کو	یا	نہ
تُنْذِرْ	هُمْ	لَا	يُؤْمِنُوْنَ	خَتَمَ
ڈرائے تو	ان کو	نہیں	ایمان لانے والے	مہر کر دی
اللّٰهُ	عَلٰى	قُلُوْبِهِمْ	وَ عَلٰى	سَمْعِهِمْ
اللہ نے	اوپر	ان کے دلوں	اور پر	انکے کانوں
وَ عَلٰى	اَبْصَارِهِمْ	غِشَاوَةٌ	وَ لَهُمْ	عَذَابٌ
اور پر	ان کی آنکھوں	پردہ	اور انکے لئے	مار
		عَظِيْمٌ		
		بہت بڑی		

"بیشک جو لوگ کفر (اختیار) کئے ہوئے ہیں ان کے حق میں یکساں ہے خواہ آپ انہیں ڈرائیں یا آپ انہیں نہ ڈرائیں، وہ ایمان نہ لائیں گے ۔ مُہر لگا دی اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کی شنوائی پر

Scanned with CamScanner

اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے بڑا (ہی) عذاب ہے۔"

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

اِنَّ ، اسم مشبہ بفعل۔

الَّذِیْنَ ، واحد الَّذِیْ ۔ اسم موصول۔

کَفَرُوْا ، (کَفَرَ ۔ یَکْفُرُ ۔ کُفْرًا) من باب نَصَرَ ۔ صیغہ جمع مذکر غائب۔

کُفر لغت میں کسی چیز کو ڈھانکنے یا چھپانے کو کہتے ہیں۔ کفرانِ نعمت کے معنی ناشکرگزاری کے ہیں۔ رات کو بھی مجازاً کافر کہا جاتا ہے کہ روشنی کو چھپاتی ہے۔ اسی طرح کسان کو بھی کافر کہہ دیا جاتا ہے کہ بیج کو زمین میں چھپاتا ہے۔

اصطلاح میں کفر انکارِ حق کو کہتے ہیں یعنی توحیدِ الٰہی اور انکارِ رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام کفر ہے ـــــ کفار کی بہت سی اقسام ہیں ایک یہ کہ حق کو پہچانتا ہو لیکن محض عناد کی بنا پر انکار کرتا ہو، ایسے بہت کم لوگ تھے جو عہدِ رسالت ہی میں ختم ہو گئے تھے ـــــ دوسری قسم ان کفار کی ہے جو نہ تو حق کو پہچانتے ہوں اور نہ ہی حق کی پہچان کی طرف ان کی رغبت ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے:

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝
وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ۚ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ
مُّعْرِضُوْنَ ۝ (الانفال: ۲۲-۲۳)

"بدترین حیوانات اللہ کے نزدیک وہ بہرے، گونگے ہیں جو عقل سے (ذرا) کام نہیں لیتے ـــ اور اگر ان میں کسی خوبی کا علم اللہ تعالیٰ کو

ہوتا تو وہ انہیں سنوا دیتا اور اگر (اب) وہ انہیں سنوا دے تو یہ ضرور روگردانی کریں گے۔ بے رُخی کرتے ہوئے۔"

تیسرا گروہ وہ ہے جو نفسانی لحاظ سے مریض ہو اور اس کے وجدان میں فتور ہو اور رغبتِ حق سے اس کا دل خالی ہو بلکہ حق کو چھوڑ کر عام دنیوی امور میں مستغرق ہو

سَوَآءٌ ، اسم مصدر ہے بمعنی الاستواء۔

ءَاَنْذَرْتَهُمْ ، ءَ کلمہ استفہام ۔ اَنْذَرْتَ اس کا مادہ نَذَرَ ہے کسی چیز کو اپنے نفس پر واجب ٹھہرا لینے کو نذر کہتے ہیں۔ (اَنْذَرَ یُنْذِرُ اِنْذَارًا) باب افعال) کے اصل معنی اَعْلَمَ کے ہیں کسی بات کا اسے علم دے دیا۔ اِنْذَار کے معنی یہ بھی ہیں کہ کسی بات کے پہچاننے میں انسان کو محتاط کیا جائے اور ڈرایا جائے اسی سے مُنْذِرٌ ہے جس کے معنی خبردار کرنے والے کے ہیں۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جن لوگوں نے کفر کیا اور ایمان کی استعداد اپنے اندر نہ پیدا کی ان کے لئے ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر اور یکساں ہے یہ پورا جملہ۔ جملہ معترضہ ہے جو "اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا" کی حالت بیان کرتا ہے۔

اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ ، اَمْ کلمہ تردد کلام لَمْ تُنْذِرْ ۔ مضارع نفی جحد بلم واحد مذکر مخاطب۔

لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ (اٰمَنَ ۔ یُؤْمِنُ ۔ اِیْمَانًا) مضارع جمع مذکر غائب منفی۔ وہ ایمان لانے کے نہیں۔ یہ جملہ اِنْذار اور عدم اِنْذار کی تفسیر ہے۔ ان کفار کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی دعوت سے اس کا کوئی تعلق نہیں اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر کافر کو دینِ حق کی دعوت دینے ہی کے لئے

Scanned with CamScanner

مبعوث ہوتے ہیں۔

خَتَمَ ، ماضی واحد مذکر غائب ـــ ختم اور طبع کے ایک ہی معنی ہیں۔ (خَتَمَ یَخْتِمُ خَتْماً) مہر لگا دینا ـــ امام راغب اصفہانی خَتَمَ اللّٰہُ کے معنی میں لکھتے ہیں:

"اِشَارَۃٌ اِلٰی مَا اَجْرَی اللّٰہُ بِہٖ الْعَادَۃَ اِنَّ الْاِنْسَانَ اِذَا تَنَاھٰی فِی اِعْتِقَادِ بَاطِلٍ اَوْ اِرْتِکَابِ مَحْظُوْرٍ وَلَا یَکُوْنُ مِنْہُ تَلَتُّفٌ بِوَجْہٍ اِلَی الْحَقِّ یُوْرِثُہٗ ذٰلِکَ ھَیْئَۃً تَمْرُنُ عَلٰی اِسْتِحْسَانِ الْمَعَاصِیْ کَاَنَّمَا یَخْتِمُ عَلٰی قَلْبِہٖ"

"یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب انسان کسی اعتقادِ باطل کی انتہا تک جا پہنچتا ہے یا امرِ ممنوع کا ارتکاب کرتا ہے کہ پھر کسی صورت بھی امرِ حق کی طرف اس کی التفات نہیں ہو سکتی تو یہ ہیئت اسے معاصی کے استحسان کا ایسا ثمرہ عطا کرتی ہے کہ گویا اب اسکے قلب پر مہر لگ چکی ہے"

قاموس اور تاج میں ہے:

"وَمِنَ الْمَجَازِ خَتَمَ عَلٰی قَلْبِہٖ اِذَا جَعَلَہٗ لَا یَفْھَمُ شَیْئاً وَلَا یَخْرُجُ مِنْہُ شَیْءٌ کَاَنَّہٗ طُبِعَ"

"خَتَمَ عَلٰی قَلْبِہٖ کے مجازی معنی یہ ہیں کہ جب اس کی یہ کیفیت ہو جائے کہ نہ تو وہ کسی چیز کو سمجھ سکے اور نہ ہی اس سے کسی باطل چیز کا اخراج ہو سکے گویا کہ وہ سر بمہر ہو گیا ہے"

قُلُوْبِھِمْ ، قُلُوْب مضاف ھِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ واحد قلب

ہے اور اس سے مراد عقل و شعور ہے نہ کہ وہ مضغہ گوشت و پوست جو سینے کے اندر ہے۔

وَعَلٰی سَمْعِھِمْ ، سمع سے مراد سماعت ہے یعنی آیاتِ الٰہی غور و تدبر کے ساتھ نہیں سنتے گویا کہ ان کے کانوں پر بھی مہر لگا دی گئی ہے۔

وَعَلٰٓی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ ، ابصار۔ بصر کی جمع ہے غِشَاوَۃٌ (غَشِیَ۔ یَغْشٰی۔ غِشَاوَۃً) کے معنی ہیں ڈھانپ لینا۔ پردہ ڈالنا یعنی ان کی آنکھیں ایمانی آیات کو نہیں دیکھ سکتیں گویا کہ ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔

وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ ، اور ان کے لئے عذابِ عظیم ہے۔

عذاب اس کا مادہ عذب ہے۔ ماءِ عَذْب شیریں اور عمدہ پانی کو کہتے ہیں۔ درد بھوک پیاس کی وجہ سے جو چیز زندگی کی لذت کو چھین لے اسے عذاب کہتے ہیں۔

امام راغب فرماتے ہیں کہ اس کی اصل میں اختلاف ہے۔

بعض نے کہا: "عذب الرجل" یعنی اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے تعذیب کے اصل معنی یہ ہیں کہ انسان لذاتِ حیات سے بیگانہ ہو جائے۔

بیضاوی نے عذاب کے معنی نکال (تکلیف و عذاب) لکھے ہیں یعنی زندگی کی آسائشوں سے بیگانگی کا نام عذاب ہے

اَلْعَظِیْم ، حقیر کی ضد ہے یعنی ان کے لئے زبردست عذاب ہے۔

تفسیری مطالب

الٓمّٓ ۝ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ۚ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی

Scanned with CamScanner

مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک ان پہلی پانچ آیات میں اہلِ ایمان کا ذکر کیا گیا ہے اور بتایا کہ صرف متقی لوگ ہی قرآن سے ہدایت حاصل کر سکتے ہیں۔ پھر ان متقی لوگوں کے پانچ اوصاف کو بیان فرما کر بتایا کہ فلاح دارین صرف انہی لوگوں کے لئے ہے۔

اس کے بعد اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ تک آیت ۶ اور ۷ میں پہلے گروہ کے برعکس ان لوگوں کا ذکر ہے جو صریح طور پر انکارِ حق سے کام لیتے ہیں گویا انکارِ حق کی وجہ سے وہ اپنی تمام صلاحیتوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ اب انہیں عذابِ الٰہی سے ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہے اس لئے کہ صریحاً انکارِ حق کی وجہ سے وہ اپنی عقل و شعور کی تمام قوتوں سے عاری ہو چکے ہیں۔ اب ان کی حالت یہ ہے کہ دل جو حق و باطل کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے مسز لمہر ہو چکا ہے اس میں نہ تو حق کی کوئی بات داخل ہو سکتی ہے اور نہ ہی ان کے باطل خیالات ان کے دل سے دور ہو سکتے ہیں اسی طرح ان کی قوتِ سماع بھی حق بات کو سننے سے معطل ہو چکی ہے۔ آنکھ جو اشیاء کی پہچان کی قوت کی حامل ہے اس پر دبیز پردہ پڑ چکا ہے اب ان کی حالت اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ "وہ جانوروں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ اور بھٹکے ہوتے ہیں" کی سی ہو چکی ہے اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوائے عذابِ عظیم کے ان کے لئے اور کچھ باقی نہیں رہا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ

مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

وَ	مِنَ	النَّاسِ	مَنْ	يَّقُوْلُ	اٰمَنَّا
اور (سے)		لوگ	جو	کہتے ہیں	ہم ایمان لائے
بِ	اللّٰهِ	وَبِ	الْيَوْمِ	الْاٰخِرِ	وَ مَا هُمْ	بِمُؤْمِنِيْنَ
ساتھ اللہ کے		اور ساتھ دن		قیامت۔ آخرت	اور نہیں وہ سب	ایمان لانے والے
يُخٰدِعُوْنَ		اللّٰهَ		وَ الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَ مَا
دھوکہ دیتے ہیں		اللہ		اور وہ جو	ایمان لائے	اور نہیں
يَخْدَعُوْنَ		اِلَّآ		اَنْفُسَهُمْ	وَ مَا	يَشْعُرُوْنَ
دھوکہ دیتے		مگر		اپنے نفس اپنے آپ کو	اور نہیں	شعور رکھتے

"اور بعض لوگ ایسے (بھی) ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ اور روزِ آخرت پر حالانکہ وہ (بالکل ہی) ایمان والے نہیں ۔۔۔ ۸ دھوکہ دینا چاہتے ہیں اللہ کو اور ایمان والوں کو حالانکہ (فی الواقع) دھوکہ کسی کو بھی نہیں دیتے بجز اپنی ذات کے اور اس کا بھی احساس نہیں رکھتے"۔ ۹

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

وَ، عاطفہ

مِنْ، حرفِ جار تبعیض کے لئے۔

Scanned with CamScanner

النَّاسِ ، جمع ہے انسان کی اور اصل میں یہ اُناس ہے۔
اَصْلُهٗ عِنْدَ سِيْبَوَيْهِ وَالْجُمْهُوْرِ اُنَاسٌ وَهُوَ جَمْعٌ اَوْ اِسْمُ جَمْعٍ لِاِنْسَانٍ۔ (روح)

مَنْ ، موصول واحد تثنیہ جمع تینوں موقعوں پر یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

يَقُوْلُ ، مضارع معروف واحد مذکر غائب (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا)۔

اٰمَنَّا ، (اٰمَنَ يُؤْمِنُ اِيْمَانًا) ایمان لانا، یقین کرنا۔

بِاللّٰهِ ، اللہ کی ذات پر۔

وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ، اور آخر۔ بعد میں آنے والا یوم کی صفت ہے۔ آخرت کے دن پر۔ ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت ہی سارے ایمان کی اصل ہے باقی تمام امور انہی دو عقائد سے متعلق ہیں۔

وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ مَا نافیہ یعنی اس زبانی اِدَّعَا کے باوجود وہ مؤمن نہیں ہیں اس لئے کہ ان کا یہ اِدَّعَا ان کے عمل کے خلاف ہے قول وعمل کے اسی تضاد کا نام منافقت ہے۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ ، خَادَعَ يُخَادِعُ مُخَادَعَةً باب مفاعلہ مادہ خدع۔ خدع کے معنی ہیں دھوکہ دینا۔ خادع کسی کو دھوکہ دینے پر بھی بولا جاتا ہے۔ باب مفاعلہ بعض اوقات کسی ایک فرد کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ کے معنی ہیں کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں "يُخٰدِعُوْنَ معناها يَظْهَرُوْنَ غَيْرَ مَا فِيْ اَنْفُسِهِمْ (مجاز) ایسی بات کا اظہار کرتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہے۔ المفاعلة لِاَفَادَةِ الْمُبَالَغَةِ فِي الْكَيْفِيَّةِ (ابوسعود) مفاعلہ کیفیت میں مبالغہ کا فائدہ دیتا ہے۔ (وَقَالَ الْبَيْضَاوِيْ اُخْرِجَ فِيْ زِنَةِ مُفَاعَلَةٍ لِمُبَالَغَةٍ)

گویا وہ اپنے زعم باطل کی بناء پر اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ (راغب)

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ، اور اہل ایمان کو۔ اپنے منافقانہ طریقہ سے وہ اللہ اور اہل ایمان کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ ، مَا نافیہ۔ يَخْدَعُوْنَ مضارع معروف جمع غائب (خَدَعَ يَخْدَعُ خَدْعًا) اِلَّا کلمہ استثناء ہے۔ اَنْفُسَهُمْ : انفس نفس کی جمع ہے۔ هُمْ ضمیر متصل۔ یعنی ان کی مخادعت کا انہیں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ ان کی یہ مخادعت خود انہی کے لئے ضرر اور نقصان کا باعث بنتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسولؐ اور مؤمنوں کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ ما نافیہ۔ يَشْعُرُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب (شَعَرَ يَشْعُرُ شُعُوْرًا) لیکن وہ اس کھلی حقیقت کا بھی شعور نہیں رکھتے۔ يَشْعُرُوْنَ کا مادہ شَعر ہے اور شَعر بال کو کہتے ہیں۔ امام راغب بفتح شین وسکون العین وفتحہا سے لکھتے ہیں کہ کسی باریک اور خفی چیز کے ادراک کو شُعُوْر کہتے ہیں۔ اسی سے شاعر ہے۔ المنار میں ہے الشُّعُوْرُ اِدْرَاكُ مَا خَفِيَ "مخفی بات کے پالینے کو شعور کہتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ منافقوں کو اس مخادعت سے جو نقصان پہنچ رہا ہے وہ بالکل صریح اور حسی ہے لیکن انتہائے غفلت کی وجہ سے وہ اس واضح امر کا بھی احساس نہیں کرتے۔

Scanned with CamScanner

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝

فِیْ	قُلُوْبِهِمْ	مَّرَضٌ	فَ	زَادَهُمْ
(میں)	ان کے دلوں میں	بیماری	پس	زیادہ کیا
اللّٰهُ	مَرَضًا	وَ لَهُمْ	عَذَابٌ	اَلِيْمٌ
اللہ نے	بیماری کو	اور انکے لئے	دکھ۔ عذاب	دردناک
	بِمَا	كَانُوْا	يَكْذِبُوْنَ	
	اس وجہ سے	کہ تھے وہ	جھوٹ کہتے	

"ان کے دلوں میں بیماری ہے سو اللہ نے بڑھا دی ان کی بیماری اور ان کے لئے عذاب دردناک ہونا ہے۔ اس لئے کہ وہ جھوٹ کہتے تھے"۔

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ ان کے دل مریض ہیں۔ مرض کے لغوی معنی انسان کے حالتِ طبعی سے خُرُوْج کا نام ہے۔ اَلْمَرَضُ الْخُرُوْجُ عَنِ الْاِعْتِدَالِ الْخَاصِّ (راغب) جسمانی اور روحانی دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ رذائل نفسانی کو بھی مرض کہا جاتا ہے اور مجازاً کفر و نفاق کو بھی مرض سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ وہ انسان کے لئے ادراک فضائل اور تحصیلِ حیاتِ اخروی

کی راہ میں حائل ہو جاتے ہیں۔ (راغب)

فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ، پس اللہ تعالیٰ نے ان کے اس مرضِ نفاق میں اور اضافہ کر دیا۔ ف نتیجۂ کلام اور سابقہ بات کے ثمرہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے "وَالْفَاءُ لِلدَّلَالَةِ عَلٰى تَرْتِيْبِ مَضْمُوْنِهَا عَلَيْهِ" (ابو مسعود)

"وَمَعْنٰى اِسْنَادُ الزِّيَادَةِ اِلَى اللّٰهِ مِنْ حَيْثُ اَنَّهُ مُسَبَّبٌ عَنْ فِعْلِهٖ" (بیضاوی)

حق تعالیٰ کی طرف اس قسم کے افعال کا انتساب مجازی حیثیت رکھتا ہے ورنہ اگر وہ اپنی عقل اور شعور سے کام لیتے تو ان ہی اسباب و حالات سے وہ ہدایت بھی پا سکتے تھے۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اَلِيْمٌ بروزنِ فَعِيْلٌ۔ اَلِمَ سے ہے۔ منافقوں کے لئے یہ عذابِ الیم ان کی منافقت کی وجہ سے ہے۔ کفار کی بنسبت یہ منافقین عذابِ عظیم سے بھی بڑھ کر عذابِ الیم کے مستحق ہوں گے۔ اسلئے کہ کفر کے ساتھ منافقت سے بھی کام لے رہے ہیں۔

"قَدْ حَصَلَ لِلْمُنَافِقِيْنَ مَجْمُوْعُ الْعَذَابَيْنِ فَصَارَ الْمُنَافِقُوْنَ اَشَدَّ عَذَابًا مِنْ غَيْرِهِمْ مِنَ الْكُفَّارِ" (بحر)

بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ ب سببیہ اور ما مصدریہ ہے۔ "الباء للسببیۃ و ما مصدریہ" (ابو مسعود) يَكْذِبُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب (كَذَبَ۔ يَكْذِبُ كِذْبًا) کذب صدق کی ضد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کذب کو منافقت کی سب سے بڑی علامت قرار دیا ہے کہ "اذا حدث کذب" "یعنی منافق جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے"۔ فی الحقیقت جھوٹ ہی تمام

Scanned with CamScanner

برائیوں کی جڑ ہے۔ اسلام جھوٹ کی کُلی طور پر نفی کرتا ہے، مگر افسوس آج مسلمانوں میں یہ مرض زور پکڑ چکا ہے۔

تفسیر

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ۔ الیٰ۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ

پہلے دو گروہوں یعنی کامل طور پر ایمان رکھنے اور صریحاً انکار کرنے والوں کا ذکر ہو چکا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ" سے تیسرے گروہ کا ذکر ہے جو زبان سے تو اقرار کرتے ہیں مگر دل سے نہیں مانتے، یہ منافقین کا گروہ ہے۔

مدینہ میں عبداللہ بن ابی قوم خزرج میں سے سردار بننے کا خواہش مند تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد عبداللہ بن اُبی کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ اہل مدینہ نے یہود سمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام معاملات کا فیصلہ کرنے کے لئے اپنا "حکم" تسلیم کر لیا۔ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں نے منافقانہ رویہ اختیار کر لیا یعنی وہ لوگ زبان سے تو اسلام کا دعویٰ کرتے تھے لیکن دل سے اسلام کے بدترین دشمن تھے ایسا عملی نفاق آج بھی اکثر مسلمانوں میں پایا جاتا ہے۔ نفاق کا یہ سلسلہ ہجرت کے بعد مدینہ میں شروع ہوا مکہ میں منافقت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

آیت ۸ تا ۲۰ تک ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے تمام مذموم عزائم سے تفصیل کے ساتھ پردہ اٹھا دیا ہے۔ فرمایا اگرچہ وہ زبان سے اللہ اور قیامت پر ایمان کا ادعا کرتے ہیں لیکن ان کا عمل سراسر اس عقیدہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے وہ اہل ایمان میں سے نہیں ہیں وہ اپنی اس منافقانہ

چال سے اللہ اور اہل ایمان کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ان کا یہ خداع اور فریب خود انہی کے لئے وبال بنتا ہے۔ دوسروں کو دھوکہ دینے کی بجائے انہوں نے خود اپنے آپ کو ایک عجیب مصیبت میں مبتلا کر رکھا ہے لیکن ان کی عقلوں پر اس قدر پردہ پڑ چکا ہے کہ اس واضح رسوائی کا شعور تک نہیں رکھتے۔ منافقت کا یہ مرض ایسا ہے کہ روز بروز جب وہ مسلمانوں کی زیادہ سے زیادہ کامیابیوں کو دیکھتے ہیں تو مرضِ حسد اور بڑھتا ہے اور تکذیب حق کی وجہ سے وہ ایک دردناک عذاب میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کے لئے عذابِ عظیم کا حکم دیا ہے لیکن منافقین کے لئے اس سے بھی زیادہ دردناک عذاب کی خبر دی ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَاۗءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاۗءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا

Scanned with CamScanner

الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝

وَ - اِذَا	قِيْلَ	لَ - هُمْ	لَا تُفْسِدُوْا	فِي - الْاَرْضِ
اور - جب	کہا گیا (ماضی مجہول)	ان کو	فساد نہ کرو	میں - زمین
قَالُوْا	اِنَّمَا	نَحْنُ	مُصْلِحُوْنَ	اَلَآ
انہوں نے کہا	بس	ہم (تو)	اصلاح کیا کرتے ہیں	سن لو
اِنَّ - هُمْ	هُمُ	الْمُفْسِدُوْنَ	وَلٰكِنْ	لَا يَشْعُرُوْنَ
بیشک وہ سب	وہ	مُفسِد	اور لیکن	نہیں شعور رکھتے
وَ - اِذَا	قِيْلَ	لَ - هُمْ	اٰمِنُوْا	كَ - مَا
اور - جب	کہا گیا	ان کو	تم ایمان لاؤ	جیسے کہ
اٰمَنَ	النَّاسُ	قَالُوْٓا	اَ - نُؤْمِنُ	كَمَا
ایمان لائے	یہ لوگ	انہوں نے کہا	کیا ہم ایمان لائیں	جیسے کہ
اٰمَنَ	السُّفَهَآءُ	اَلَآ	اِنَّ - هُمْ	هُمُ
ایمان لائے	بے وقوف	سن لو	بیشک وہ سب	وہ سب ہی
السُّفَهَآءُ	وَلٰكِنْ	لَا يَعْلَمُوْنَ	وَ - اِذَا	لَقُوْا
بے وقوف ہیں	اور لیکن	نہیں جانتے	اور - جب	ملاقات کی
اَلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	قَالُوْٓا	اٰمَنَّا	وَ - اِذَا
ان سے جو	ایمان لائے	انہوں نے کہا	ہم ایمان لائے	اور جب

خَلَوْا	اِلٰى	شَيٰطِيْنِهِمْ	قَالُوْٓا	اِنَّا
تنہا ہوتے ہیں	طرف	اپنے شیطانوں کے	انہوں نے کہا	بیشک ہم تو
مَعَ - كُمْ	اِنَّ - مَا	نَحْنُ	مُسْتَهْزِءُوْنَ	اَللّٰهُ
ساتھ - تمہارے	اس کے سوا نہیں	ہم	استہزاء کرنے والے ہیں	اللہ
يَسْتَهْزِئُ	بِ - هِمْ	وَ يَمُدُّهُمْ	هُمْ	فِيْ طُغْيَانِ
استہزاء کرتے ہیں	ساتھ ان سب کے	اور دراز کرتا ہے	ان کو	سرکشی میں
هِمْ	يَعْمَهُوْنَ	اُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ	اشْتَرَوُا
ان کی	بھٹکتے ہیں	وہ سب	وہ لوگ جنہوں نے	انہوں نے خریدی
الضَّلٰلَةَ	بِ الْهُدٰى	فَ - مَا	رَبِحَتْ	تِّجَارَتُ هُمْ
گمراہی	بدلے ہدایت کے	پس - نہ	سودمند ہوئی	تجارت ان کی
		وَ مَا	كَانُوْا	مُهْتَدِيْنَ
		اور - نہ	تھے وہ	ہدایت پانے والے

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین پر فساد مت پھیلاؤ تو کہتے ہیں کہ ارے! ہم تو اصلاح کر رہے ہیں ۱۱ سن رکھو حقیقۃً یہی لوگ فسادی ہیں اور یہ اس کا بھی احساس نہیں رکھتے ۱۲ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لے آؤ، جیسا کہ لوگ ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ کیا ہم (ایسا) ایمان لے آئیں جیسا کہ بے وقوف ایمان لائے ہیں؟ سن رکھو بیوقوف تو خود یہی لوگ ہیں اور اس کا بھی علم نہیں رکھتے ۱۳ اور جب ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لا چکے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم

Scanned with CamScanner

بھی تو ایمان لا چکے ہیں اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو محض بنا رہے تھے ۱۴ انہیں اللہ بنا رہا ہے اور وہ انہیں ڈھیل دے رہا ہے (تو) وہ اپنی سرکشی میں سرگرداں ہو رہے ہیں ۱۵ یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے گمراہی خرید لی ہدایت کے بدلے سو نہ ان کی تجارت ہی سود مند ہوئی اور نہ وہ راہ یاب ہوئے۔" ۱۶

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

وَ ، واؤ عاطفہ۔

اِذَا ، حرف شرط۔

قِیْلَ ، ماضی مجہول (قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا) اس کا فاعل اللہ تعالیٰ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا مؤمنین کو قرار دیا جا سکتا ہے۔ کُلُّ ذَالِكَ مُحْتَمَلٌ (کبیر)

لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ ، لَا ناھیہ۔ تُفْسِدُوْا ، مضارع جمع مذکر مخاطب ، باب افعال (اَفْسَدَ یُفْسِدُ اِفْسَادًا) مادہ فسد۔ فساد کسی چیز کے حدِ اعتدال سے نکل کر جانے کو فساد کہتے ہیں اس کی ضد صلاح ہے۔ اَلْفَسَادُ خُرُوْجُ الشَّیْءِ عَنِ الْاِعْتِدَالِ وَیُضَادُّہُ الصَّلَاحُ (راغب) اَلْاَرْضِ کے مصدری معنی الدَّوْرُ چکر کھانے اور الرَّعْدَۃُ یعنی کانپنے کے ہیں۔ ارض زمین کو بھی کہتے ہیں۔ کسی چیز کا نیچے کا حصہ اَرْض اور اوپر کا حصہ سَمَا کہلاتا ہے۔

قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ ۔ قَالُوْا ۔ ماضی جمع مذکر غائب (قَالَ

یَقُوْلُ قَوْلًا)۔

اِنَّمَا ، کلمہ حصر ، سوائے اس کے نہیں۔

مُصْلِحُوْنَ ۔ جمع مُصْلِحٌ (اَصْلَحَ یُصْلِحُ اِصْلَاحًا) مادہ صَلَحَ باب افعال سے اسم فاعل۔

قَالُوْا اِنَّمَا نُرِیْدُ الْاِصْلَاحَ بَیْنَ الْفَرِیْقَیْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَھْلِ الْکِتَابِ (ابن جریر ، ابن عباسؓ) "انہوں نے کہا کہ ہم تو مؤمنوں اور اہلِ کتاب کے دونوں گروہوں کے درمیان اصلاح چاہتے ہیں"۔

زمین میں فساد برپا کرنے سے مراد ان کی خفیہ سازشیں ہیں جو اسلام کو تباہ کرنے کے لئے وہ کیا کرتے تھے۔ فی الواقع وہ مفسد تھے لیکن اپنے آپ کو بطور مصلح ظاہر کرتے تھے ، یہی ان کی ذہنی خرابی تھی عام طور پر ہر مُفسد کا یہی ادّعا ہوتا ہے کہ وہ تو مُصلح ہے لیکن فی الحقیقت اس کا تمام کاروبار فساد پر مبنی ہوتا ہے۔

اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ ، اَلَآ کلمہ تنبیہ بمعنی خبردار اور یقیناً کے ہیں ، یعنی یقیناً مفسدین صرف وہی لوگ ہیں۔ ھُمْ کی ضمیر الگ لا کر ان کے مفسد ہونے کی تاکید کر دی گئی کہ زبان سے خواہ اس کا اقرار نہ بھی کریں فی الحقیقت وہی لوگ مفسد ہیں ان کا عمل اس کے لئے سب سے بڑا ثبوت ہے۔

وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ۝ لٰکِن کلمۂ استدراک کلام۔ لَا یَشْعُرُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب ، لیکن یہ اس کا بھی شعور نہیں رکھتے۔

"یَشْعُرُوْنَ مِنَ الشُّعُوْرِ وَاِذَا کَانَتِ الْاٰیَاتُ فِیْ وَصْفِ طَائِفَۃٍ مِنَ النَّاسِ تُوْجَدُ فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ فَلْیُحَاسِبْ بِھَا نَفْسَہٗ کُلُّ

Scanned with CamScanner

مُسْلِمٍ يَعْتَقِدُ اَنَّ الْقُرْاٰنَ اِمَامُهٗ وَاَنَّ فِيْهِ هُدًى لَهٗ فَاِنَّهَا حُجَّةٌ عَلٰى كَثِيْرٍ مِمَّنْ يَدَّعُوْنَ الْاِسْلَامَ بِالْقَوْلِ وَيَعْمَلُوْنَ بِخِلَافِ مَا جَاءَ بِهٖ وَيَتَّبِعُوْنَ غَيْرَ سَبِيْلِهٖ ۔ (المنار)

"یہ آیات اور نشانات قوم کے مختلف طبقات میں پائے جاتے ہیں تو پھر ان باتوں کے لحاظ سے ہر مسلمان کو اپنے نفس کا محاسبہ کرنا چاہیئے کہ قرآن مجید اس کا پیشوا ہے اور اس کے لئے باعث ہدایت ہے اور یہ کہ یہ قرآن ان لوگوں کے خلاف زبردست حجت ہے جو محض قولی لحاظ سے قرآن کی دعوت تو دیتے ہیں لیکن ان کا عمل اس کے خلاف ہوتا ہے اور وہ اس کے بتائے ہوئے راستے کا اتباع نہیں کرتے۔"

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ ، واؤ عاطفہ ۔ اِذَا کلمہ شرط ۔ قِيْلَ ماضی مجہول من القول ۔ لِ جار ۔ هُمْ ضمیر مجرور ۔ اٰمِنُوْا (اٰمَنَ يُؤْمِنُ اِيْمَانًا) ماضی جمع مذکر غائب ۔ كَمَا کلمہ تشبیہ ۔ النَّاسُ واحد انس جب ان سے کہا گیا کہ ایمان لاؤ جیسے کہ یہ لوگ ایمان لائے ہیں یعنی صدق و اخلاص کے ساتھ ایمان لاؤ۔

النَّاسُ پر الف لام داخل ہونے کے بعد معرفہ ہو گیا۔ اب اس سے مراد وہ مخصوص لوگ جو مخاطبین کے لئے بھی ایمانی لحاظ سے معروف تھے۔

كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَاَشْيَاعِهٖ (کشاف)

النَّاسُ میں لام جنس کے لئے ہے اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو انسانیت میں کامل تھے۔ (بیضاوی)

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۔ قَالُوْا جمع مذکر غائب (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) ۔ ءَ کلمہ استفہام ۔ نُؤْمِنُ مضارع جمع متکلم (اٰمَنَ يُؤْمِنُ اِيْمَانًا) ۔ كَمَا کلمہ تشبیہ ۔ السُّفَهَآءُ واحد سفیہ یعنی کم عقل جس کو اپنے نفع و نقصان کی بھی تمیز نہ ہو۔

اَلْمُرَادُ بِالسَّفِيْهِ خِفَّةُ الْعَقْلِ وَضُعْفُ الرَّاْيِ (المنار)

"سفیہ سے مراد عقل کی کمی اور رائے کی کمزوری ہے۔"

منافقین کا یہ طنز اس وقت کے پکے اور سچے مسلمانوں یعنی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا۔ يَعْنُوْنَ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ابن جریر)

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ ۔ اَلَآ کلمہ تنبیہ ۔ اِنَّ کلمہ تحقیق کلام ۔ هُمْ دو ضمیریں تاکید کے لئے ہیں۔ اس ترکیب سے ان کی سفاہت پر زبردست زور دیا گیا ہے کہ فی الحقیقت پرلے درجے کے سفیہ تو یہ خود ہیں اور اس قدر عقل و شعور سے بیگانہ ہو چکے ہیں کہ اب وہ اپنی اس کھلی سفاہت کا بھی علم نہیں رکھتے

وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ ۔ لٰكِنْ استدراک کلام کے لئے ہے ۔ لَا نہیں يَعْلَمُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب (عَلِمَ يَعْلَمُ عِلْمًا) ۔ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ سے اس کی مزید وضاحت کی گئی ہے۔ یہ بات بہت سے دور حاضرہ کے مسلمانوں پر بھی حجت ہے کہ اپنے اسلاف کے کمال کے معتقد تو ہیں لیکن ان کی اقتدا نہیں کرتے صرف اپنے آپ کو ان کے ساتھ منسوب کرنے سے دنیا اور آخرت کی سعادت کی طمع کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ سعادت

Scanned with CamScanner

کا انحصار تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع پر ہے۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ ۔ واؤ عاطفہ ۔ اِذَا حرف شرط ۔ لَقُوْا ماضی جمع مذکر غائب (لقی یلقی لقاء) ۔ لَقُوْا اصل میں لَقِيُوْا ی گرا دینے سے لَقُوْا رہ گیا ۔ اَلَّذِيْنَ موصول جب وہ صاحب ایمان مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے تھے کہ ہم بھی آپ ہی جیسے مسلمان ہیں یعنی "اٰمَنَّا كَاِيْمَانِكُمْ" (معالم)

وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۔ خَلَوْا (خَلَا يَخْلُوْ خَلْوًا) زمان و مکان دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

خَلَا اِلَيْهِ اِجْتَمَعَ مَعَهٗ مَعَ خَلْوَةٍ (لسان) خلا الیہ ای انفرد الیہ فی خلوۃ (راغب) یعنی تنہائی میں اس کے پاس گیا۔

خَلَا کا صلہ جب اِلٰی کے ساتھ آتا ہے تو اس کے معنی کسی کے ساتھ تنہا ہونے یا تنہائی میں ملنے کے ہوتے ہیں۔ حرف اِلٰی جب کسی دوسرے اسم کے ساتھ لایا جاتا ہے تو معیت کے معنی دیتا ہے

شَيٰطِيْنِ ، اس کا واحد 'شیطان' ہے اور مادہ "شَطْن" ہے یعنی "حق و خیر سے بُعد اور دوری"۔ عربی زبان میں اس کے بہت وسیع معنی ہیں۔ انسان۔ جنات۔ حیوانات سب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

"كُلُّ عَاتٍ مُتَمَرِّدٍ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالدَّوَابِّ فَهُوَ شَيْطَانٌ (مجاز) وَالشَّيْطَانُ اسْمٌ لِكُلِّ عَارِمٍ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْحَيَوَانَاتِ (راغب)

جن و انس اور حیوانات میں سے ہر سرکش اور باغی کو شیطان کہتے ہیں۔
حدیث میں ہے کہ "حسد بھی ایک شیطان ہے اور غضب بھی"۔
اس جگہ شیاطین سے مراد مفسرین کے نزدیک شیاطین انس ہی مراد ہیں۔

حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ شیاطین سے مراد ان کے منافق اور مشرک دوست ہیں یعنی وہ اپنے رفقاء سے کہتے ہیں کہ ہم تو مسلمانوں کے ساتھ محض ظاہر داری سے کام لے رہے ہیں ورنہ فی الحقیقت ہم تو تمہارے ہی ہم عقیدہ اور ہم مشرب ہیں۔

اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ (اِسْتَهْزَءَ يَسْتَهْزِءُ اِسْتِهْزَاءً) باب استفعال ۔ اِسْتِهْزَاءٌ کے لغوی معنی ذلت و حقارت کے ہیں۔

امام بیضاویؒ لکھتے ہیں کہ استہزاء کی اصل ھَزْو ہے جس کے معنی خفت کے ہیں گویا کہ استہزاء کی اصل غرض دوسرے کی تحقیر ہے

"اَیْ اِنَّا مَعَكُمْ عَلٰى عَقِيْدَتِكُمْ وَعَمَلِكُمْ اِنَّمَا نَسْتَهْزِءُ بِالْمُسْلِمِيْنَ وَدِيْنِهِمْ"

"ہم عقیدہ اور عملی لحاظ سے تمہارے ساتھ ہیں مسلمانوں اور ان کے دین کے ساتھ تو ہم مذاق کرتے ہیں۔"

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝

"اَللّٰهُ يَسْتَهْزِءُ بِهِمْ اَیْ يُجَازِيْهِمْ جَزَاءَ الْهُزْوِ" (راغب)

"جَزَاءُ الْاِسْتِهْزَاءِ بِاسْمِهٖ كَمَا جَزَاءُ السَّيِّئَةِ سَيِّئَةٌ" (بیضاوی)

"استہزا کی جزاء استہزاء ہے جیسے برائی کی جزاء برائی ہے"

Scanned with CamScanner

یعنی اللہ تعالیٰ انہیں مہلت عطا کرتا ہے اور اپنے غضب اور بدلہ میں دیر کرتا ہے پھر اس مہلت کے بعد ان کو سزا دی جاتی ہے (المنار)

یَمُدُّهُمْ، مضارع واحد مذکر غائب (مَدَّ یَمُدُّ مَدًّا) کھینچنا اور پھیلانا الزِّیَادَةُ فِی الشَّیْءِ مُتَّصِلَةً بِهٖ یُقَالُ مَدَّ الْبَحْرُ زَادَ وَ ارْتَفَعَ مَاءُهٗ (المنار) کسی چیز کی زیادتی کو کہتے ہیں جیسے مد البحر کے معنی ہیں اس کا پانی زیادہ ہوا اور بلند ہوا۔ یہاں مراد مہلت دینا ہے جب کوئی انسان سرکشی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔

طُغْیَانِ (طَغٰی یَطْغٰی طُغْیَانًا) ـ مُجَاوَزَةُ الْحَدِّ فِی الْعِصْیَانِ مَاخُوْذٌ مِنْ طُغْیَانِ الْمَاءِ (المنار) نافرمانی میں حد سے گزر جانے کو طُغْیَان کہتے ہیں یہ طغیان ماء سے ماخوذ ہے۔

یَعْمَهُوْنَ، مضارع جمع مذکر غائب (عَمِهَ یَعْمَهُ عَمَهًا) عَمَه کے معنی حیرانی کی وجہ سے کسی امر میں متردد ہونا عَمٰی ظاہری نابینائی اور رائے کی نابینائی دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اور عَمَه صرف رائے کے اندھے پن کے لئے ـ العمی فِی الْعَیْنِ وَ الْعَمَهُ فِی الْقَلْبِ (قرطبی) العمی آنکھوں کے اندھے پن اور العَمَه دل کے اندھے پن کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی، یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت اور ایمان جیسی قیمتی جنس دیکر گمراہی اور کفر خریدا۔

اِشْتَرَوْا، ماضی جمع مذکر غائب (اِشْتَرٰی یَشْتَرِیْ اِشْتِرَاءً) باب افتعال، کسی چیز کا معاوضہ میں لینا ـ کسی بھی چیز کے اِسْتِبْدَال کے موقعہ پر اِشْتِرَاء کا لفظ بولا جاتا ہے۔

وَیَجُوْزُ الشِّرَاءُ وَالْاِشْتِرَاءُ فِیْ کُلِّ مَا یَحْصُلُ بِهٖ شَیْءٌ (راغب) وَالْعَرَبُ یَسْتَعْمِلُ ذَالِكَ فِیْ کُلِّ مَنْ اِسْتَبْدَلَ شَیْئًا بِشَیْءٍ (قرطبی) عرب ہر چیز کے تبادلہ پر اِشْتَرَا کا لفظ استعمال کرتے ہیں

الضَّلٰلَة (ضَلَّ یَضِلُّ ضَلَالَةً) بھٹکنا، گمراہ ہونا۔

بِالْهُدٰی، ب بمعنی عوض کے ہیں یعنی ہدایت دے کر گمراہی خریدی۔

فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ، ف۔ پس۔ ما نافیہ۔ رَبِحَتْ، ماضی واحد مؤنث (رَبِحَ یَرْبَحُ رِبْحًا) ربح تجارت اور کاروبار میں نفع کو کہتے ہیں یعنی ہدایت کے بدلے گمراہی اختیار کرنے نے انہیں کوئی نفع نہ پہنچایا۔ دین و دنیا دونوں کے لحاظ سے خسارے میں رہے۔

وَمَا کَانُوْا مُهْتَدِیْنَ ﴿۱۶﴾ ما نافیہ کَانُوْا ماضی جمع مذکر (کَانَ یَکُوْنُ کَوْنًا)

مُهْتَدِیْنَ، (اِهْتَدٰی یَهْتَدِیْ اِهْتِدَاءً) باب افتعال، واحد مُهْتَدِی اسم فاعل وہ ہدایت حاصل کرنے والے ہی نہ تھے کیونکہ دین میں ان کا داخل ہونا دنیوی اغراض کے لئے تھا نہ کہ ہدایت کے لئے۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷﴾ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾

مَثَلُ	هُمْ	كَ	مَثَلِ	الَّذِیْ
مثال	ان کی	مانند۔ جیسے کہ	مثال	اس شخص کی جس نے

Scanned with CamScanner

اِسْتَوْقَدَ	نَارًا	فَ۔ لَمَّآ	اَضَآءَتْ	مَا حَوْلَ
سلگاتی۔ جلاتی	آگ	پس۔ جب	اس نے روشن کیا	جو۔ اس کے ارد گرد
لَہٗ	ذَھَبَ	اللّٰہُ	بِ	نُوْرِ ھِمْ
اس کے	لے گیا	اللہ	ساتھ	اس کے نور کو
وَ	تَرَکَ ھُمْ	فِیْ	ظُلُمٰتٍ	لَّا
اور	چھوڑا انہیں	(میں)	اندھیروں میں	(کچھ) نہیں
یُبْصِرُوْنَ	صُمٌّ	بُکْمٌ	عُمْیٌ	فَ
بصیرت رکھتے ہیں	بہرے ہیں	گونگے ہیں	اندھے ہیں	پس
	ھُمْ	لَا	یَرْجِعُوْنَ	
	وہ سب	نہیں	پھریں گے	

"ان کی (عجیب) مثال تو ان کی سی (عجیب) مثال ہے، جنہوں نے آگ جلائی، پھر جب آگ نے اپنے اِرد گرد کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کی روشنی سلب کر لی اور ان کو اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ کچھ دیکھتے بھالتے نہیں ۱۷ (وہ) بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں تو اب وہ واپس نہ ہونگے۔" ۱۸

مَثَلُھُمْ، اَلْمَثَلُ بِفَتْحَتَیْنِ وَ بِالْکَسْرِ ایک چیز کا کسی دوسری چیز کی مانند ہونا اور مشابہت رکھنا اسی سے مثال کا لفظ ہے۔ کَ تشبیہ کے لئے اَلَّذِیْ موصول۔

اِسْتَوْقَدَ، ماضی واحد مذکر غائب (اِسْتَوْقَدَ یَسْتَوْقِدُ اِسْتِیْقَادًا) باب استفعال۔ مادہ وقد۔

اِسْتَوْقَدَ نَارًا اَیْ طَلَبَ وَقُوْدَھَا بِفِعْلِہٖ آگ جلانے کی طلب کی یعنی ان منافقین نے نورِ ہدایت کو روشن کرنا چاہا۔

فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَہٗ، فَ تعقیبِ کلام۔ لَمَّا کلمہ شرط ظرف ہے اَضَآءَتْ، ماضی واحد مؤنث غائب (اَضَآءَ یُضِیْئُ اِضَآءَۃً) روشن کرنا۔ مَا حَوْلَہٗ اَلَّذِیْ حَوْلَہٗ۔ ارد گرد۔ ماحول اور جب اس نورِ حق نے تمام ماحول کو روشن کر دیا اور ظلمت و تاریکی کا کوئی شائبہ باقی نہ رہا

ذَھَبَ اللّٰہُ بِنُوْرِھِمْ، (ذَھَبَ یَذْھَبُ ذَھَابًا) ــــ بِنُوْرِھِمْ میں "ب" تعدیہ کے لئے ان کے نفاق و کفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نورِ ایمان کی روشنی ان سے چھین لی اور وہ اسی طرح تاریکی اور گمراہی میں مبتلا رہ گئے

وَتَرَکَھُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ ۝ (تَرَکَ یَتْرُکُ تَرْکًا) چھوڑ دینا۔ رہنے دینا ــــ ظُلُمٰتٍ جمع ظلمت کی ظلمت نور کی ضد ہے۔

لَا یُبْصِرُوْنَ، (اَبْصَرَ یُبْصِرُ اِبْصَارًا من المجرد بَصَرَ یَبْصُرُ بَصَرًا بَصِیْرَۃً) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی ایک آگ روشن کی جس سے نور پیدا ہوا اور حقائق روشن ہو گئے مگر منافقوں کی حالت یہ ہے کہ وہ نورِ بصیرت ہی کھو بیٹھے اور اس روشنی سے کچھ فائدہ نہ حاصل کر سکے۔

اَیْ لَا یُبْصِرُوْنَ مِنْ مَسَالِکِ الْھِدَایَۃِ وَلَا یَرَوْنَ طَرِیْقًا مِنْ طُرُقِھَا۔ (المنار)

"یعنی ہدایت کے راستوں کی بصیرت نہیں رکھتے اور نہ ہی ان

Scanned with CamScanner

کے طریقوں کو دیکھ سکتے ہیں"

صُمٌّ بہرے ہیں.

بُکْمٌ خرس گونگے ہیں

عُمْیٌ (عمی یعمی عُمًی) اندھے ہیں۔ یعنی آوازِ حق کے سننے سے بہرے کلمۂ حق ادا کرنے سے گنگ اور حق کو دیکھنے سے اندھے ہو چکے ہیں.

فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ سو وہ لوٹنے کے نہیں۔ گویا وہ اب ہدایت کی طرف کسی صورت بھی واپس نہیں آسکتے یہ مثال اس طبقہ کی ہے کہ جن کے دِل سرتاپا کُفر سے لبریز تھے ایمان کا گزران کے دِلوں میں ہو نہیں سکتا تھا.

أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ أَصَابِعَهُمْ فِيْٓ أٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۚ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ۚ كُلَّمَآ أَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَإِذَآ أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ۚ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

أَوْ	كَ	صَيِّبٍ	مِنَ	السَّمَآءِ
یا	مانند۔ مثل	موسلادھار بارش	(سے)	آسمان سے
فِيْ - هِ	ظُلُمٰتٌ	وَ - رَعْدٌ	وَ - بَرْقٌ	يَجْعَلُوْنَ
اس میں،	تاریکیاں ہیں	اور - گرج	اور - بجلی	ڈالتے ہیں

أَصَابِعَ - هُمْ	فِيْ	أٰذَانِ - هِمْ	مِنَ	الصَّوَاعِقِ
انگلیاں - اپنی	(میں)	کانوں اپنے میں	(سے)	واحد صاعقہ کڑک سے
حَذَرَ	الْمَوْتِ	وَ - اللّٰهُ	مُحِيْطٌ	بِ - الْكٰفِرِيْنَ
ڈر	موت سے	اور - اللہ	احاطہ کئے ہوئے ہے	کافروں کا
يَكَادُ	الْبَرْقُ	يَخْطَفُ	أَبْصَارَ	هُمْ
قریب ہے	بجلی	اچک لے	بینائیوں	ان کی کو
كُلَّمَا	أَضَآءَ	لَ - هُمْ	مَّشَوْا	فِيْ - هِ
جونہی کہ	چمکی روشن ہوئی	لئے ان کے	چل پڑے	(میں) اس میں
وَ إِذَا	أَظْلَمَ	عَلَى هِمْ	قَامُوْا	وَ لَوْ
اور جب	تاریکی چھائی	اوپر ان کے	وہ کھڑے ہوئے	اور اگر
شَآءَ	اللّٰهُ	لَ ذَهَبَ	بِ	سَمْعِ هِمْ
چاہتا	اللہ	البتہ لے جاتا	ساتھ	شنوائی انکی
وَ	أَبْصَارِ	هِمْ	إِنَّ	اللّٰهَ
اور	آنکھیں	انکی	بیشک	اللہ
عَلٰى	كُلِّ	شَيْءٍ	قَدِيْرٌ	
اوپر	ہر	شئ چیز کے	قدرت رکھتا ہے	

"یا پھر جیسے آسمان سے زور کا مینہ برس رہا ہو اس میں اندھیرے ہیں اور گرج اور بجلی وہ ٹھونسے ہوئے ہیں اپنے کانوں میں انگلیاں کڑک کے سبب موت کے اندیشہ سے حالانکہ اللہ گھیرے ہوئے ہے کافروں کو قریب ہے کہ بجلی ان کی بینائی ہی اچک

Scanned with CamScanner

لے جائے ۔ وہ جب ان پر چمکتی ہے تو اس کی روشنی میں یہ چلتے ہیں اور جہاں ان پر اندھیرا ہوا (تو بس) کھڑے رہ جاتے ہیں اللہ اگر چاہتا تو ان کے کان اور ان کی بینائی سلب کر لیتا بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

تشریحاتِ لغوی

اَوْ حرفِ تشکیک یا للمساوات ۔ دو باتوں میں برابری یا شک کے لئے آتا ہے۔

کَصَیِّبٍ، ک تشبیہ کے لئے ہے صیّب بر وزن فیعل صوب بمعنی نزول سے مشتق ہے۔ (صَابَ یَصُوْبُ صَوْبًا) اَلصَّیِّبُ اَلسَّحَابُ ذُوْمَطَرٍ بارش والے بادل کو صیّب کہتے ہیں۔

"اَلْمُرَادُ مِنَ الصَّیِّبِ الْاِیْمَانُ وَالْقُرْاٰنُ" (کبیر)

یہاں صیب سے مراد ایمان اور قرآن ہے۔"

اَلسَّمَآءِ، بلندی کے لئے مستعمل ہوتا ہے اور السماء کے معنی بادل اور سحاب کے بھی ہیں۔ قِیْلَ الْمُرَادُ بِالسَّمَآءِ السَّحَابُ (بیضاوی)

فِیْهِ، مرجع ضمیر "صیّب" اور "السما" دونوں ہو سکتے ہیں۔

ظُلُمٰتٌ، واحد ظلمت "بارش کی ظلمت یا سحاب کی ظلمت۔

رَعْدٌ، بادلوں کے ٹکرانے والی آواز کو "رعد" کہتے ہیں۔

بَرْقٌ، بادلوں کی رگڑ سے پیدا ہونے والی تیز روشنی کو برق کہتے ہیں۔

یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ، یَجْعَلُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب

رَجَعَلَ یَجْعَلُ جَعْلًا) ـــ اَصَابِع اصبع کی جمع ہے ۔ اٰذَان اذن کی جمع ہے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں تاکہ آواز نہ آئے۔

مِّنَ الصَّوَاعِقِ، صاعقہ کی جمع ہے وہ ہولناک آواز جو گرج سے پیدا ہوتی ہے۔

حَذَرَ الْمَوْتِ، موت کے خوف سے اَیْ مَخَافَةَ مَیْلِ الْقَلْبِ اِلَیْهِ (ابن عباسؓ) یا ان کی مثال حیرت و تردد میں ان لوگوں کی سی ہے جو سخت بارش میں گھر چکے ہوں اور رعد و برق اور تاریکی ان پر چھا چکی ہو گویا کہ اللہ تعالیٰ کے یہ ارشادات آسمان سے نازل ہونے والی بارش کی مانند ہیں اور اضطراب و تزلزل بمنزلہ رعد کے ہیں اور صراطِ مستقیم کا ظہور جو ان کے دلوں میں برق کی طرح چمکتا ہے پھر شہوات کی پیروی اور عاداتِ رذیلہ جو انہیں عمل سے روکتی ہیں ان تاریکیوں کی طرح ہے جو صراطِ مستقیم پر چلنے میں مانع ثابت ہوتی ہیں (ملخص من المنار)

وَاللّٰهُ مُحِیْطٌۢ بِالْكٰفِرِیْنَ ۝، اسم فاعل (احاط یحیط احاطة) گھیرنا احاطہ کرنا یعنی کافر اس کی گرفت سے بچ کر کہاں جا سکتے ہیں جیسے محیط سے وہ چیز بچ نہیں سکتی جو اس کے احاطہ میں آ چکی ہو۔

اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓی اَخْذِهِمْ اَیْنَمَا کَانُوْا وَفِیْٓ اَیِّ طَرِیْقٍ سَلَکُوْا (المنار)

"وہ جہاں کہیں بھی ہوں اور جس طریق پر بھی چلیں اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے"۔

یَکَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ، (کَادَ یَکُوْدُ کَوْدًا) ـــ (قُرْبَ الْفِعْلُ وَلَمْ یَفْعَلْ) افعالِ مقاربہ سے ہے ـــ یَخْطَفُ (خَطَفَ یَخْطَفُ

Scanned with CamScanner

خَطْفًا من باب فتح، اچک لینا۔ اچانک چھین لینا۔ اَلْخَطْفُ اَلْاَخْذُ بِسُرْعَةٍ (المنار)، قریب ہے کہ بجلی ان کی بینائی ہی اچک لے جائے۔

كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ ، كُلَّمَا۔ کلمۂ شرط۔ اَضَآءَ بمعنی اَضَآءَتْ۔ مَشَوْا (مشی یمشی مشیا)۔ كُلَّمَا اَصَابَ الْمُنَافِقِيْنَ مِنْ عِزِّ الْاِسْلَامِ اِطْمَأَنُّوْا اِلَيْهِ (ابن کثیر) یعنی جب ان منافقین کے لئے اسلام کی کامیابی اور کامرانی ظاہر ہوتی ہے تو اس کی طرف راغب ہونے لگتے ہیں۔

وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ، اِذَا کلمۂ شرط۔ اَظْلَمَ ماضی واحد مذکر (اَظْلَمَ يُظْلِمُ اِظْلَامًا) تاریکی چھانا۔ قَامُوْا ماضی جمع مذکر غائب (قَامَ يَقُوْمُ قِيَامًا) رک جاتے ہیں۔ وَاِذَا اَصَابَ الْاِسْلَامَ نَكْبَةٌ قَامُوْا لِيَرْجِعُوْا اِلَى الْكُفْرِ (ابن کثیر) یعنی جب ان منافقوں کو اسلام کے بارے میں کسی قسم کی تکلیف یا پریشانی کا علم ہوتا ہے تو پھر اس کی طرف رجوع کرنے سے رک جاتے ہیں۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ ، لَوْ کلمۂ شرط۔ شَآءَ ماضی واحد مذکر (شاء یشاء شیئا مشیئة) ارادہ۔

لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ، ل۔ للتاکید۔ ذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ الباء للتعدیہ۔ تَنْبِيْهٌ عَلٰى اَنَّ تَاْثِيْرَ الْاَسْبَابِ فِيْ مُسَبَّبَاتِهَا مَشْرُوْطٌ بِمَشِيَّةِ اللّٰهِ تعالیٰ (بیضاوی)۔ تمام امور مشروط بمشیتِ الٰہی ہیں اور اگر اللہ چاہتے تو ان کی سماعت اور بصارت سے انہیں محروم کر دیتے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِنَّ کلمۂ تحقیق کلام۔ قَدِيْرٌ صیغۂ مبالغہ۔ اَلْقَدِيْرُ فَعِيْلٌ وَهُوَ لِلْمُبَالَغَةِ (نہایہ) اسمِ قدیر کا اطلاق

اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی اور کے لئے جائز نہیں ہے منافقین کی مختلف اصناف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے حالات کی ان دو مثالوں سے وضاحت کر دی ہے اور ان کے دس قبیح اوصاف کو بیان کیا ہے جو یہ ہیں:
کذب۔ خدع (دھوکہ) مکر۔ استہزاء۔ فساد فی الارض۔ جہالت۔ ضلالت۔ تذبذب۔ اہل ایمان کا تمسخر۔ حق سے روگردانی۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۖ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

يٰٓاَيُّهَا	النَّاسُ	اعْبُدُوْا	رَبَّكُمُ	الَّذِيْ
اے	لوگو!	تم بندگی کرو	رب اپنے (تمہارے) کی جس نے	
خَلَقَ	كُمْ	وَ الَّذِيْنَ	مِنْ	قَبْلِ كُمْ
پیدا کیا	تم کو	اور ان کو جو	(سے)	پہلے تم سے
لَعَلَّ كُمْ	تَتَّقُوْنَ	الَّذِيْ	جَعَلَ	لَ كُمْ
تاکہ تم	تقویٰ اختیار کرو	وہ جس نے	بنایا	(لئے) تمہارے

Scanned with CamScanner

الْاَرْضَ	فِرَاشًا	وَّ السَّمَآءَ	بِنَآءً	وَّ اَنْزَلَ
زمین کو	بچھونا	اور آسمان	عمارت۔ چھت	اور اتارا
مِنَ السَّمَآءِ	مَآءً	فَ اَخْرَجَ	بِ ہٖ	مِنَ
(سے) آسمان سے	پانی	پس نکالے	(سے) اس	(سے)
الثَّمَرٰتِ	رِزْقًا	لَ كُمْ	فَ لَا	تَجْعَلُوْا
واحد ثمرہ پھل	رزق۔ روزی	واسطے تمہارے	پس نہ	ٹھہراؤ
لِ اللّٰهِ	اَنْدَادًا	وَ	اَنْتُمْ	تَعْلَمُوْنَ
واسطے اللہ کے	واحد نِد شریک	اور	تم (سب)	جانتے ہو

"اے انسانو! عبادت (اختیار) کرو اپنے پروردگار کی جس نے تمہیں پیدا کیا اور تم سے قبل والوں کو (بھی) عجب نہیں کہ تم پرہیزگار بن جاؤ (۲۱) (وہ) وہی (پروردگار) ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو ایک فرش اور آسمان کو ایک چھت بنا دیا ہے۔ اور آسمان سے پانی اتارا پھر تمہارے لئے غذا کو پھل پیدا کئے سو تم اللہ کے ہمسر نہ ٹھہراؤ اور تم جانتے (بوجھتے) بھی ہو۔" ۲۲

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ يٰٓاَيُّهَا حرفِ ندا۔ النَّاسُ منادیٰ۔ اُعْبُدُوْا (عَبَدَ يَعْبُدُ عِبَادَةً) امر جمع مذکر رَبَّ مضاف۔ كُمْ ضمیر مضاف الیہ مفعول۔ الَّذِيْ موصول۔ خَلَقَكُمْ (خَلَقَ يَخْلُقُ خَلْقًا) کسی سابقہ مثال کے بغیر ایجاد و اختراع کو "خلق" کہتے ہیں

اس کے لغوی معنی تقدیر اور اندازہ کے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ، لَعَلَّ اظہار شک اور امید و آرزو کے لئے آتا ہے لیکن یہ لفظ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ادا ہو تو شک کی بجائے یقین کے معنی میں آتا ہے۔

ذَكَرَ بَعْضُ الْمُفَسِّرِيْنَ اَنَّ لَعَلَّ مِنَ اللّٰهِ الْوَاجِبِ فَسَّرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِنَ الْمَوَاضِعِ "بِكَيْ" (راغب)

بہت سے مقامات پر لَعَلَّ بمعنی "کَیْ" آتا ہے۔

لَعَلَّ لِلتَّرَجِّيْ فِيْ ذَاتِهَا وَ اِذَا وَقَعَتْ فِيْ كَلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَكُوْنُ مَعْنَاهَا التَّحْقِيْقُ. (المنار)

لَعَلَّ ترجی کے لئے آتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو تو تحقیق کے معنی کے لئے آتا ہے۔

اطاعت اور عبادت میں فرق ہے۔ اطاعت دوسروں کی بھی ہو سکتی ہے مگر عبادت اللہ کے سوا کسی کی جائز نہیں پھر عبادت صرف اسی کی ہو سکتی ہے جو خالق ہے۔ مخلوق کی عبادت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ عبادت کے ساتھ "رب" کا لفظ لایا گیا ہے یعنی عبادت کے لائق صرف وہی ہستی ہے جو ہر چیز کو اس کی پیدائش سے لے کر اس کی انتہا اور علت غائی تک پہنچاتا ہے اور وہ صرف خالق کائنات ہے۔ عَبَدَ يَعْبُدُ عِبَادَةً کے معنی خَضَعَ و ذَلَّ خَضَاعَ کے ہیں۔ کسی کے لئے انتہائی انکساری اور خضوع و اطاعت کو عبادت کہتے ہیں۔

خَلَقَ کے معنی ہیں اِخْتِرَاعُ الشَّيْءِ عَلٰى غَيْرِ مِثَالٍ سَبَقَ (معالم)

Scanned with CamScanner

يُسْتَعْمَلُ فِي إِبْدَاعِ الشَّيْءِ مِنْ غَيْرِ أَصْلٍ وَلَا اِقْتِدَاءٍ (راغب)

کسی چیز کی ایجاد و اختراع کو "خلق" کہتے ہیں اور خالق موجد کو کہتے ہیں کائنات کا خالق صرف اللہ ہی ہے

اَلَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ یعنی جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ، اِتَّقَى يَتَّقِيْ اِتِّقَاءً (باب افتعال من الوقایہ) تقویٰ اَلْاِسْمُ من اتقی اللہ کے خوف اور اس کی اطاعت پر عمل پیرا ہونے کو تقویٰ کہتے ہیں تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا تمہارا رب اور عبادت کے لائق صرف وہ ہستی ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے فرش اور بچھونا بنایا یعنی زمین و آسمان کی تخلیق انسان کے لئے ہے نہ کہ انسان زمین و آسمان کے لئے خلق کیا گیا ہے

الْاَرْضِ ، يُعَبَّرُ بِهَا عَنْ اَسْفَلِ الشَّيْءِ كَمَا يُعَبَّرُ بِالسَّمَاءِ عَنْ اَعْلَاهُ . (راغب)

"کسی چیز کے اسفل کو "ارض" اور اعلیٰ کو "سماء" کہتے ہیں۔

فِرَاشًا بمعنی مفروش۔ فرش کے معنی بسط اور پھیلانے کے ہیں۔ ایسی چیز جس پر انسان قرار پکڑ سکے۔

وَالسَّمَآءَ بِنَآءً ، السَّمَاءُ مَجْمُوْعُ مَا فَوْقَنَا مِنَ الْعَالَمِ (المنار)

بِنَآءً ، بنا بمعنی مبنی یعنی بنائی ہوئی چیز عمارت کو کہتے ہیں۔

وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً (اَنْزَلَ يُنْزِلُ اِنْزَالًا) باب افعال۔ پانی کا

برسانا۔

السَّمَاءُ بِنَاءٌ وَهِيَ مُسَقَّفٌ وَالْمُرَادُ هٰهُنَا بِهِ السَّحَابُ (ابن کثیر)

السماء سے مراد عمارت اور یہاں مراد بادل ہیں۔

فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ، (اَخْرَجَ يُخْرِجُ اِخْرَاجًا) افعال) — بِهٖ ضمیر کا مرجع ماء ہے۔ ثَمَرٰت جمع ثَمَرَةٌ مَا يُحْصَلُ مِنَ النَّبَاتِ نَجْمًا كَانَ اَوْ شَجَرًا نباتات سے ہر قسم کی پیداوار کو ثمرہ کہتے ہیں۔

رِزْقًا (رَزَقَ يَرْزُقُ رِزْقًا) غذا۔ خوراک۔ آسمان سے پانی کا برسنا زمین سے پھلوں اور غذا کا پیدا ہونا یہ سب کچھ اس کی قدرت سے تعلق رکھتا ہے جسے اس نے انسانوں کے لئے بنایا ہے پس انسان کے لئے ضروری ہے کہ اس خالق حقیقی کو چھوڑ کر دوسروں کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائے۔

فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ، فَلَا تَجْعَلُوْا (جعل يجعل جَعْلًا) بنانا۔ ٹھہرانا

اَنْدَادًا۔ نِدٌّ کی جمع ہے جس کے معنی شریک اور ہمسر کے ہیں۔ عبادت اور دیگر امور میں دوسروں کو شریک ٹھہرانا نِدٌّ ہے۔

النِّدُّ الْمِثْلُ وَالنَّظِيْرُ وَقَالَ الْاَخْفَشُ الضِّدُّ وَالشِّبْهُ (تاج)

نِدٌّ مثل اور نظیر کو کہتے ہیں اخفش کی رائے کے مطابق نِدٌّ کسی چیز کی ضد اور اس کے مشابہ کو کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی طرف توجہ اور محض اسکی رضا کی طلب کا نام عبادت ہے۔

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ مَعْنَاهُ اِنَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ لَا نِدَّ لَهٗ لَا تَشْرِكُوْا

Scanned with CamScanner

إِذَا سُئِلْتُمْ مَنْ خَلَقَكُمْ وَخَلَقَ مِنْ قَبْلِكُمْ تَقُوْلُوْنَ اللّٰهَ وَإِذَا سُئِلْتُمْ مَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ تَقُوْلُوْنَ اللّٰهَ فَلِمَا تَسْتَغِيْثُوْنَ إِذْنٍ بِغَيْرِ اللّٰهِ وَتَدْعُوْنَ غَيْرَ اللّٰهِ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ۔ (المنار)

"انتم تعلمون کے معنی ہیں کہ تم یہ اچھی طرح جانتے ہو کہ اس کا کوئی شریک نہیں اسلئے کہ جب تم سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو کس نے پیدا کیا تم کو کہنا پڑتا ہے کہ اللہ نے اور جب تم سے یہ پوچھا جائے کہ تمام امور کی کون تدبیر کرتا اور انہیں چلاتا ہے تو تم کہتے ہو اللہ تو پھر تم اللہ کو چھوڑ کر کیوں دوسروں کو پکارتے اور ان سے مدد طلب کرتے ہو جبکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں تم ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم مؤمن ہو۔"

اللہ تعالیٰ نے الٓمّٓ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ سے اس سورت کا افتتاح کیا اور بتایا کہ یہ کتاب مقدس ہر قسم کے ریب سے بالاتر ہے۔ اس کے بعد اس کتاب پر ایمان لانے والوں کے اوصاف بیان فرمائے۔ بعدازاں صریح طور پر انکار حق سے کام لینے والوں کا ذکر کیا اور آیت ۸ سے ۲۰ تک منافقین کے مختلف گروہوں کا دو مثالوں سے ذکر کیا۔ ۲۱ آیت سے تمام بنی نوع انسان کو دعوتِ حق دی ہے اور اس کے چار اصول بیان فرمائے ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت توحید اور ربوبیت کے ساتھ۔
۲۔ القرآن اس کی عظمت اور اسکے کلامِ الٰہی ہونے کی دلیل۔
۳۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت جسے یہ قرآن دے کر بھیجا گیا۔
۴۔ جزائے آخرت۔

وَإِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٣﴾ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٤﴾

وَ - اِنْ	كُنْتُمْ	فِيْ - رَيْبٍ	مِّمَّا مِنْ - مَا	نَزَّلْنَا
اور - اگر	تم ہو	(میں) - شک میں	اس سے جو	ہم نے اتارا
عَلٰى - عَبْدِنَا	فَ - اْتُوْا	بِ - سُوْرَةٍ	مِنْ - مِثْلِ - هٖ	وَ - اُدْعُوْا
اوپر بندے اپنے کے	پس - لے آؤ	کوئی سورت	(سے) مثل - اسکی	اور بلاؤ
شُهَدَآءَ	كُمْ	مِنْ	دُوْنِ	اللّٰهِ
واحد شاہد، شاہدوں کو	تمہارے اپنے	(سے)	سوائے - علاوہ	اللہ سے
اِنْ - كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ	فَ	اِنْ - لَمْ	تَفْعَلُوْا
اگر ہو تم	(واحد صادق) سچے	پس	اگر نہ	تم کر سکو
وَ - لَنْ	تَفْعَلُوْا	فَ - اتَّقُوْا	النَّارَ الَّتِيْ	وَقُوْدُ - هَا
اور - ہرگز نہ	کر سکو گے	پس - بچو	آگ - اس سے کہ	ایندھن - اس آگ کا
النَّاسُ	وَ	الْحِجَارَةُ	اُعِدَّتْ	لِ - الْكٰفِرِيْنَ
لوگ	اور	پتھر ہونگے	تیار کی گئی	لئے - کافروں کے

Scanned with CamScanner

"اور اگر تم اس کتاب ہی کے بارہ میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر اتاری ہے تو کوئی ایک سورت جیسی تم بھی بناؤ اور اپنے حمایتیوں کو بھی اللہ کے مقابلے میں بلالو اگر تم سچے ہو ۲۳ اور اگر تم (یہ) نہ کرسکو اور ہرگز نہ کرسکوگے تو پھر اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں (اور) وہ کافروں کے لئے تیار کی ہوئی ہے۔" ۲۴

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا ، اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ جملہ شرط۔ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ جزاء۔ رَیْب کا لفظ لاکر بتایا کہ اِنَّ مِنْ شَانِ هٰذَا التَّنْزِيْلِ اَنْ لَا رَيْبَ فِيْهِ لِاَنَّ الْحَقَّ ظَاهِرٌ فِيْهِ بِذَاتِهٖ۔ قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے میں کسی قسم کا ریب ہو ہی نہیں سکتا اس لئے کہ یہ کلام خود اپنی واضح دلیل ہے۔

فَاْتُوْا، (اَتٰى يَاْتِيْ اِتْيَانٌ) پس لے آؤ۔

بِسُوْرَةٍ، سورت کے معنی مقام بلند کے ہیں اور سُور شہر کی فصیل کو بھی کہتے ہیں۔ قرآن مجید کی سورتوں کو مقام بلند اور مضامین کا احاطہ کرنے کی بنا پر 'سورت' کہا جاتا ہے۔

نَزَّلْنَا، (نَزَّلَ يُنَزِّلُ تَنْزِيْلًا) بتدریج نزول قرآن مجید آغاز بعثت سے وفات تک بتدریج نازل ہوتا رہا۔

مِمَّا، مِنْ اور مَا سے مرکب ہے۔

اِنْ شرطیہ۔ كُنْتُمْ ماضی جمع مخاطب (كَانَ يَكُوْنُ كَوْنًا)۔

عَلٰى جار۔ عَبْدِنَا مضاف مضاف الیہ مجرور، ہمارے بندے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

مِّنْ مِّثْلِهٖ یعنی مِثْلَ هٰذَا الْقُرْاٰنِ حَقًّا وَّ صِدْقًا لَا بَاطِلَ فِيْهِ وَلَا كَذِبَ (ابن جریر) جو اس قرآن کی طرح حق و صداقت پر مبنی ہو اور اس میں کسی قسم کے باطل اور کذب کا شائبہ نہ ہو۔

وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ (دَعَا يَدْعُوْ دُعَاءً و دعوة الامر اُدْعُ) پکارنا دعوت دینا ـــ شُهَدَا جمع شهيد کی ـ مَعْنَاهُ اَعْوَانَكُمْ وَ نُصَرَآءَكُمْ۔ اَیْ اُدْعُوْا كُلَّ مَنْ مُعْتَمِدُوْنَ عَلَيْهِ يَشْهَدُ لَكُمْ (المنار) اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے اعوان و انصار کو دعوت دو اور ہر اس کو جس پر تمہیں اعتماد ہو کہ وہ اس امر میں تمہاری مدد کرسکتا ہے۔

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اِنْ شرطیہ۔ كُنْتُمْ ماضی جمع مذکر مخاطب صٰدِقِيْنَ واحد صَادِق اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو کہ تمہارے نزدیک اس میں ریب ہے تو اس جیسی ایک سورت بنا کر لاؤ۔

سورۃ الاسراء میں ہے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔ (آیت : ۸۸)

"آپ کہہ دیجئے کہ اگر (کل) انسان و جنات اس بات کے لئے جمع ہو جائیں کہ اس جیسا قرآن لے آئیں (جب بھی) اس جیسا نہ لاسکیں

Scanned with CamScanner

گے اور خواہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں"۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا ، اِنْ شرطیہ ۔ لَمْ تَفْعَلُوْا (فَعَلَ یَفْعَلُ فِعْلاً) نفی جحد بلم صیغہ جمع مذکر حاضر ۔ لَنْ تَفْعَلُوْا تاکید نفی فی المستقبل اگر تم اس جیسی سورت نہ لاسکو وَلَنْ تَفْعَلُوْا جملہ معترضہ بناء علیٰ ان الخبر ھُوَ اللّٰہُ تَعَالٰی یعنی تم قطعاً ایسا نہیں کرسکوگے۔

فَاتَّقُوا النَّارَ ، فاء للنتیجۃ ۔ اتَّقُوْا امر جمع مذکر (اِتَّقٰی یَتَّقِیْ اِتِّقَاءً) ۔ فَاتَّقُوا النَّارَ جواب شرط ہے یعنی تمہارے اس انکارِ حق کا لازمی نتیجہ جہنم کی آگ ہوگی۔

الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ ۚ ، الَّتِیْ اسم موصول واحد مؤنث وقود مصدر (وَقَدَ یَقِدُ وَقُوْدًا) ایندھن ۔ النَّاسُ خاص لوگ ۔ الْحِجَارَۃُ پتھر۔ پتھر سے مراد معبودانِ باطل ہیں۔

امام راغب فرماتے ہیں کہ حق کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے وہ ایسے سخت دل ہیں جیسے پتھر یعنی نہایت قسی القلب لوگ وَالْمُرَادُ بِھَا حِجَارَۃُ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْدَادُ الَّتِیْ کَانَتْ تُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (ابن کثیر) اللہ کے علاوہ پوجے جانے والے شرکاء اور اصنام اس کا ایندھن ہوں گے۔

اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ ۝ ۔ ماضی مجہول (اَعَدَّ یُعِدُّ اِعْدَادًا) تیار کرنا، گویا وہ آگ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ مسلمان کا جس قدر حصہ کفر کا ہوگا اسی قدر اسے دوزخ میں رہنا ہوگا بعد ازاں اسے وہاں سے نجات مل جائے گی۔

آیت ۲۳ میں قرآن کے من جانب اللہ اور معجز ہونے کو بیان کیا

گیا ہے۔ شیخ محمد عبدہ مصری اس مقام کی مناسبت سے فرماتے ہیں:

"علومِ دین کے طلاب کے لئے ضروری ہے کہ فہمِ قرآن کے لئے پوری توجہ سے کام لیں اور اس سے ہدایت حاصل کریں کیونکہ آدابِ اسلامی کا مدار اسی امر پر ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَادِیْبِیْ" میرے ربّ نے مجھے تعلیم دی اور بہترین طریقہ سے میری تادیب و تربیت کی"۔

اور سعد بن ہشام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خُلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

"اَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ" کہ کیا تو قرآن نہیں پڑھتا؟"

اس نے کہا کیوں نہیں؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"فَاِنَّ خُلُقَ نَبِیِّ اللّٰہِ کَانَ الْقُرْاٰنَ" رسول اللہ کا خُلق قرآن تھا"۔

قرآنی ادب یہ ہے کہ جو پورے طور پر اس کی طرف مشغول ہوتا ہے اسے مسلمانوں کے امراض کا پتہ چل جاتا ہے اور ان بدعات کا جو ان میں عام ہوچکی ہیں اسے علم حاصل ہوجاتا ہے اور اس کے ذریعے اس کا علاج کرتا ہے۔ پھر جو شخص قرآن کی حلاوت کا مزہ چکھ لیتا ہے وہ اور کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتا سوائے ان باتوں کے جو فہمِ قرآن میں اس کی اعانت کرنے والی ہوں۔ اس کے علاوہ دوسرے علومِ قرآن سے

Scanned with CamScanner

دوری کا باعث بنتے ہیں اور قرآن سے بعد اللہ تعالیٰ کی ذات سے بعد ہے اور یہ بدترین ضلالت اور گمراہی ہے۔ قرآن مجید کے معانی اور اس کے اسلوب سے پوری واقفیت کے بغیر کوئی شخص اس سے موعظت اور اطمینان نفس حاصل نہیں کرسکتا۔

امام ابوبکر الباقلانی فرماتے ہیں:

"مَنْ زَعَمَ اَنَّهٗ يُمْكِنُ اَنْ يَفْهَمَ شَيْئًا مِنْ بَلَاغَةِ الْقُرْاٰنِ بِدُوْنِ اَنْ يُمَارِسَ الْبَلَاغَةَ بِنَفْسِهٖ فَهُوَ كَاذِبٌ مُبْطِلٌ"؛

"اگر کوئی شخص یہ گمان کرے کہ وہ عربی زبان اور بلاغت کی بذاتِ خود مہارت کے بغیر قرآن کی فصاحت و بلاغت کا فہم حاصل کرسکتا ہے تو وہ بالکل جھوٹا اور باطل پرست ہے۔"

وجوہ اعجاز القرآن

قرآن مجید کئی لحاظ سے معجز ہے:

★ الوجہ الاوّل۔ اعجاز القرآن باسلوبہ و نظمہ (پہلی وجہ اسلوب و نظم کے لحاظ سے)

قرآن مجید اپنے اسلوب اور نظم و ترتیب کلام کے لحاظ سے معجز ہے عرب میں نظم و نثر کے مروجہ اور مشہور انواع میں سے قرآن مجید کا کسی نوع سے بھی تعلق نہیں ہے۔

الولید بن المغیرہ قریش کا سردار اسلام کا بدترین دشمن فصاحت و بلاغت

میں عرب بھر میں مشہور تھا۔

دلائل النبوۃ میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ الولید ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپؐ نے قرآن کی تلاوت کی جس کو سن کر اس کا دل سخت نرم ہوا اور وہ مائل باسلام ہوا۔

ابوجہل کو جب اس بات کا پتہ چلا تو وہ ولید کے پاس آیا کہ چچا جان لوگ تو مال جمع کرکے آپ کو دینا چاہتے تھے لیکن آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات کو قبول کرنے کے درپے ہو رہے ہیں۔

ولید نے کہا کہ قریش کو اس بات کا علم ہے کہ میں ان سب سے زیادہ مالدار ہوں مجھے ان کے مال کی ضرورت نہیں۔

ابوجہل نے کہا کہ آپ ایسی بات کہیں کہ جس سے قوم کو یہ پتہ چل جائے کہ آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منکر ہیں۔

اس نے کہا تو میں کیا کہوں! تم میں سے کوئی آدمی بھی مجھ سے زیادہ فصیح و بلیغ اور شعر و شاعری کا جاننے والا نہیں ہے۔ خدا کی قسم جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتا ہے وہ تو کچھ اور ہی چیز ہے۔

ولید نے کہا:

"وَاللّٰهِ اِنَّ لِقَوْلِهِ الَّذِيْ يَقُوْلُ لَحَلَاوَةً وَاِنَّ عَلَيْهِ لَطَلَاوَةً وَاِنَّهٗ لَمُثْمِرٌ اَعْلَاهُ وَمُغْدِقٌ اَسْفَلَهٗ وَاِنَّهٗ لَيَعْلُوْ وَمَا يُعْلٰى وَاِنَّهٗ لَيَحْطِمُ مَا تَحْتَهٗ"

"خدا کی قسم! اس میں حلاوت اور روانی ہے اور اس کا بتایا ہوا کلام ہر لحاظ سے نفع بخش اور پسندیدہ ہے یہ کلام سب پر

Scanned with CamScanner

چھا جاتا ہے اور کوئی اور کلام اس پر فوقیت حاصل نہیں کر سکتا۔"

ابوجہل نے اس پر کہا: چچا جان آپ کی قوم تو آپ سے تب ہی راضی ہوگی کہ آپ اس کے خلاف کچھ بات کہیں۔

ولید نے کہا: مجھے سوچنے دو۔ پھر سوچ بچار کے بعد کہا:

هٰذَا سِحْرٌ يُؤْثَرُ يَأْثِرُهُ عَلٰى غَيْرِهِ "

"یہ ایک مؤثر سحر ہے جو دوسروں کو متاثر کرتا ہے۔"

خدا کی قسم اسلوب و نظم قرآن کا مسئلہ ایک ایسا امر عظیم ہے جو سوچنے والے کے لئے حیرت انگیز ہے

قرآن مجید کی ۱۱۴ سورتیں چھوٹی اور بڑی ہونے کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں ـــ بعض دو سو سے زائد آیات اور بعض دس اور کم از کم تین آیات پر مشتمل ہیں لیکن ہر ایک کا اسلوب جداگانہ نہایت مؤثر اور معجزانہ ہے ـــ دنیا کی نظم و نثر کی کوئی کتاب اس کی مشابہت اور نظیر پیش نہیں کر سکی ـــ یہ ایک ایسا کلام ہے کہ جتنی بار بھی اسے پڑھا جائے ہر بار طبیعت پر حیرت انگیز اثرات ڈالتا ہے اور طبائع پر گراں نہیں گزرتا۔

★ الوجه الثانی اعجاز القرآن ببلاغته (دوسری وجہ بلاغت کے لحاظ سے قرآن کا اعجاز)۔

اسلوب و نظم کی طرح بلاغت قرآن مجید بھی ایک متفق علیہ امر ہے آج تک اس کی فصاحت و بلاغت کا معارضہ نہ ہو سکا۔

مسیلمہ کذاب نے مختصر ترین سورۃ الکوثر کا معارضہ کیا لیکن رسوائی اور ذلت کے سوا کچھ حاصل نہ کر سکا۔

علم بلاغت زبان عربی کا ایک عظیم علم ہے جس پر بہت سے علماء نے لکھا ہے جیسے خلیل نحوی ـ سیبویہ ـ عبدالقاہر جرجانی ـ السعد التفتازانی ـ ابوھلال عسکری ـ علامہ زمخشری ـ ابن ہشام وغیرہ کی کتب کے بالاستیعاب مطالعہ سے علم بلاغت کا پتہ چلتا ہے۔ اس علم پر عبور حاصل کرنے کے بعد جب انسان قرآن پر نظر ڈالتا ہے تو وہ حیرت زدہ ہو کر رہ جاتا ہے کہ اس کی بلاغت انسانی فہم و ادراک سے کس قدر بالاتر ہے۔

★ الوجه الثالث اعجاز القرآن بما فيه من علم الغيب (تیسری وجہ اخبار بالغیب کے لحاظ سے)۔

اعجاز القرآن کی وجہ یہ بھی ہے کہ یہ بہت سے اخبار بالغیب پر مشتمل ہے مثلاً:

الٓمّٓ. غُلِبَتِ الرُّوْمُ. فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ. (الروم: ۱-۳)

"الف لام میم۔ اہل روم ایک قریب کی زمین میں مغلوب ہو گئے اور وہ اپنی اس مغلوبیت کے بعد عنقریب چند سال میں غالب آجائیں گے۔"

اس آیت کے نزول کے چند سال بعد ہی اس کی صداقت ظاہر ہو گئی تھی۔

سورۃ الفتح میں جن باتوں کی خبر دی گئی وہ بھی فوراً ظہور پذیر ہو گئیں ـــ اسی طرح سورۂ توبہ میں منافقوں کی بہت سی پوشیدہ باتوں

Scanned with CamScanner

کی خبر دی گئی ہے ۔ قرآن مجید کے تمام اخبار غیب درست اور صحیح ہیں اور قیامت تک واقعات و حالات ان کی صداقت کی گواہی دیتے رہیں گے۔

★ الوجه الرابع اعجاز القرآن بسلامته من الاختلاف (چوتھی وجہ اختلافات سے سلامتی)۔

قرآن مجید ۱۱۴ سورتوں اور بے شمار متفرق مضامین اور مطالب پر مشتمل ہے لیکن انسانی کلام کے برخلاف ہر قسم کے اختلاف اور تناقض سے قطعاً خالی ہے۔ کقولہ تعالیٰ:

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا (النساء: ۸۲)

"اگر یہ (کلام) اللہ کے سوا کسی (اور) کی طرف سے ہوتا تو اس کے اندر بڑا اختلاف پاتے۔"

بڑے بڑے مصنفین اور ادیبوں کی کتابیں باوجودیکہ سینکڑوں بار ان پر نظر ثانی کی جا چکی ہے پھر بھی تناقض اور اختلاف سے خالی نہیں ہیں۔

★ الوجه الخامس۔ اعجاز القرآن بالعلوم الدينية والتشريعية (پانچویں وجہ دینی اور شرعی علوم کے لحاظ سے)۔

قرآن مجید علوم دینی۔ عقائد شرعیہ۔ عبادات۔ فضائل و آداب معاشرت پر مشتمل ہے اور ایک نبی امی پر آج سے چودہ سو سال قبل نازل ہوا ہے لیکن اس کی ہر بات جامع، اٹل اور یقینی ہے۔ آج تک اس میں کسی قسم کے تغیر و تبدل کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی بخلاف دنیا کے عقلاء اور زبردست

فضلاء کے مرتب کردہ قواعد و ضوابط کہ ان میں ہر وقت تغیر و تبدل واقع ہوتا رہتا ہے۔

★ الوجه السادس اعجاز القرآن بمعجز الزمان عن ابطال شئ منه (چھٹی وجہ قرآن میں بیان کردہ امور کا بطلان محال ہے)

قرآن آیات الٰہیہ کا مجموعہ ہے اور اس میں تمام کائنات ارضی و سماوی کا ذکر ہے اور ہر قسم کے فطری امور کی تفصیل ہے لیکن چودہ سو سال سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود اس کے مقرر کردہ اصولوں میں ذرہ بھر بھی تغیر و تبدل پیدا نہیں کیا جا سکا جبکہ دنیا کے تمام عظیم تر فلاسفہ کے بنائے ہوئے قوانین میں اسقدر رد و بدل واقع ہو چکا ہے کہ ان میں سے کسی کی بات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

★ الوجه السابع اعجاز القرآن بتحقيق المسائل كانت مجهولة للبشر (ساتویں وجہ کائنات کے بیشمار ان جانے اسرار و رموز کا بیان)

قرآن مجید بہت سے ایسے مضامین اور مسائل پر مشتمل ہے جو اسکے نزول کے وقت بالکل ہی معروف نہ تھے۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے

وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ (الحجر: ۲۲)

"اور ہم ہی پانی سے لدی ہوئی ہواؤں کو بھیجتے ہیں۔"

اہل یورپ اب کہیں جا کر اس تحقیق تک پہنچے ہیں کہ الریاح تلقیح کا باعث بھی ہوتی ہے حالانکہ قرآن نے چودہ سو سال پہلے اس امر کا اعلان فرما دیا تھا اسی طرح قرآن مجید میں ہے:

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

Scanned with CamScanner

كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (الانبیاء: ۳۰)

"کیا جو لوگ کفر (اختیار) کئے ہوئے ہیں انہیں علم نہیں کہ آسمان اور زمین بند (ملے) تھے پھر ہم نے دونوں کو جدا جدا کر دیا اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائیں۔ پھر یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے۔"

اسی طرح:

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ (الذّاریات: ۴۹)

"اور ہر چیز سے ہم نے دو دو جوڑے پیدا کئے۔"

وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ

"اور ہر طرح کے میووں کی دو دو قسمیں بنائیں۔" (الرعد: ۳)

وَيُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ۔ (الزمر: ۵)

"اور وہی رات کو دن میں لپیٹتا ہے اور دن کو رات میں لپیٹتا ہے۔"

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ (یٰس: ۳۸)

"اور سورج اپنے مقرر راستے پر چلتا ہے۔"

وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ۔ (یٰس: ۴۰)

"اور سب اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔"

اسی طرح سینکڑوں امور کا قرآن مجید میں ذکر ہے جن سے تمام دنیا ناواقف

اور جاہل تھی آج قرآن کی روشنی میں ان امور کے قائل ہوئے ہیں اور جوں جوں وقت گزرتا جائے گا دنیا کو قرآن کی صداقت کو تسلیم ہی کرنا پڑیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا ہی حقیقی بات کہی گئی ہے۔

كَفَاكَ بِالْعِلْمِ فِي الْاُمِّيِّ مُعْجِزَةً
فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالتَّادِيْبِ فِي الْيُتُمِ

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

وَ بَشِّرِ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَ عَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ
اور تو بشارت دے	جو لوگ	ایمان لائے	اور عمل کئے	درست
اَنَّ	لَ هُمْ	جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	مِنْ
بے شک	لئے ان کے	جنت باغات	بہتے ہیں	(سے)
تَحْتِ هَا	اَلْ اَنْهٰرُ	كُلَّ مَا	رُزِقُوْا	مِنْ هَا
نیچے ان کے (باغات)	نہریں۔ دریا	جب کبھی	انہیں رزق دیا جائیگا	اس سے

Scanned with CamScanner

مِنْ	ثَمَرَةٍ	رِّزْقًا	قَالُوْا	هٰذَا الَّذِیْ
(سے)	پھل سے	رزق ۔ کھانا	وہ کہیں گے	یہ وہی ہے جو
رُزِقْنَا	مِنْ قَبْلُ	وَ اُتُوْا	بِ ہٖ	مُتَشَابِهًا
ہمیں دیا گیا تھا	پہلے سے	اور لائے جائیں گے	وہ	ملتے جلتے مشابہ
وَ لَهُمْ	فِیْ هَا	اَزْوَاجٌ	مُّطَهَّرَةٌ	وَ هُمْ
اور واسطے ان کے	میں اس (جنت)	عورتیں جوڑے	صاف ستھرے پاکیزہ	اور وہ (سب)

فِیْ هَا	خَالِدُوْنَ
میں اس (جنت)	ہمیشہ ہمیشہ رہا کریں گے

"اور ان لوگوں کو خوشخبری سُنا دیجئے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کہ ان کے لئے (بہشت کے) باغ ہیں کہ ان کے نیچے دریا بہ رہے ہوں گے۔ انہیں جب کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا تو وہ بول اٹھیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہمیں (اس کے) قبل مل چکا ہے اور انہیں وہ (واقعی) دیا ہی جائے گا ملتا جلتا ہوا اور ان کے لئے پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ ان (بہشتوں) میں ہمیشہ کے لئے ہوں گے۔" ۲۵

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ، امر واحد مذکر (بَشَّرَ یُبَشِّرُ تَبْشِیْرًا) بشارت دینا ـــ اٰمَنُوْا ماضی جمع مذکر غائب ۔ یعنی توحید و رسالت پر ایمان لائے ـــ ایمان کے معنی یقین کامل کے ہیں ـ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

ماضی جمع مذکر غائب (عَمِلَ یَعْمَلُ عَمَلًا) مستحق بشارت وہ مومنین ہیں جو ایمان و یقین کے ساتھ عمل صالح سے بھی کام لیتے ہیں۔

عمل صالح کی تعریف قرآن مجید کی متعدد آیات میں کی گئی ہے۔ کقولہ تعالیٰ:

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

"طاعت یہ نہیں ہے کہ تم اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف پھر لیا کرو۔" (البقرۃ ۱۷۷)

خیر و شر، صلاح و فساد اور حق و باطل اس قدر واضح امور ہیں جو کسی سے بھی مخفی نہیں ہیں۔

اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ اہل ایمان اور عمل صالح سے کام لینے والوں کے لئے جنت ہوگی ـــ جنّت ۔ جنۃ سے مشتق ہے اور اس کا مادہ "جن" جس کے معنی ہیں کسی چیز کا حواس خمسہ سے مخفی ہونا۔ "جنّت" ایسے گھنے باغات کو کہتے ہیں کہ جس کے درختوں نے زمین کو ڈھانپ رکھا ہو ـ قرآن مجید میں جنّت کا جو بیان آیا ہے وہ بطور تمثیل ہے خود جنّت کا لفظ اس کی شہادت دیتا ہے۔ کقولہ تعالیٰ:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ (السجدۃ: ۱۷)

"سو کسی کو علم نہیں جو جو (سامان) آنکھوں کی ٹھنڈک کا ان کے لئے (خزانۂ غیب میں) مخفی ہے۔"

واللّام فِیْ لَهُمْ تَدُلُّ عَلٰی اِسْتِحْقَاقِهِمْ اِیَّاهَا لِاَجْلِ مَا تَرَتَّبَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ (بیضاوی)

Scanned with CamScanner

"لَهُمْ میں لام ایمان اور عمل صالح کے نتیجہ میں ان کے استحقاق کو ظاہر کرتا ہے۔"

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ، مضارع واحد مؤنث غائب (جری یجری جریان) ۔ اَلْاَنْهَارُ جمع نهر کی۔ ۔ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یہ جملہ جنت کی توصیف اور بیان کے لئے آیا ہے۔

كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۔ كُلَّمَا کلمۂ شرط "كُلَّ حِيْنٍ وَمَرَّةٍ" ہر بار ہر وقت ۔ رُزِقُوْا ماضی مجہول (رزق یرزق رزقًا) یعنی جس وقت بھی انہیں جنت کے پھلوں کا رزق دیا جائے گا وہ کہہ اٹھیں گے:

قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ

اِنَّ هٰذَا الَّذِیْ وَعَدْنَا بِهٖ فِی الدُّنْیَا جَزَاءً عَلَی الْاِیْمَانِ وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ

"یعنی یہ وہ ثمرات ہیں جن کا ایمان اور عمل صالح کی جزاء کے طور پر ہم سے وعدہ کیا گیا تھا۔"

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

لَیْسَ فِی الدُّنْیَا مِمَّا فِی الْجَنَّةِ اِلَّا الْاَسَامِیْ "جنت کے مقابلہ میں دنیا کی چیزیں محض برائے نام ہیں۔"

وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ، اُوْتُوْا فعل مجہول ۔ مُتَشَابِهًا متشابہ۔ مانند مثل۔ یعنی دنیا میں انسان کے لئے اکل و شرب ایک ضرورتِ طبعی ہے۔ زندگی قائم رکھنے کے لئے جنت میں اس قسم کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہے گی، وہاں ان کا کھانا پینا جو کچھ بھی ہوگا محض حصول لذت کے لئے ہوگا، دنیا اور جنت کی نعمتوں میں مشابہت محض برائے نام ہوگی۔

بعض نے کہا ہے کہ اہلِ جنت کو اپنے حسنات دنیوی اور ان کے ثمراتِ اخروی کے درمیان ایک خاص تشابہ اور تناسب محسوس ہوگا۔

وَلَهُمْ فِیْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ ۔ اَزْوَاج زَوْج کی جمع ہے۔ حیوانات کے جوڑے کے ہر فرد کو دوسرے کا زوج کہا جاتا ہے۔ مُطَهَّرَةٌ۔ یعنی پاکیزہ اور مصفّا۔ مادہ طہر ہے۔ مُطَهَّرَةٌ میں مبالغہ ہے یعنی وہ ہر قسم کے جسمانی اور روحانی آلائشوں سے پاک ہوں گی۔

وَهُمْ فِیْهَا خَالِدُوْنَ ، خلود کے معنی ہمیشگی کے ہیں یعنی ایسی حالت میں رہنا جس میں کبھی تغیر و تبدل اور غرابی نہ پیدا ہو وہ زندگی ایک ابدی زندگی ہوگی جس کی کوئی انتہا نہ ہوگی اور نہ ہی اسے زوال ہوگا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۚ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا ۙ وَّیَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا ۚ وَمَا یُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ ۠ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

Scanned with CamScanner

اِنَّ اللّٰهَ	لَا	يَسْتَحْيٖ	اَنْ	يَّضْرِبَ
بیشک اللہ	نہیں	حیا کرتے شرماتے	یہ کہ	وہ بیان کرے
مَثَلًا مَّا	بَعُوْضَةً	فَ مَا	فَوْقَ هَا	فَ اَمَّا
مثال کوئی سی	مچھر	پس خواہ۔ وہ جو	اوپر اسکے (مچھر سے)	پس بہرحال
الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	فَ يَعْلَمُوْنَ	اَنَّ هٗ	الْحَقُّ
وہ جو لوگ	ایمان لائے	پس وہ جانتے ہیں	یقیناً وہ	حق و درست ہے
مِنْ رَّبِّ	هِمْ	وَ اَمَّا	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا
سے رب	ان کے سے	اور بہرحال	وہ جنہوں نے	کفر کیا۔ انکار حق کیا
فَ	يَقُوْلُوْنَ	مَاذَا	اَرَادَ اللّٰهُ	بِ هٰذَا
پس	وہ کہتے ہیں	کیا	ارادہ کیا اللہ نے	ساتھ اس
مَثَلًا	يُضِلُّ	بِ هٖ	كَثِيْرًا	وَ يَهْدِيْ
مثال سے	وہ گمراہ کرتا ہے	ساتھ اس (کے)	بہتوں کو	اور ہدایت دیتا ہے
بِ هٖ	كَثِيْرًا	وَ مَا	يُضِلُّ	بِ هٖ
ساتھ اسکے	بہت لوگوں کو	اور نہیں	گمراہ کرتا	ساتھ اسکے
اِلَّا	الْفٰسِقِيْنَ	اَلَّذِيْنَ	يَنْقُضُوْنَ	عَهْدَ اللّٰهِ
مگر	فاسقوں کو (راہ حق سے)	جو لوگ	توڑتے ہیں	عہد۔ پیمان اللہ کا
مِنْ بَعْدِ	مِيْثَاقِ	هٖ	وَ	يَقْطَعُوْنَ
سے بعد	پختگی اور استواری	اس کی (عہد)	اور	وہ قطع کرتے ہیں کاٹتے ہیں
مَا اَمَرَ اللّٰهُ	بِ هٖ	اَنْ يُّوْصَلَ	وَ	يُفْسِدُوْنَ
اسکو جو حکم دیا اللہ نے	ساتھ اسکے	یہ کہ جوڑا جائے	اور	وہ فساد برپا کرتے ہیں

فِيْ	الْاَرْضِ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْخٰسِرُوْنَ
(میں)	زمین میں	وہ سب لوگ	وہ وہی	نقصان اٹھانے والے

"اللہ اس سے ذرا نہیں شرماتا کہ کوئی مثال بیان کرے مچھر کی یا اس سے بھی بڑھ کر (کسی اور چیز کی) سو جو لوگ ایمان لا چکے ہیں وہ تو یہی سمجھیں گے کہ وہ (مثال) یقیناً حق ہے ان کے پروردگار کی جانب سے۔ البتہ جو لوگ کفر اختیار کئے ہوئے ہیں وہ یہی کہتے رہیں گے کہ اللہ کا اس مثال سے مطلب کیا تھا؟ گمراہ بھی کرتا ہے بہتوں کو اسی سے، اور راہ بھی دکھاتا ہے بہتوں کو اسی سے ہاں وہ گمراہ کسی کو (بھی) اس سے نہیں کرتا بجز بے حکمی کرنے والوں کے[۲۶] جو اللہ سے اپنے معاہدہ کو اس کے استحکام کے بعد توڑتے ہیں اور جس چیز کو اللہ نے حکم دیا تھا جوڑے رکھنے کا اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں تو بس یہی لوگ ہیں نقصان اٹھانے والے۔"[۲۷]

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

"مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا" اور "اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ"

یعنی آیات ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰ میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کے حالات کو ہر دو امثلہ سے واضح کیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو ایسی مثالیں پیش کرنے کی کیا ضرورت وہ تو اس سے بہت ارفع اور بالاتر ہے تو اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

Scanned with CamScanner

قتادہ کے قول کے مطابق اللہ تعالیٰ نے قرآن میں عنکبوت۔ الذباب النمل وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ مشرکین کہنے لگے اللہ کو ذباب اور عنکبوت وغیرہ کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت ان کے جواب میں اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖ ہُمُ الْخٰسِرُوْنَ تک آیات نازل ہوئیں اور بتایا کہ ایسی مثالیں پیش کرنا شانِ الٰہی کے خلاف نہیں ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ عنکبوت میں معبودانِ باطل کی مثال مکڑی کے گھروندے سے دی ہے جو سب سے زیادہ کمزور ہے اور مکھی کی مثال یوں دی ہے کہ تمام معبودانِ باطلہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ اگر مکھی ان سے کچھ لے جائے تو اسے واپس بھی نہیں لے سکتے ــــ مشرکین اپنے معبودوں کے بارے میں ان مثالوں سے بُرا مناتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ معبودانِ باطل کی کمزوری کے اظہار کے لئے اس سے بھی حقیر مثال دی جا سکتی ہے۔

لَا یَسْتَحْیٖ، فعل نہی مضارع واحد مذکر غائب، باب استفعال (اِسْتَحْیٰ یَسْتَحْیِیْ اِسْتِحْیَاءً) اس کا مادہ حَیَاء ہے۔ بُری باتوں سے رکنے کا نام حیا ہے (راغب)

اَلْحَیَاءُ اِنْقِبَاضُ النَّفْسِ عَنِ الْقَبِیْحِ مَخَافَۃَ الذَّمِّ (بیضاوی)

"مذمت کے خوف سے کسی بری بات سے نفس کے رکنے کا نام حیا ہے"

اسی بناء پر حیا کو ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ یہ انسان کو برائی سے روکتا ہے۔

اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا، (ضَرَبَ یَضْرِبُ ضَرْبًا) مثال پیش کرنا۔

مَا تنکیر اور تقلیل کے لئے ہے مَثَلًا کا لفظ خود نکرہ ہے اس کے

ساتھ مَا تنکیر لا کر اس کے وصف میں اور اضافہ کر دیا ہے۔ اسی بناء پر بعض نحویوں نے اسے ابہامیہ کہا ہے

بَعُوْضَۃً بعض سے مشتق ہے دوسرے جانداروں کی بنسبت اس کے انتہائی چھوٹا ہونے کی وجہ سے اسے بَعُوْضَۃً کہا جاتا ہے۔ عربی زبان میں انتہائی کمزور چیز کی مثال بَعُوْضَۃً (مچھر) سے دی جاتی ہے

فَمَا فَوْقَھَا، فَمَا فَوْقَھَا فِی الصِّغَرِ (راغب) یعنی مچھر سے بھی زیادہ حقیر۔ اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ "فَمَا دُوْنَھَا فِی الصِّغَرِ وَالْحَقَارَۃِ" اس کے معنی ہیں جو حقارت اور چھوٹے ہونے میں اس سے بھی کم ہو۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ

"اَیْ یَعْلَمُوْنَ اَنَّہٗ کَلَامُ الرَّحْمٰنِ وَاَنَّہٗ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَحَقٌّ" (ابن کثیر)

یعنی اہلِ ایمان جانتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور یہ مثالیں حق ہیں"

اَمَّا شرط کے معنی دیتا ہے اور کسی مجمل کی تفصیل کے لئے لایا جاتا ہے۔ اسی لئے مَا کے ساتھ اس کے جواب میں آتا ہے یہ کلام میں مزید تاکید کے لئے لایا جاتا ہے۔ اَنَّہٗ کی ضمیر مثل کی طرف راجع ہے۔

وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا

یعنی وہ کہتے ہیں کہ ایسی مثالوں سے اللہ تعالیٰ کیا چاہتے ہیں۔ مَاذَا مَا استفہامیہ اور ذَا بمعنی اَلَّذِیْ۔ مَاذَا بمعنی اَیَّ شَیْءٍ کیا چیز اَرَادَ اللّٰہُ ماضی واحد مذکر غائب (اراد یرید ارادۃ) میل النفس الی الفعل، فعل کی طرف نفس کے مائل ہونے کا نام ارادہ ہے۔ بِھٰذَا مَثَلًا، اس قسم کی مثالوں سے اللہ کیا چاہتے ہیں؟

Scanned with CamScanner

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝

يُضِلُّ مضارع واحد مذکر غائب (اَضَلَّ يُضِلُّ اِضْلَالًا)

امام راغب لکھتے ہیں کہ اضلال کی دو صورتیں ہیں: ایک معنی ہیں گم ہو جانا کھویا جانا اسی طرح گمراہ ہو جانے کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔

الْفٰسِقِيْنَ واحد فاسق ہے اس کا مادہ فَسَقَ يَفْسِقُ فِسْقًا ہے اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے خروج اور اللہ کے عہد کو توڑنے کا نام فسق ہے۔

لغت میں "فاسق" خَارِجٌ عَنِ الطَّاعَةِ کو کہتے ہیں۔

"يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا" اَیْ يُضِلُّ بِالْمَثَلِ اَوْ بِالْكَلَامِ الْمَضْرُوْبِ فِيْهِ الْمَثَلُ۔ (المنار)

اَلْفِسْقُ اَلْعِصْيَانُ وَالتَّرْكُ لِاَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالْخُرُوْجُ عَنْ طَرِيْقِ الْحَقِّ (لسان)

اللہ کے حکم کی نافرمانی اور طریق حق سے خروج کا نام فسق ہے۔ اسلام سے قبل عرب میں اس معنی کے لئے اس لفظ کا استعمال معروف نہ تھا۔

لَا يُعْرَفُ اِطْلَاقُهَا عَلٰى هٰذَا الْمَعْنٰى قَبْلَ الْاِسْلَامِ (تاج)

ماحصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے خالق ہیں جس کو چاہتے ہیں لوگوں کو نفع کے لئے اور جسے چاہتے ہیں ان کے ضرر کے لئے بنا دیتے ہیں اللہ کی ذات کے لئے یہ بات کوئی نقص والی نہیں ہے کہ کسی مثال کے بیان کرنے سے حیا کریں بلکہ یہ تو اس کا انتہائی کمال اور فضل ہے کہ حقیر ترین چیزوں مثلاً مکھی مچھر وغیرہ کو بھی انسان کے نفع کے لئے پیدا کرتا ہے لیکن تخلیق انسان تو بہر حال اس کا شاہکار ہے۔

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ فاسقوں کے حالات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے بتایا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے عہد کو اس کی پختگی کے بعد توڑتے ہیں۔

الَّذِيْنَ اسم موصول۔

يَنْقُضُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب (نَقَضَ يَنْقُضُ نَقْضًا) توڑنا۔

اَلنَّقْضُ فَسْخُ التَّرْكِيْبِ وَاَصْلُهٗ فِيْ طَاقَاتِ الْحَبْلِ وَاِسْتِعْمَالُهٗ فِيْ اِبْطَالِ الْعَهْدِ مَجَازًا۔ کسی کی ترکیب کے ختم کرنے کا نام نقض ہے اور اس کی اصل رسی کے بل الگ الگ کرنے کے ہیں عہد کو باطل قرار دینے میں مجازاً استعمال ہوتا ہے۔

مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ۔ مِيْثَاقٌ اِسْمٌ لِمَا يَقَعُ بِهِ الْوِثَاقَةُ اَیِ الْاِسْتِحْكَامُ جس چیز کو پختہ اور مستحکم کیا جائے اسے میثاق کہتے ہیں اور اس سے مراد وہ آیات و کتب ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے عہد کو پختہ کیا ہے۔ وَالْمُرَادُ بِهٖ مَا وَثَّقَ اللّٰهُ بِهٖ عَبْدَهٗ مِنَ الْاٰيَاتِ وَالْكُتُبِ (بیضاوی)

وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ ـــ يَقْطَعُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب (قَطَعَ يَقْطَعُ قَطْعًا) توڑنا جدا کرنا ـــ اَنْ يُّوْصَلَ مِنَ الْاِيْمَانِ وَالْاَرْحَامِ۔ ایمان اور صلہ رحم سے جن چیزوں کے وصل اور ملانے کا حکم دیا۔

يُوْصَلَ (اَوْصَلَ يُوْصِلُ اِيْصَالًا) مضارع مجہول۔ اس کا مادہ وصل ہے ـــ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے جن کے ایصال کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہ انہیں توڑتے اور پس پشت ڈالتے ہیں۔

وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ مضارع جمع مذکر غائب (اَفْسَدَ۔

Scanned with CamScanner

یُفْسِدُ اِفْسَادًا، دین وعقل سے کام نہ لینا سب سے بڑا فساد ہے۔ فساد سے مراد اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روگردانی ہے اس لئے کہ دنیا میں عظیم تر صلاح اور بھلائی اطاعت کے ساتھ وابستہ اور فساد اس سے روگردانی ہے۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (خَسِرَ يَخْسَرُ خُسْرَانًا) سب سے بڑا خسارہ پانے والے یہی لوگ ہیں۔

مَغْبُوْنُوْنَ بِذَهَابِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (ابن عباسؓ)

"دنیا اور آخرت کے کھوئے جانے سے وہ بہت بڑے خسارے اور نقصان میں ہیں"

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

كَيْفَ	تَكْفُرُوْنَ	بِ اللّٰهِ	وَ كُنْتُمْ	اَمْوَاتًا
کس طرح کیسے	تم انکار کرتے ہو	ساتھ اللہ کے	اور تم تھے	مردہ
فَ	اَحْيَاكُمْ	ثُمَّ	يُمِيْتُ	كُمْ
پس	زندہ کیا اس نے تم کو	پھر	مارے گا موت دیگا	تم کو

ثُمَّ يُحْيِيْ	كُمْ	ثُمَّ	اِلَيْهِ	تُرْجَعُوْنَ
پھر زندہ کریگا	تم کو	پھر	طرف اسکے	تم لوٹائے جاؤ گے
هُوَ	الَّذِيْ	خَلَقَ	لَكُمْ	مَا
وہ	جس نے	پیدا کیا	واسطے تمہارے	جو کچھ کہ
فِي الْاَرْضِ	جَمِيْعًا	ثُمَّ	اسْتَوٰٓى	اِلَى السَّمَآءِ
زمین میں ہے	سب کا سب	پھر	قصد کیا	طرف آسمان کے
فَ	سَوّٰى	هُنَّ	سَبْعَ	سَمٰوٰتٍ
پس	درست کیا ٹھیک کیا	ان کو (آسمانوں)	سات	آسمان
وَ هُوَ	بِ	كُلِّ	شَيْءٍ	عَلِيْمٌ
اور وہ	ساتھ	ہر	چیز کے	خوب جاننے والا ہے

"تم لوگ کس طرف کفر کر سکتے ہو اللہ سے درآنحالیکہ تم بے جان تھے سو اس نے تمہیں جاندار کیا پھر وہی تمہیں موت دیگا پھر وہی تمہیں زندہ کرے گا پھر اسی کی طرف تم واپس کئے جاؤ گے[۲۸] وہ وہی (اللہ) ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لئے جو کچھ بھی زمین میں ہے سب کا سب پھر اس نے آسمان کی طرف توجہ کی اور انہیں سات آسمان درست کر کے بنا دیئے اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے"[۲۹]

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ كَيْفَ تَجْحَدُوْنَ وُجُوْدَهٗ اس کے وجود کا کیسے

Scanned with CamScanner

انکار کرتے ہو؟ ـــ كَيْفَ کلمہ استفہام تنبیہ اور توبیخ کے لئے۔

تَكْفُرُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (كَفَرَ يَكْفُرُ كُفْرًا) انکار کرنا۔

وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ اَیْ وَقَدْ كُنْتُمْ عَدَمًا فَاَخْرَجَكُمْ اِلَى الْوُجُوْدِ۔ اَمْوَاتًا۔ لَاحَيٰوةَ لَهَا جس کے لئے زندگی اور حیوۃ نہ ہو۔ عالم وجود میں آنے سے پہلے تم بالکل مردہ اور بے جان تھے ـــ فَاَحْيَاكُمْ (اَحْيَا يُحْيِیْ اِحْيَاءً) پس تمہیں زندگی بخشی عالم وجود میں لایا۔

ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ۔ ثُمَّ حرف عطف متاخر ہونے پر دلالت کرتا ہے يُمِيْتُ مضارع واحد مذکر غائب كُمْ ضمیر مخاطب (اَمَاتَ يُمِيْتُ اِمَاتَةً) موت طاری کرنا پھر اس حیات دنیوی کے بعد وہی تم پر موت طاری کریگا۔

ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ پھر اس کے بعد تمہیں حیاتِ ثانیہ عطا کرے گا۔ جیسے پہلے کچھ بھی نہ تھے۔ عدم محض سے تمہیں عالم وجود میں لایا ـــ پھر موت دی پھر اس موت کے بعد اعمال کی جزا و سزا کے لئے تمہیں دوبارہ زندگی عطا کریگا۔

ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ مضارع مجہول جمع مذکر مخاطب (رَجَعَ يَرْجِعُ رُجُوْعًا) پھر تم سب نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے ـــ عقیدہ حشر اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے ـــ کائنات کے نظامِ عدل کا انحصار صرف اسی عقیدہ پر ہے۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِيْعًا ـــ هُوَ اسم ضمیر مبتدا الَّذِیْ موصول خَلَقَ ماضی۔

بَيَانُ نِعْمَةٍ اُخْرٰى مُرَتَّبَةٍ عَلَى الْاُوْلٰى (بیضاوی) یہاں سے ایک دوسری نعمت کا بیان ہے کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہم نے پیدا کیا وہ سب کچھ تمہارے لئے

ہے۔ اِنَّمَا الدُّنْيَا خُلِقَتْ لَكُمْ وَاَنْتُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَةِ۔ "دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی اور تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے"۔

لَكُمْ کے معنی تمہارے نفع کی خاطر ـــ اَیْ لِاَجْلِكُمْ وَلِانْتِفَاعِكُمْ بِهٖ فِیْ دُنْيَاكُمْ وَدِيْنِكُمْ (کشاف) "دین و دنیا میں تمہارے فائدے اور نفع کے لئے"۔

فقہاء کے نزدیک یہ ایک مشہور کلیہ ہے:

اِنَّ الْاَصْلَ فِی الْاَشْيَاءِ الْمَخْلُوْقَاتِ الْاِبَاحَةُ وَالْمُرَادُ بِالْاِبَاحَةِ الْاِنْتِفَاعُ بِهَا اَكْلًا وَشُرْبًا وَلِبَاسًا وَتَدَاوِيًا وَرُكُوْبًا وَزِيْنَةً (المنار)

"تمام مخلوقہ اشیاء کی اصل اباحت پر ہے اور اباحت سے مراد کھانے، پینے، پہننے دوا، سواری اور زینت کی اشیاء سے نفع اور فائدہ حاصل کرنا ہے"۔

اَلْاَرْضِ سے مراد جہت سفل یعنی زمین اور السماء سے جہت اعلیٰ یعنی علوی ہے ـــ اُرِيْدَ بِالْاَرْضِ جِهَةُ السِّفْلِ كَمَا يُرَادُ بِالسَّمَاءِ جِهَةُ الْعُلُوِّ (بیضاوی)

جَمِيْعًا سب کی سب، اس میں تاکید ہے کہ تمام ارضی اشیاء تمہارے لئے پیدا کی گئی ہیں تم ان کے لئے پیدا نہیں کئے گئے بلکہ تمہاری تخلیق کا مقصد تو اطاعتِ الٰہی ہے۔

ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ تاخیر کے لئے نہیں بلکہ ہر دو تخلیق کے درمیان تفاوت کے لئے آیا ہے

ثُمَّ لِعَلَّهٗ لِتَفَاوُتِ مَا بَيْنَ الْخَلْقَيْنِ لِلتَّرَاخِیْ فِی الْوَقْتِ فَاِنَّهٗ

Scanned with CamScanner

ظَاهِرًا (بیضاوی)

السَّمَآءِ، اَلْمُرَادُ بِالسَّمَاءِ جِهَاتُ الْعُلُوِّ كَاَنَّهٗ قِيْلَ ثُمَّ اسْتَوٰى اِلٰى فَوْقٍ. (کشاف) السماء سے مراد جہت اعلیٰ ہے۔

(اِسْتَوٰى يَسْتَوِيْ اِسْتِوَاءً) یعنی قصد و ارادہ۔ وَالْاِسْتِوَاءُ هٰهُنَا مُتَضَمِّنٌ مَعْنَى الْقَصْدِ وَالْاِقْبَالِ لِاَنَّهٗ عُدِّيَ بِاِلٰى (ابن کثیر) استواء کے یہاں معنی قصد و ارادہ کے ہیں "اِلٰی" کے ساتھ اسے متعدی کیا گیا۔

فَسَوّٰىهُنَّ (سَوّٰى يُسَوِّيْ تَسْوِيَةً) تَسْوِيَة کے معنی تکمیل تک پہنچا دینے کے ہیں ـــ هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب کے لئے ہے۔

سَبْعَ سَمٰوٰتٍ سات آسمان۔ اہل ہیئت نے سات آسمانوں سے مراد سات مشہور سیاروں کے مدار لئے ہیں ـــ تفسیر مظہری میں عرش اور اس کے اندر جتنے سماوات ہیں سب کروی ہیں اور عرش و زمین کے اطراف کو محیط ہیں۔

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ علم کے معنی ہیں کسی چیز کا اس کی حقیقت کے ساتھ پالینا ـــ علیم مبالغہ کا صیغہ صفت دائمی ہے یعنی وہ اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔ کوئی چیز اس کے احاطۂ علم سے باہر نہیں۔

هُوَ مبتداء اور بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اس کی خبر ہے۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاۗءَ ۚ وَ

نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۭ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

وَ	اِذْ	قَالَ	رَبُّكَ	لِ الْمَلٰٓئِكَةِ	اِنِّيْ
اور	جب	کہا	ربّ تیرے نے	واسطے فرشتوں کے	بیشک میں
جَاعِلٌ	فِي الْاَرْضِ	خَلِيْفَةً	قَالُوْٓا	اَتَجْعَلُ
بنانے والا ہوں (بنانا ہوں)	(میں) زمین میں	خلیفہ نائب	انہوں نے کہا	کیا تو بنائے گا
فِيْهَا	مَنْ	يُّفْسِدُ	فِيْهَا	وَيَسْفِكُ
(میں) اس میں	جو شخص کہ	فساد برپا کریگا	(میں) اس میں	اور بہائے گا
الدِّمَاۗءَ	وَنَحْنُ	نُسَبِّحُ	بِحَمْدِ	كَ
(واحد دم) خون	اور ہم	تسبیح بیان کرتے ہیں	ساتھ تعریف	تیری کے
وَ	نُقَدِّسُ	لَكَ	قَالَ	اِنِّيْٓ
اور	تقدیس کرتے ہیں تیری (بے عیب ہونے کی بیان کرتے ہیں)	واسطے تیرے	فرمایا (اللہ)	بیشک میں
اَعْلَمُ	مَا	لَا	تَعْلَمُوْنَ	
میں جانتا ہوں	جو	نہیں	تم جانتے ہو	

"اور (وہ وقت یاد کرو) جب تیرے پروردگار نے فرشتوں سے کہا میں زمین پر اپنا نائب بنانا چاہتا ہوں وہ بولے کیا تو ایسے کو بنائے گا جو اس میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا درآنحالیکہ ہم تیری حمد کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور تیری پاکی پکارتے رہتے ہیں؟ (اللہ نے) فرمایا یقیناً میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔" ۳۰

Scanned with CamScanner

تشریحات لغوی و تفسیری مطالب

قرآن مجید کتاب ہدایت ہے اور متقی لوگ ہی اس سے ہدایت حاصل کر سکتے ہیں ـــ پہلی پانچ آیات میں انہی لوگوں کا ذکر ہے ـــ آیت ۶، ۷ میں کفار کا بیان ہے جو صریح طور پر انکارِ حق سے کام لیتے ہیں ـــ آیت ۱۳ سے ۲۰ تک منافقین کی حالت کی دو مثالوں سے وضاحت کی گئی ـــ آیت ۲۱-۲۲ میں تمام بنی نوع انسان کو توحید و رسالت کی دعوت دی گئی ـــ ۲۳-۲۴ آیت میں قرآن کے معجز ہونے اور اس جیسے کلام کے لانے سے تمام انسانوں کے عجز کو بیان کیا اور منکرین کے لئے عذاب شدید کی تہدید کی آیت ۲۵ میں اہلِ ایمان کو بشارت دی گئی ہے ـــ آیت ۲۶-۲۷ میں منکرین اسلام کے قرآنی امثلہ پر اعتراضات کا جواب دیا گیا ـــ آیت ۲۸-۲۹ میں تخلیقِ انسان اور زمین و آسمان کی پیدائش سے وجود خالق پر دلیل پیش کی گئی۔ اب آیت ۳۰ میں آدم کی تخلیق، اسے خلیفۃ الارض بنانے اور ملائکہ پر اس کی علمی فضیلت کو بیان کیا گیا ـــ آیت ۳۹ تک آدم کے قصہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے ـــ ابلیس کا آدم کی عظمت سے انکار ـ آدم کا سہو و خطا اور دنیا میں اس کے آباد ہونے کا بیان ہے

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً

اِذْ ظرف زمانی بمعنی وَاذْكُرْ یا مُحَمَّد اِذْ قَالَ ـ "اِذْ کا لفظ جب ماضی کے ساتھ آئے تو اس کے معنی مستقبل کے ہوتے ہیں" (المبرد)

مَلَائِكَة مَلَك کی جمع ہے اور اس کی اصل الك اور الوكة ہے

بمعنی رسالت اَلْاُلُوْكُ الرِّسَالَةُ وَمِنْهُ اَلَكَنِیْ اَیْ اَبْلِغْهُ رِسَالَتِیْ (راغب) من الالوكة وهی الرسالة (روح) ملائکہ روحانی ہستیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اور وسائط ہیں۔

لِاَنَّهُمْ وَسَائِطُ بَیْنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَبَیْنَ النَّاسِ فَهُمْ رُسُلُ اللّٰهِ اَوْ كَالرُّسُلِ اِلَیْهِمْ (بیضاوی) ملائکہ اللہ اور لوگوں کے درمیان ایک واسطہ اور ذریعہ ہیں اور اللہ کے قاصد ہیں۔

اکثر علماء کا خیال ہے کہ وہ اجسامِ لطیفہ ہیں جو مختلف صورتیں اختیار کرنے پر قادر ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ رسولوں نے انہیں مختلف صورتوں میں دیکھا ہے۔ (بیضاوی)۔

لِلْمَلٰٓئِكَةِ میں لام تبلیغ کا ہے۔

خَلِیْفَةً۔ خلف سے مشتق ہے (خَلَفَ یَخْلِفُ خَلْفًا) جس کے معنی ہیں پیچھے آنے اور خلافت کے معنی ہیں کسی کی نیابت کرنا۔

اَلْخِلَافَةُ اَلنِّیَابَةُ عَنِ الْغَیْرِ اِمَّا لِغَیْبَةِ الْمَنُوْبِ عَنْهُ وَاِمَّا لِمَوْتِهٖ وَاِمَّا لِعَجْزِهٖ وَاِمَّا لِتَشْرِیْفِ الْمُسْتَخْلَفِ (راغب)

خلافت کے معنی کسی دوسرے کی نیابت کرنا یا تو منوب عنہ کی عدم موجودگی کی وجہ سے یا اس کی موت یا اس کام سے اس کے عاجز ہونے یا خلیفہ کے شرف کی وجہ سے۔

اللہ تعالیٰ کے احکام کے قائم کرنے اور اس کے فیصلوں کے نفاذ کے لئے اسکی زمین میں اللہ کا خلیفہ۔ اس سے مراد آدم اور ان کی اولاد ہیں اور اسی طرح تمام انبیاء جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کے نفاذ کے لئے

Scanned with CamScanner

ماموركيا.

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ

فرشتوں کا یہ کہنا نہ بطور مشورہ ہے اور نہ بطورِ اعتراض۔ اسلئے کہ نہ تو وہ مشورہ دے سکتے ہیں اور نہ اعتراض کر سکتے ہیں۔ بلکہ بطور تعجب ہے۔

اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا ـ اَ کلمہ استفہام ـ تَجْعَلُ مضارع واحد مخاطب ـ فِيْهَا میں دونوں جگہ ضمیر ارض کے لئے ہے اور فِيْهَا کی تکرار شدت فساد کے اظہار کے لئے ـ اَ کلمہ استفہام ایجاب کے معنی دیتا ہے ـ مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا (اَفْسَدَ يُفْسِدُ اِفْسَادًا) اَلْفَسَادُ ضِدُّ الصَّلَاحِ بگاڑ خرابی اصلاح کی ضد ہے ـ اس مقام پر خلیفہ سے مراد صرف آدمؑ نہیں ہیں جیسے کہ بعض مفسرین نے خیال ظاہر کیا ہے بلکہ اس سے مراد جنسِ آدم ہے اور ظاہر ہے کہ فرشتوں کی مراد ذاتِ آدم نہیں ہے اس لئے کہ اگر ایسا ہوتا تو ملائکہ کا یہ کہنا کہ اے اللہ! تو ایسے کو خلیفہ بناتا ہے جو فساد برپا کریگا درست نہ ہوتا ان کی مراد اس سے جنسِ آدم ہے جو ایسا کرے گا۔

فرشتوں کو آدم کی خلقت کا علم تھا اور وہ جانتے تھے کہ وہ ان چار اخلاطِ مختلفہ سے مرکب ہے۔ (آگ، پانی، مٹی اور ہوا)۔

وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ مضارع واحد مذکر غائب (سَفَكَ يَسْفِكُ سَفْكًا) خون بہانا ـ اَلدِّمَآءَ جمع دم کی ہے ـ پس ان وجوہ کی بناء پر تیری تسبیح وتقدیس سے غافل ہو جائے گا۔

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ـــــ مضارع جمع متکلم (سَبَّحَ يُسَبِّحُ تَسْبِيْحًا) ـ نُقَدِّسُ مضارع جمع متکلم (قَدَّسَ يُقَدِّسُ تَقْدِيْسًا)

تسبیح وتقدیس ہر دو میں صرف یہ فرق ہے کہ تسبیح کا اطلاق باعتبار طاعات کے ہوتا ہے اور تقدیس کا بلحاظ اعتقادات کے (روح)۔

لَكَ میں "ك" ضمیر مخاطب کے ساتھ "ل" تخصیص کے لئے ہے کہ صرف تیری ذات کے لئے

وَنَحْنُ ـ واؤ حال کے لئے ہے (کشاف)

قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ـ اَعْلَمُ مضارع واحد متکلم ـ ما موصول ـ تَعْلَمُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب۔

اَنَا اَعْلَمُ مِنَ الْمَصْلَحَةِ الرَّاجِحَةِ فِيْ خَلْقِ هٰذَا الصنف عَلَى الْمَفَاسِدِ الَّتِيْ ذَكَرْتُمُوْهَا مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (ابن کثیر) باوجود ان مفاسد کے مجھے اس کی تخلیق اور مصلحت راجح کا علم ہے جو تم نہیں جانتے۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝

وَ عَلَّمَ	اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ	كُلَّ هَا	ثُمَّ	عَرَضَ
اور اس نے سکھائے	آدم کو نام	کل کے کل سب	پھر	پیش کیا سامنے لایا

Scanned with CamScanner

هُمْ	عَلَى	الْمَلٰٓئِكَةِ	فَ قَالَ	اَنْۢبِـُٔوْنِيْ
ان کو	اوپر	فرشتوں کے	پس کہا اس نے	بتاؤ مجھ کو
بِ اَسْمَآءِ	هٰٓؤُلَآءِ	اِنْ كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ	قَالُوْا
ساتھ ناموں	ان سب کے	اگر ہو تم	(واحد صادق) سچے	انہوں نے کہا
سُبْحٰنَكَ	لَا عِلْمَ	لَ نَا	اِلَّا مَا	عَلَّمْتَ نَا
پاک ہے تو	نہیں علم	واسطے ہمارے	مگر جو	تو نے سکھایا ہم کو
اِنَّكَ	اَنْتَ	الْعَلِيْمُ	الْحَكِيْمُ	قَالَ يٰٓاٰدَمُ
بیشک تو	ہی ہے	بہت جاننے والا	حکمت والا	کہا اے آدم
اَنْۢبِئْهُمْ	هُمْ	بِ اَسْمَآءِ	هِمْ	فَ لَمَّا
تو خبر دے۔ بتا	ان کو	ساتھ ناموں	ان کے	پس جب
اَنْۢبَاَ	هُمْ	بِ اَسْمَآءِ	هِمْ	قَالَ
بتلائے اس نے	ان کو	ساتھ نام	ان کے	کہا
اَلَمْ اَقُلْ	لَ كُمْ	اِنِّيْٓ	اَعْلَمُ	غَيْبَ
کیا نہیں کہا میں نے	واسطے تمہارے	بیشک میں	جانتا ہوں	پوشیدہ باتیں
السَّمٰوٰتِ	وَ الْاَرْضِ	وَ اَعْلَمُ	مَا	تُبْدُوْنَ
آسمانوں کی	اور زمین کی	اور میں جانتا ہوں	جو	تم ظاہر کرتے ہو
	وَ مَا	كُنْتُمْ	تَكْتُمُوْنَ	
	اور جو	ہو تم	چھپاتے	

"اور اللہ نے آدم کو نام سکھلا دیئے کُل کے کُل پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا۔ پھر فرمایا بتلاؤ تو ان

کے نام اگر تم سچے ہو ۳۱ وہ بولے تو پاک ذات ہے ہمیں تو کچھ علم نہیں مگر ہاں وہی جو تو نے ہمیں علم دے دیا بیشک تو ہی ہے بڑا علم والا، حکمت والا ۳۲ (اللہ نے) فرمایا اے آدم! بتلا دو انہیں ان کے نام پھر جب انہوں نے انہیں ان کے نام بتلا دیئے تو فرمایا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں جانتا ہوں اور جو کہ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو وہ سب جانتا ہوں"۔ ۳۳

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (عَلَّمَ يُعَلِّمُ تَعْلِيْمًا۔ باب تفعیل) اٰدم عجمی اسم ہے اور ابو البشر کے لئے اسم علم معرفہ ہے۔

خُلِقَ اٰدم مِنْ اَدِيْمِ الْاَرْضِ فَسُمِّيَ اٰدم (ابن جریر) ۔ قِيْلَ سُمِّيَ بِذٰلِكَ لِكَوْنِ جَسَدِهٖ مِنْ اَدِيْمِ الْاَرْضِ وَقِيْلَ لِسُمْرَةٍ فِيْ لَوْنِهٖ (راغب)

ادیم الارض سے اسکے جسد کے بنائے جانے کی وجہ سے آدم کہا گیا اور بعض نے کہا رنگت کے گندمی ہونے کی وجہ سے۔

اَلْاَسْمَآءَ جمع اسم کی ہے۔ اَلْاِسْمُ مَا يُعْرَفُ بِهٖ ذَاتُ الشَّيْءِ (راغب) جس سے کسی چیز کی ذات کو پہچانا جائے اسے اسم کہتے ہیں ـــ قَالَ ابْنُ سِيْدَهٗ اِسْمٌ هُوَ اللَّفْظُ الْمَوْضُوْعُ عَلَى الْجَوْهَرِ اَوِ الْعَرَضِ لِلتَّمْيِيْزِ اَيْ لِيَفْصِلَ بِهٖ بَعْضُهٗ عَنْ بَعْضٍ (تاج)

جوہر یا عرض کے لئے مقررہ لفظ کو اسم کہا جاتا ہے تاکہ ایک دوسرے

Scanned with CamScanner

سے امتیاز پیدا کیا جاسکے۔

عَلَّمَ اٰدَمَ مُسَمَّیَاتِ الْاَسْمَاءِ (کشاف)

آدم کو مسمیات کا علم دیا گیا۔

اَلْھَمَہٗ مَعْرِفَۃَ ذَوَاتِ الْاَشْیَاءِ وَخَوَاصِّھَا وَاَسْمَائِھَا وَاُصُوْلِ الْعِلْمِ وَ قَوَانِیْنِ الصَّنَاعَاتِ وَکَیْفِیَّۃِ اٰلَاتِھَا (بیضاوی)

اللہ تعالیٰ نے آدم کو چیزوں کے ناموں ان کے خواص اور اصول علم کی معرفت عطا فرمائی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں تمام اشیاء کا علم ڈالا بغیر کسی تعین و تحدید کے اسماء سے مراد مسمیات ہیں گویا کہ مدلول کو دلیل سے تعبیر کیا۔

کُلَّھَا۔ کل مضاف ھا ضمیر مؤنث راجع با سماء مضاف الیہ۔ اسماء کی تاکید ہے۔ یعنی تمام تکوینی چیزوں کا علم اسے دے دیا گیا۔ اس آیت سے علم کے ذریعے آدم کی فضیلت فرشتوں پر ظاہر ہوتی ہے۔

یہ آیات شرفِ انسانی پر دلالت کرتی ہیں اور عبادت پر علم کی فضیلت کو ظاہر کرتی ہیں اور یہ کہ آدم ان ملائکہ سے افضل ہے اسلئے کہ وہ ان سے زیادہ عالم ہے اور زیادہ جاننے والا ہی افضل ہوتا ہے۔ (بیضاوی)

ثُمَّ عَرَضَھُمْ عَلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ (عَرَضَ یَعْرِضُ عَرْضًا) پیش کرنا۔ سامنے لانا۔ یہاں عَرَضَھُمْ سے مراد محض اشیاء کے نام نہیں ہیں۔

عَرَضَ الْخَلْقَ عَلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ (ابن جریر) ۔ اَیْ عَرَضَ الْمُسَمَّیَاتِ (کشاف)

المرادُ بِہٖ ذَوَاتُ الْاَشْیَاءِ اَوْ مَدْلُوْلَاتُ الْاَلْفَاظِ (بیضاوی) اس سے مراد اشیاء کی ذات اور الفاظ کے مدلولات ہیں۔

فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ ھٰٓؤُلَآءِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝

اَنْۢبِئُوْنِیْ ای اخبرونی انباء نبا سے مشتق ہے۔ خبرِ عظیم کو کہتے ہیں۔

بِاَسْمَآءِ ھٰٓؤُلَآءِ ـــــ ھٰٓؤُلَآءِ اسم اشارہ جمع یعنی المسمیاتِ والغرضُ مِنَ الْاِنْبَاءِ بِاَسْمَائِھَا الْاِبَانَۃُ عَنْ مَعْرِفَتِھَا وَتَنْبِیْہٌ عَلٰی عَجْزِھِمْ (المنار) ان کے اسماء سے خبر دینے سے غرض ان کی معرفت کا اظہار ہے اور فرشتوں کے عجز پر تنبیہ ہے

اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ جمع صادق کی صدق ضد کذب ہے یعنی اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو ان اشیاء کی حقیقت بتاؤ۔

قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ۝

اِعْتِرَافٌ بِالْعَجْزِ وَالْقُصُوْرِ۔ عجز اور قصور کا اعتراف۔

سُبْحَانَکَ ۔ سُبْحَانَ مضاف کَ ضمیر مخاطب مضاف الیہ۔

سُبْحَانَ ۔ غفران کی طرح مصدر ہے۔ ہمیشہ مضاف منصوب کی صورت میں مستعمل ہوتا ہے ـــ فرشتوں نے کہا تو پاک اور منزہ ہے ہمارا علم تو بالکل محدود ہے اور اتنا ہی ہے جتنا تو نے ہمیں عطا کیا ہے تو اپنی تخلیق میں علیم اور صفات میں حکیم ہے ـــ اَلْعَلِیْمُ فعیل کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے ـــ اَلْحَکِیْمُ ذوالحکمۃ حکمت والا۔

افضل الاشیاء کی افضل العلوم کے ذریعے معرفت حاصل کرنے کو حکمت کہتے ہیں ـــ پسندیدہ ترین صنعت سے کام لینے والے کو حکیم کہتے ہیں۔

قَالَ یٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْھُمْ بِاَسْمَآئِھِمْ ـــ اَنْبِئْھُمْ امر واحد مذکر (انباء

Scanned with CamScanner

یُنْبِئُ اِنْبَاءً ۔ اَخْبِرْھُمْ ۔ ھُمْ جمع مذکر کی ضمیر ملائکہ کے لئے ہے یعنی اَعْلِمْھُمْ انہیں بتایئے ۔ خبر دیجئے ۔ بِاَسْمَائِھِمْ یہاں ضمیر اشیاء کائنات یا مسمیات کی جانب ہے

فَلَمَّآ اَنْبَاَھُمْ بِاَسْمَآئِھِمْ پھر جب آدم نے ان اشیاء کی حقیقت بتادی ۔ لَمَّا کلمۂ شرط بمعنی حین ۔ اَنْبَاءَ ماضی واحد مذکر غائب.

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ ۝ ۔ اَ کلمۂ استفہام ۔ لَمْ اَقُلْ (قال یقول قولاً) اَقُولُ مضارع متکلم لم اقل نفی جحد بلم کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا ۔ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ ۔ اِنَّ کلمہ تحقیق کلام ۔ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ غیب سے مراد وہ اشیاء جو مخلوق کی نظر سے پوشیدہ ہوں ورنہ تو اللہ تعالیٰ کے لئے غیب وشہود یکساں ہیں ۔ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے مراد تمام کائنات ہے ۔ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ ۔ مَا موصول ۔ تُبْدُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (اَبْدَاءٌ یُبْدِیْ اِبْدَاءً) ۔ مِنْ بَدَا الشَّیْءُ بدوا وَبَدَاءً اَیْ ظَھَرَ ۔ تَکْتُمُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (کَتَمَ یَکْتُمُ کَتْمًا) چھپانا، یعنی میں تمہاری ظاہری اور پوشیدہ تمام باتوں کو اچھی طرح جانتا ہوں.

واولی الاقوال فی ذٰلک قول ابن عباس، وھو ان معنیٰ قولہ تعالیٰ (وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ) الخ اس سلسلہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول سب سے بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سمٰوٰت والارض کے کامل علم کے ساتھ میں یہ بھی جانتا ہوں جو تم اپنی زبانوں سے ظاہر کرتے ہو اور جو تم اپنے

دلوں میں چھپاتے ہو میرے لئے کوئی چیز مخفی نہیں تمہاری پوشیدہ باتیں اور اعلانیہ امور میرے لئے یکساں ہیں.

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ ۟ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ۝

وَ	اِذْ	قُلْ نَا	لِ الْمَلٰٓئِکَۃِ	اسْجُدُوْا	لِ اٰدَمَ
اور	جب	کہا ہم نے	واسطے فرشتوں کے	سجدہ کرو	واسطے آدم کے
فَ	سَجَدُوْا	اِلَّآ	اِبْلِیْسَ	اَبٰی
پس	ان سب نے سجدہ کیا	مگر۔ سوا	ابلیس کے	انکار کیا
وَ	اسْتَکْبَرَ	وَ	کَانَ	مِنَ	الْکٰفِرِیْنَ
اور	تکبر اور غرور کیا	اور	تھا	(سے)	کافروں سے

"اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے جھکو تو (وہ سب) جھکے مگر ابلیس (نہ جھکا) اس نے انکار کیا اور تکبر میں آگیا اور کافروں میں سے ہوگیا" ۳۴

تشریحاتِ لغوی وتفسیری مطالب

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا (سَجَدَ یَسْجُدُ سَجْدَۃً) ۔ اسْجُدُوْا امر جمع مذکر ۔ سجدہ کے لغوی معنی تواضع اور تذلل کے ہیں.

سَجَدَ اَیْ خَضَعَ (قاموس) ۔ اَلسُّجُوْدُ اَصْلُہٗ اَلتَّطَامُنُ وَالتَّذَلُّلُ (راغب) سجود کی اصل سرافگندگی اور تذلل ہے

Scanned with CamScanner

شریعت میں عبادت کے ارادہ سے پیشانی کا زمین پر رکھنا ہے۔
مفتی محمد عبدہٗ کہتے ہیں کہ اس سجود کی پوری معرفت ہم نہیں رکھتے لیکن اصولِ دین سے پتہ چلتا ہے کہ سجودِ عبادت نہ تھا اسلئے کہ اللہ کے علاوہ یہ کسی اور کے لئے جائز نہیں ہے۔

هُوَ سُجُوْدٌ لَا نَعْرِفُ صِفَتَهٗ وَلٰكِنْ اُصُوْلُ الدِّيْنِ تَعَلَّمْنَا اَنَّهٗ لَيْسَ سُجُوْدَ الْعِبَادَةِ اِذْ لَا يُعْبَدُ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى (المنار) ـــ قِيْلَ بِالْمَعْنَى اللُّغَوِيِّ وَلَمْ يَكُنْ فِيْهِ وَضْعُ الْجَبْهَةِ بَلْ كَانَ ذٰلِكَ مُجَرَّدَ تَذَلُّلٍ وَانْقِيَادٍ (روح) ـــ یہ سجود لغوی معنی کے لحاظ سے تھا اس میں پیشانی کا زمین پر رکھنا نہ تھا یہ محض تذلل و اطاعت کے لئے تھا۔

كَانَ السُّجُوْدُ تَحِيَّةً لِاٰدَمَ (مدارک) آدم کے لئے یہ سجدہ تحیۃ تھا۔

تكرمة لآدم لا لعبادة لآدم (ابن جریر) آدم کی عزت و تکریم کے لئے تھا نہ کہ آدم کی عبادت کے لئے۔

لِاٰدَمَ میں لِ "الیٰ" کے معنی میں ہے یعنی آدم کی طرف جیسے الی الکعبہ یعنی کعبہ کی طرف۔

فالمسجود له بالحقيقة هو الله تعالىٰ وجعل آدم قبلة لسجودهم (بیضاوی) گویا فی الحقیقت مسجود لہ اللہ تعالیٰ ہیں آدم محض اس سجود کا قبلہ ہیں۔

اى اسجدوا مستقبلين الى وجه آدم (قرطبی) یعنی آدم کی طرف رُخ کرتے ہوئے سجدہ کرو۔

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ـــ فَسَجَدُوْا ماضی جمع مذکر غائب ـــ اِلَّآ کلمۂ استثناء ـــ اِبْلِيْسَ ـــ ابلاس سے ہے (اَبْلَسَ يُبْلِسُ

اِبْلَاسًا) اس کے معنی مایوس اور ناامید ہونا ہیں۔ یہاں بطور اسم علم کے شیطان کے لئے آیا ہے۔ ابلیس کا اصلی نام عزازیل ہے۔

اَلْاِبْلَاسُ الْحُزْنُ اِبْلِيْسُ اِفْعِيْلٌ مِنَ الْاِبْلَاسِ وَهُوَ الْاِيَاسُ مِنَ الْخَيْرِ وَالنَّدَمُ وَالْحُزْنُ (ابن جریر) ابلیس، ابلاس سے مشتق ہے جس کے معنی شدت حزن اور مایوسی کے ہیں۔

ابلیس کے بارے میں عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ ملائکہ سے تھا لیکن یہ صحیح نہیں۔ سورۃ الکہف میں ہے:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ (آیت: ۵۰)

"اور (وہ دن یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے روبرو جھکو، وہ جھکے البتہ ابلیس (نہ جھکا) وہ جنات میں سے تھا سو اپنے پروردگار کے حکم سے نافرمانی کر بیٹھا۔"

بظاہر یوں پتہ چلتا ہے کہ جن ملائکہ کی جنس سے ہیں قرآن میں جن کے لفظ کا اطلاق ملائکہ پر بھی کیا گیا ہے جمہور مفسرین کی یہی رائے ہے، جیسے کہ ارشاد ہے:

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ (الصّٰفّٰت: ۱۵۸)

بہرحال دونوں غیر مرئی مخلوق ہیں جن میں اوصاف کے لحاظ سے فرق ہے۔ بعض کا خیال ہے جن میں سرسید احمد خان بھی شامل ہیں کہ جن اور ملائکہ قوائے وہمیہ کے نام ہیں یہ الگ کوئی مخلوق نہیں ہیں لیکن یہ خیال بالکل باطل اور لغو ہے جو نصوصِ قرآنی کے سراسر خلاف ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ "ملائکہ کی ایک قسم ہے جن کو "جن"

Scanned with CamScanner

کہا جاتا ہے ابلیس انہی میں سے تھا۔"

اَبٰی، ماضی واحد مذکر غائب (اَبٰی یَاْبٰی اِبَاءً) شدت سے انکار کیا۔

اِسْتَکْبَرَ، ماضی واحد مذکر غائب۔ باب استفعال من (اِسْتَکْبَرَ یَسْتَکْبِرُ اِسْتِکْبَارًا)

کَانَ، بمعنی صار۔ کان ناقصہ صار کے معنی میں آتا ہے۔ صَارَ مِنْهُمْ بِاِسْتِقْبَاحِهٖ اَمْرَ اللّٰهِ تَعَالٰی اِیَّاهُ بِالسُّجُوْدِ لِاٰدَمَ (بیضاوی) آدم کے لئے حکم سجود کے ناپسندیدہ خیال کرنے کی وجہ سے وہ کافر ہوگیا۔

قَالَ اِبْنُ فُوْرَكَ ثُمَّ اِنَّ كُفْرَهٗ لَيْسَ لِتَرْكِ الْوَاجِبِ بَلْ اِسْتِقْبَاحِهٖ اَمْرَ اللّٰهِ بِالسُّجُوْدِ (روح)۔ ابلیس کا کفر ترکِ واجب کی وجہ سے نہ تھا بلکہ سجود کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کو برا خیال کرنے کی وجہ سے تھا۔

وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

وَ	قُلْ نَا	يٰٓاٰدَمُ	اسْكُنْ	اَنْتَ
اور	کہا ہم نے	اے آدم	تو سکونت اختیار کر	تو
وَ	زَوْجُ كَ	الْجَنَّةَ	وَ كُلَا	مِنْ هَا
اور	بیوی تیری	جنت	اور تم دونوں کھاؤ	(سے) اس (جنت سے)
رَغَدًا	حَيْثُ	شِئْتُمَا	وَ لَا	تَقْرَبَا
جی بھر کر	جہاں سے	تم دونوں چاہو	اور نہ	تم دونوں قریب جاؤ
هٰذِهِ	الشَّجَرَةَ	فَ تَكُوْنَا	مِنَ	الظّٰلِمِيْنَ
اس	درخت کے	پس تم دونوں ہو جاؤ گے	(سے)	ظالموں سے
فَ اَزَلَّ	هُمَا	الشَّيْطٰنُ	عَنْ هَا	فَ اَخْرَجَ
پس لغزش دی	ان دونوں کو	شیطان نے	سے اس (جنت سے)	پس نکالا
هُمَا	مِنْ مَّا	كَانَا	فِيْ هِ	وَ
ان دونوں کو	(سے) اس (جنت سے) کہ	وہ دونوں تھے	(میں) اس میں	اور
قُلْ نَا	اهْبِطُوْا	بَعْضُ	كُمْ	لِ
کہا ہم نے	نیچے اترو	بعض (کوئی ایک)	تمہارا	واسطے
بَعْضٍ	عَدُوٌّ	وَ	لَ كُمْ	فِي الْاَرْضِ
بعض (کوئی دوسرا) کے	دشمن	اور	واسطے تمہارے	(میں) زمین میں
مُسْتَقَرٌّ	وَّ مَتَاعٌ	اِلٰى	حِيْنٍ	فَ تَلَقّٰى
ٹھکانا قرارگاہ	اور سازوسامان	(تک)	ایک وقت تک	پس حاصل کئے
اٰدَمُ	مِنْ	رَّبِّ هٖ	كَلِمٰتٍ	فَ
آدم نے	(سے)	رب اپنے سے	کچھ کلمے	پس

Scanned with CamScanner

تَابَ	عَلَيْهِ	اِنَّهٗ	هُوَ التَّوَّابُ	الرَّحِيْمُ
جھوک کیا (توبہ قبول کی)	اوپر اسکے	بیشک وہ	وہ توبہ قبول کرنیوالا	مہربان ہے

"اور ہم نے کہا اے آدم تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو سہو اور اس میں جہاں سے چاہو خوب کھاؤ اور اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ تم گنہگاروں میں سے ہو جاؤ گے ۳۵ پھر شیطان نے دونوں کو پھسلایا اسی درخت کے باعث اور جس میں تھے نکلوا دیا اور ہم نے کہا (اب) تم سب نیچے اتر جاؤ ایک دوسرے کے دشمن ہو کر اور تمہارے لئے زمین پر ہی ٹھکانا اور ایک میعاد تک نفع اٹھانا ہے ۳۶ پھر آدم نے اپنے پروردگار سے کچھ الفاظ سیکھ لئے پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی وہ تو ہے ہی بڑا توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے۔" ۳۷

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ ۔ قُلْنَا ماضی جمع متکلم (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) ۔ اُسْكُنْ الامر واحد مذکر (سَكَنَ يَسْكُنُ سُكْنًا) اس کے معنی ٹھہرنے اور استقرار کے ہیں اَنْتَ ضمیر مخاطب، اس سے مراد یہ ہے کہ اصل مخاطب حضرت آدم تھے ۔ زَوْجُكَ (بترکیب اضافی) ۔ زوج کا لفظ قرآن مجید میں امرأۃ کی بنسبت محل تعظیم و اکرام میں آیا ہے

الْجَنَّةَ باغ جس کے درخت زمین کو چھپا لیں (كُلُّ بُسْتَانٍ ذِيْ شَجَرٍ يَسْتُرُ

بِشَجَرِهِ الْاَرْضَ (راغب)

وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۔ كُلَا الامر تثنیہ مذکر (اَكَلَ يَاْكُلُ) ۔ مِنْهَا من الجنۃ رَغَدًا واسعا هنيئا حَيْثُ شِئْتُمَا جس جگہ سے چاہو سوائے ایک کے جس سے منع کیا گیا ہے

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ (قَرُبَ يَقْرُبُ قُرْبًا) فعل نہی صیغہ تثنیہ حاضر هٰذِهِ الشَّجَرَةَ، شجرہ اس نبات کو کہتے ہیں جس کا تنا ہو شجرہ سے مراد کونسا درخت ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کی تصریح موجود نہیں ہے۔ ابن جریر، امام رازی، ابن کثیر وغیرہ مفسرین کا مسلک اس باب میں یہی ہے واللہ اعلم بالمراد من الشجرۃ ـــــ امام ابن جریر کہتے ہیں کہ ہمیں متیقن طور پر اس بات کا علم نہیں ہے کہ وہ کونسا درخت تھا۔ قرآن و سنت میں اسکے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔ امام رازی نے بھی اپنی تفسیر میں اسی بات کو ترجیح دی ہے

فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔ فتكونا مضارع تثنیہ مخاطب (كَانَ يَكُوْنُ كَوْنًا) ۔ ظلم کے اصلی معنی ۔ "وَضْعُ الشَّيْءِ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعِهِ الْمُخْتَصِّ بِهٖ" یعنی کسی چیز کا اس کے محل اصلی پر نہ رکھنا ظلم کہلاتا ہے یعنی اس طرح اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے ـــــ لَا تَقْرَبَا سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ غیر مباح اشیاء کے قریب بھی نہ بھٹکا جائے تاکہ گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ (ازل يزل ازلال) ازل کے معنی ہیں لغزش مع زوال۔ اِسْتِزْلَالُ الرَّجُلِ مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ (راغب) بغیر قصد و ارادہ کے پاؤں کی لغزش ـــــ عَنْهَا عَنِ الْجَنَّةِ اَوْ عَنِ

Scanned with CamScanner

الشَّجَرَةَ الشَّيْطٰنُ مِنْ شَطَنَ اَیْ بَعُدَ فَسُمِّیَ بِهٖ لِبُعْدِهٖ عَنِ الْخَیْرِ وَ عَنِ الرَّحْمَةِ (معالم) شیطٰن کا مادہ شطن ہے اسکے معنی ہیں دُور ہونا خیر ورحمت سے دُوری کی وجہ سے اسے شیطان کہا گیا۔

شیطان سے مراد بالاتفاق ابلیس ہے فَاَزَلَّهُمَا کی تشریح میں بعض مفسرین نے لکھا ہے "هٰذَا دَلِیْلٌ اَنَّهٗ یَجُوْزُ اِطْلَاقُ اِسْمِ الزَّلَّةِ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ كَمَا قَالَ مَشَائِخُ الْبُخَارِیْ (مدارک) کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ الزلۃ (لغزش) کا اطلاق انبیاء کے لئے بھی کیا جا سکتا ہے

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

فَقَدْ كَانَتْ مِنْهُمْ اَیْ مِنْ بَعْضِ الْاَنْبِیَاءِ زَلَّاتٌ اَیْ تَقْصِیْرَاتٌ وَ خَطِیْئَاتٌ اَیْ عَثَرَاتٌ هٰذَا مَا عَلَیْهِ اَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ خِلَافًا لِجَمَاعَةِ الصُّوْفِیَّةِ وَ طَائِفَةٍ مِنَ الْمُتَكَلِّمِیْنَ حَیْثُ نَفَوُا السَّهْوَ وَالنِّسْیَانَ وَ الْغَفْلَةَ۔ آدم اور حوا کو جنت سے نکالے جانے کے بارے میں بعض مفسرین نے اسرائیلیات سے بہت سے قصے نقل کئے ہیں جن کی کوئی سند نہیں۔

مِمَّا كَانَا فِیْهِ (مِنْ + مَا) اَیْ مِنَ النَّعِیْمِ وَ الْكَرَامَةِ اَوْ مِنَ الْجَنَّةِ (کشاف) یعنی جنت یا عزت وتکریم کے مقام سے نکالے گئے۔ یہاں ازلال اور اخراج کی نسبت ابلیس کی طرف بطور مجاز ہے فاعل حقیقی تو اشیاء کا اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ ۝ ۔ قُلْنَا ماضی جمع متکلم ۔ اهْبِطُوْا امر جمع مذکر (ھبط یھبط ھبوطا) ۔ الھبوط النزول الی الارض یعنی الانحدار علی سبیل

القھر واذا استعمل فی الانسان فعلی سبیل الاستخفاف (مدارک)

ھبوط کے معنی ہیں زمین پر اترنا یعنی جبری نزول انسان کے لئے جب یہ لفظ استعمال میں لایا جائے تو اس کے معنی استخفاف کے ساتھ نزول کے ہوتے ہیں۔

اهْبِطُوْا میں ضمیر جمع سے خطاب آدم اور اس کی تمام ذریت سے ہے۔ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ انسان میں خیر وشر دونوں قوتیں موجود ہیں۔ اسی بنا پر کہا گیا کہ اسی بدی یا شیطانی قوت کی وجہ سے تم دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ برائی اور دشمنی سے کام لوگے

وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ ۔ (استقرّ یَسْتَقِرُّ اِسْتِقْرَارًا) مُسْتَقَرٌّ قرارگاہ۔ ٹھکانہ ۔ مَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ تمتع ۔ نفع حاصل کرنا ۔۔۔ اس سے پتہ چلا کہ آدم کو پہلی بار زمین پر بھیجا جا رہا ہے اس سے قبل وہ جنت میں تھا اور اس کا یہ قیام ارضی دائمی نہ ہوگا بلکہ صرف ایک وقت معین تک ہوگا ۔۔۔ تنبیهًا اَنَّ لِكُلِّ اِنْسَانٍ فِی الدُّنْیَا تَمَتُّعًا مُدَّةً مَعْلُوْمَةً (راغب) ۔۔۔ اِلٰی حِیْنٍ سے اس امر کی مزید وضاحت کردی کہ یہ زمینی زندگی بالکل ایک عارضی ہوگی اور موت اصل فطرت اور لازمی ہے۔

فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ ۔ تلقّی ماضی واحد مذکر غائب کا مادہ لقی ہے اور اسکے معنی کسی چیز کا سامنا کرنا ۔۔۔ ملاقات کرنا یا قبول کرنا کے ہیں ۔ کَلِمٰتٍ جمع "کلمہ" کی ہے

اَیْ اَلْهَمَهُ اللّٰهُ اِیَّاهَا فَاَنَابَ اِلَیْهِ بِهَا وَهِیَ كَمَا فِیْ سُوْرَةِ الْاَعْرَافِ

Scanned with CamScanner

مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ کلمات جو آدم کو اللہ نے الہام کئے وہ سورۂ اعراف کی یہ آیت ہے۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ (الاعراف: ۲۳)

"اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر (بڑا) ظلم کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو یقیناً ہم گھاٹا اٹھانے والوں میں ہو جائیں گے۔"

فَتَابَ عَلَيْهِ (تَابَ يَتُوْبُ تَوْبَةً) رجوع کرنا۔ جب بندہ کی طرف سے ہو تو اس کے معنی اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔

تاب علیہ ای قبل توبتہ منہ (راغب) اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کر لی۔ یہاں پر آدم کے ساتھ ان کی زوجہ کا ذکر نہیں ہے اسلئے کہ مرد متبوع اور زوجہ اس کی تبع ہے۔

اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ — التَّوَّاب مبالغہ کا صیغہ ہے يُقَالُ لِلّٰهِ ذٰلِكَ لِكَثْرَةِ قَبُوْلِهٖ تَوْبَةَ الْعِبَادِ حَالًا بَعْدَ حَالٍ (راغب) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ کثرت سے قبول کرتا ہے اس لئے اسے "توّاب" کہا جاتا ہے۔

رَحِيْم بھی صفت مبالغہ ہے۔ وَفِي الْجَمْعِ بَيْنَ الْوَصْفَيْنِ وَعْدُ التَّائِبِ بِالْاِحْسَانِ وَالْعَفْوِ (بیضاوی) توّاب اور رحیم دو اوصاف بیان کر کے تائب کے لئے احسان و عفو کا وعدہ فرمایا ہے۔ فطری کمزوری سے نجات پانے اور ہدایت کے حصول کے لئے وحی الٰہی کے بغیر چارہ نہیں — اللہ کا کلام ہی باعث ہدایت ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے (سرسید اور ان کے ہم نوا) کہ ضمیر کی آواز ہدایت

کے لئے کافی ہے لیکن یہ خیال بالکل باطل اور لغو ہے۔

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾

قُلْنَا	اهْبِطُوْا	مِنْ هَا	جَمِيْعًا	فَ اِمَّا
ہم نے کہا	تم اترو	(سے) اس (جنت سے)	سب کے سب	پس اگر
يَاْتِيَنَّ	كُمْ	مِنْ نِّيْ	هُدًى	فَ مَنْ
آئے	تمہارے پاس	(سے) میری طرف سے	ہدایت	پس جو کوئی
تَبِعَ	هُدَا يَ	فَ لَا	خَوْفٌ	عَلٰى هِمْ
اتباع کرے پیچھے چلے	ہدایت میری کے	پس نہیں	ڈر	اوپر ان کے
وَ لَا	هُمْ	يَحْزَنُوْنَ	وَ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا
اور نہ	وہ	غمناک ہوں گے	اور جو لوگ	کفر اختیار کریں
وَ كَذَّبُوْا	بِ	اٰيَاتِ	نَا	اُولٰٓئِكَ
اور جھٹلایا	ساتھ	آیتوں نشانیوں	ہماری کے	وہ
اَصْحٰبُ	النَّارِ	هُمْ	فِيْ هَا	خٰلِدُوْنَ
ساتھی	آگ (جہنم) کے	وہ	(میں) اس میں	ہمیشہ رہنے والے

"ہم نے حکم دیا کہ تم سب اس سے نیچے اتر جاؤ پھر اگر تمہیں میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے تو جو جو کوئی پیروی میری ہدایت کی کریگا سو انکے لئے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہی ہونگے ۳۸ اور جو لوگ

Scanned with CamScanner

کفر کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے سو وہی دوزخی ہیں اور وہ اس میں (ہمیشہ) پڑے رہیں گے"۔ ۳۹

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا۔ جنت سے نکلنے کا دوبار حکم دیا گیا۔ پہلا حکم آدم کے لئے اس کی لغزش کی وجہ سے تھا۔ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ سے اس کی توبہ کی قبولیت کی خبر دی گئی۔

دوسرا حکم، طاعت اور معصیت ہر دو کے آثار کے لحاظ سے دیا جا رہا ہے کہ اب تم سب نے دنیا میں رہنا ہے اور ہدایت اور گمراہی میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہے ہدایت کی پیروی کرنے والوں کے لئے کسی قسم کا خوف و حزن نہیں ہوگا لیکن تکذیب اور کفر سے کام لینے والوں کے لئے ابدی عذاب ہوگا۔

فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ـــ اِمَّا۔ اِنْ شرطیہ اور مَا تاکید سے مرکب ہے ـــ يَاْتِيَنَّكُمْ (اَتٰى يَاْتِيْ اِتْيَانًا) يَاْتِيَنَّ فعل مضارع مؤکد بنون ثقیلہ۔ مِنِّيْ من ی میری طرف سے۔ هُدًى مصدر (ھدی یھدی ھدایۃ ھدی) یعنی وہ ہدایت جو رسولوں کے ذریعے سے تمہاری طرف بھیجی جائے گی ـــ اَیْ مِنْ مُرْشِدٍ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ (المنار)

فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ (تبع یتبع تبعا) نقش قدم پر چلنا۔ حکم پر عمل کرنا۔

هُدَايَ (ھدا مضاف ی مضاف الیہ (میری ہدایت)۔

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ خوف کا تعلق مستقبل سے ہوتا ہے اور حزن کا ماضی سے یعنی وسوسہ شیطان اور خسران سے انہیں کسی قسم کا خوف نہیں ہوگا اور نہ ہی فوتِ مطلوب سے انہیں حزن ہوگا۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ ـــ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا ماضی جمع مذکر غائب کفر انکار صریح ـــ كَذَّبُوْا ماضی جمع مذکر غائب (كَذَّبَ يُكَذِّبُ تَكْذِيْبًا) انہوں نے جھٹلایا۔ اٰيَات جمع اٰیت کی ہے علامت اور نشان کو کہتے ہیں اور آیات سے مراد کتب منزلہ ہیں۔ قرآن مجید کے ہر جملہ کو بھی آیت کہا جاتا ہے اشتقاق اَتٰى سے ہے اور اس کی اصل اٰيَة اور اٰدِيَة ہے خلافِ قیاس اسے آیت میں تبدیل کر دیا گیا۔

اَصْحَاب واحد صاحب ملازم ساتھ لگ جانا۔ اَصْحَابُ النَّارِ یعنی دوزخی لوگ ـــ الصاحب الملازم (راغب) ـــ خلود کے معنی ہیں کسی چیز کا کسی حالت پر قائم رہنا اور کسی قسم کے تغیر کو قبول نہ کرنا۔

اَلْخُلُوْدُ هُوَ بَقَاءُ الشَّيْءِ مِنْ اِعْتِرَاضِ الْفَسَادِ وَبَقَاءُهٗ عَلَى الْحَالَةِ الَّتِيْ عَلَيْهَا "کسی چیز کے فساد سے مبرا ہونے اور اپنی اصلی حالت پر قائم رہنے کو خلود کہتے ہیں"۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۠ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝

Scanned with CamScanner

يَا	بَنِيْ	اِسْرَائِيْلَ	اُذْكُرُوْا	نِعْمَتِ
اے	بیٹو	اسرائیل یعقوب	تم یاد کرو	نعمت
ی اَلَّتِیْ	اَنْعَمْتُ	عَلَيْكُمْ	وَ	اَوْفُوْا
میری وہ جو	میں نے انعام کی	اوپر تمہارے	اور	تم پورا کرو
بِ عَهْدِ	ی	اُوْفِ	بِ	عَهْدِكُمْ
ساتھ عہد	میرا۔میرے	میں پورا کرونگا	ساتھ	عہد تمہارے کے
وَ	اِيَّایَ	فَارْهَبُوْنَ	وَ	اٰمِنُوْا
اور	خاص مجھ سے	پس ڈرو۔ڈرتے رہو	اور	ایمان لاؤ
بِ مَا	اَنْزَلْتُ	مُصَدِّقًا	لِ	مَا
ساتھ اسکے	میں نے نازل کیا	تصدیق کرنے والا	واسطے	اس (جو)
مَعَ	كُمْ	وَ لَا	تَكُوْنُوْا	اَوَّلَ
پاس	تمہارے	اور نہ	ہو جاؤ تم	پہلے
كَافِرٍ	بِ هٖ	وَ لَا	تَشْتَرُوْا	بِ
کافر	ساتھ اسکے	اور نہ	خریدو تم	بدلے۔ساتھ
اٰيَاتِ	ی	ثَمَنًا	قَلِيْلًا	وَ
آیتوں نشانیوں	میری	قیمت۔مال	تھوڑا	اور
	اِيَّایَ	فَاتَّقُوْنِ		
	خاص مجھ سے	ڈرتے رہو۔تقویٰ اختیار کرتے رہو		

"اے بنی اسرائیل! میرا وہ انعام یاد کرو جو میں نے تم پر کیا اور مجھ سے وعدہ پورا کرو تو میں تم سے وعدہ پورا کروں اور تم صرف

مجھی سے ڈرتے رہو۔" اور اس (کتاب) پر ایمان لاؤ جو میں نے (اب) نازل کی ہے تصدیق کرتی ہوئی اس (کتاب) کی جو تمہارے پاس ہے اور مت بنو اس کے ساتھ اوّلین کفر کرنے والے اور میری آیتوں کو فروخت مت کرڈالو تھوڑی قیمت پر اور صرف مجھی سے ڈرو۔" ۴۱

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ـــ یا حرفِ ندا بَنِیْ اِسْرَائِیْل منادی۔ اے اولاد یعقوبؑ ـــ اسرائیلؑ حضرت یعقوبؑ کا لقب ہے ـــ مشہور پیغمبر حضرت ابراہیمؑ سے دو نسلیں چلیں ایک بی بی ہاجرہؓ سے جن کے بطن سے حضرت اسماعیلؑ پیدا ہوئے یہ نسل بنی اسمٰعیل کہلائی قریش اسی کی ایک شاخ ہے۔

دوسری نسل بی بی سارہؓ کے بطن سے حضرت اسحاقؑ پیدا ہوئے جن کے فرزند حضرت یعقوبؑ کا لقب اسرائیلؑ تھا اسی سے یہ نسل بنی اسرائیل کہلائی۔

(بنی۔ بنو) ابناء ابن کی جمع ہے جو بناء سے مشتق ہے۔

اسرائیل عبرانی لفظ ہے 'اسر' بمعنی 'عبد' کے ہیں۔ عربی میں 'اسر' قید کرنے کو بھی کہتے ہیں اسی سے اسیر بھی ہے۔ اسرائیل کے لفظی معنی عبداللہ، اللہ کا بندہ۔ حضرت یعقوبؑ کا یہ لقب تھا۔

بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل دو برادر قومیں ہیں بنی اسمٰعیل پہلے ہی سے عرب میں آباد تھے۔ بنی اسرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے کئی سو سال

Scanned with CamScanner

قبل عرب میں آکر آباد ہوئے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ان کے تین قبائل مدینہ میں آباد تھے

۱۔ بنو نضیر ۲۔ بنو قریظہ ۳۔ بنو قینقاع خیبر کے علاقہ میں یہود کی اپنی حکومت تھی۔

قرآن مجید کا خطاب ساری کائنات کے لئے ہے۔ الٓمّٓ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ کے بعد بتایا کہ بنی نوع انسان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مؤمن جو قرآن کے دستورِ حیات کو تسلیم کرتے ہیں ۔ دوسرے کافر جو اس کا انکار کرتے ہیں پھر ایک ایسے گروہ کا ذکر کیا جو منافقت سے کام لیتے ہیں۔

تیسرے رکوع میں تمام بنی نوع انسان کو خطاب کرتے ہوئے انہیں توحید و رسالت کی تعلیم دی۔

چوتھے رکوع میں انسان کی غرض و غایت کو بیان کر کے بتایا کہ انبیاء کی تعلیم پر چلنا انسان کے لئے نجات کا باعث ہے اور خدائی ہدایت سے غفلت اس کی تباہی اور بربادی کا سبب ہے۔

پانچویں رکوع سے بنی اسرائیل کا ذکر شروع ہوتا ہے جو متعدد رکوعات تک چلتا ہے ۔ بنی اسرائیل کا ذکر خاص طور پر اس لئے کیا گیا کہ اس قوم پر اللہ تعالیٰ نے بے شمار نوازشات کیں مدت تک ان میں انبیاء مبعوث فرمائے اور دنیوی اقتدار بھی انہیں حاصل رہا اور عرصہ دراز تک اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے اکرام و افضال سے مالا مال کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد سب سے زیادہ مخالفت کرنے والے یہی لوگ تھے۔ اسی بناء پر یہاں بالخصوص انہی کو مخاطب ٹھہرایا گیا۔

اُذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ ۔ اُذْكُرُوْا الامر جمع مذکر من ذَكَرَ يَذْكُرُ ذِكْرًا یاد دلانا۔ بنی اسرائیل کو وہ تمام سابقہ انعام و اکرام یاد دلائے گئے کہ تم میں انبیاء مبعوث کئے گئے۔ دنیوی اقتدار عطا کیا گیا اور اپنی تمام نعمتوں سے تمہیں مالا مال کیا گیا۔ اس کے بعد انہیں کہا گیا۔

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ اَوْفُوْا الامر جمع مذکر (وفی یفی وفاء) پورا کرنا۔ مکمل کرنا ۔ تم میرے عہد کو پورا کرو میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا ۔ اللہ تعالیٰ کا ان سے یہ عہد تھا

"اَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَاَنْ تُؤْمِنُوْا بِرُسُلِهٖ وَاَنْ تَخْضَعُوْا لِلْاَحْكَامِ وَشَرَائِعِهٖ وَعَهِدَ اِلَيْهِمْ اَنْ يُّرْسِلَ اِلَيْهِمْ نَبِيًّا مِنْ بَنِيْ اَخِيْهِمْ اَيْ بَنِيْ اِسْمٰعِيْلَ هٰذَا هُوَ الْعَهْدُ الْخَاصُّ الْمَخْصُوْصُ هٰذَا هُوَ عَهْدُ اللّٰهِ وَاَمَّا عَهْدُهُمْ فَهُوَ تَسْكِيْنٌ فِي الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ وَالنَّصْرُ عَلٰى اُمَمِ الْكَافِرِيْنَ وَالرِّفْعَةِ فِي الدُّنْيَا"

"اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا یہ عہد تھا کہ میری عبادت کرو گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے۔ میرے رسولوں پر ایمان لاؤ گے میرے احکام و شرائع کو تسلیم کرو گے اور اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ عہد بھی کیا تھا کہ ان کے بھائی بنی اسمٰعیل سے ان کی طرف نبی بھیجا جائے گا یہی عہد مخصوص اللہ کا عہد تھا اس کے مقابلے میں ارضِ مقدس میں قیام کافر اقوام پر فتح

Scanned with CamScanner

مندی اور دنیا میں سربلندی کا اللہ نے ان سے وعدہ کیا تھا"

وَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ ـــ رھب سے ہی (رھب یرھب رھبا) خوف اور اضطراب سے ملے جلے ڈر کا نام رھب ہے یعنی صرف میرا ڈر اور خوف تمہارے دل میں ہو۔ دوسروں کا خوف و ڈر دل سے نکال دو۔

وَ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ ـــ وَ اٰمِنُوْا امر جمع مذکر مَا موصول بِمَا اَنْزَلْتُ یعنی قرآن ماضی واحد متکلم (اَنْزَلَ یُنْزِلُ اِنْزَال) مُصَدِّقًا صدق سے ہے (صَدَّق یصدّق تصدیقا) جو اس کی تصدیق کرتا ہے جو تمہارے پاس ہے ـــ لِمَا مَعَكُمْ اشارہ توریت کی طرف ہے ـــ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ ـــ وَلَا تَكُوْنُوْا فعل نہی مضارع جمع مذکر مخاطب (کان یکون کونا)

ولا تکونوا اوّل فریق کافر (قرطبی) امام راغب نے اوّل کے معنی اسلام میں ایمان و مقتداء کے ہیں ـــ اوّل کا لفظ ہمیشہ تقدم زمانی کے لئے ہی نہیں آتا

ای لا تکونوا ممن یقتدیٰ بکم فی الکفر (راغب) اَیْ لَا تُبَادِرُوْا اِلَی الْكُفْرِ بِهٖ وَهٰذَا الْاِسْتِعْمَالُ مَعْرُوْفٌ فِی الْكَلَامِ الْبَلِيْغِ لِهٰذَا الْمَعْنٰی لَا يُقْصَدُ بِالْاَوَّلِيَّةِ فِيْهِ حَقِيْقَتُهَا (المنار) یعنی کفر کی طرف سبقت سے کام نہ لو۔ اوّل کے لفظ کا استعمال اس معنی کے لحاظ سے معروف ہے

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۚ وَّاِيَّایَ فَاتَّقُوْنِ ۝

وَلَا تَشْتَرُوْا فعل نہی جمع مذکر مخاطب (اِشْتَرٰی یَشْتَرِیْ اِشْتِرَاءً) خریدنا بیچنا میری آیات کو ثمن قلیل یعنی دنیوی زندگی کے فوائد کی خاطر مت بیچو اور صرف مجھ ہی سے ڈرتے رہو فَاِیَّایَ میں حصر ہے دنیا کی بڑی سے بڑی دولت

بھی آخرت کے مقابلے میں قلیل ہے۔ كُلُّ كَثِيْرٍ اِلَيْهِ قَلِيْلٌ وَ كُلُّ كَثِيْرٍ اِلَيْهِ حَقِيْرٌ (کشاف) قولہ تعالیٰ:

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (النساء: ۷۷)

"دنیا کا تمام ساز و سامان محض قلیل ہے۔"

امام رازی نے اِشْتَرٰی کے معنی ابتدال کے لئے ہیں یعنی تبادلہ کرنا اور معاوضہ سے کام لینا۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝

وَ	لا	تَلْبِسُوْا	الْحَقَّ	بِ الْبَاطِلِ	وَ
اور	نہ	ملاؤ	حق کو	ساتھ باطل کے	اور
تَكْتُمُوْا	الْحَقَّ	وَ	اَنْتُمْ	تَعْلَمُوْنَ	وَ
چھپاؤ (نہ)	حق و راستی	اور	تم	جانتے ہو	اور
اَقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ	وَ	اٰتُوا	الزَّكٰوةَ	
قائم کرو	نماز	اور	دو۔ ادا کرو	زکوٰۃ	
وَ	اَرْكَعُوْا	مَعَ	الرّٰكِعِيْنَ		
اور	رکوع کرو جھکو	ساتھ	رکوع کرنے والوں۔ جھکنے والوں		

Scanned with CamScanner

"اور حق کو ناحق کے ساتھ خلط ملط مت کرو اور حق کو مت چھپاؤ
درآنحالیکہ تم جان بھی رہے ہو ۴۲ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو
اور (نماز میں) جھکنے والوں کے ساتھ جھکتے رہو۔" ۴۳

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۴۲﴾ — لَا تَلْبِسُوا فعل نہی جمع مذکر مخاطب (لَبَسَ يَلْبِسُ لِبَاسًا)

تلبیس کے اصل معنی چھپانے اور ڈھانپنے کے ہیں اسی سے "لباس" بھی ہے

و اصل اللبس ستر الشیٔ (راغب)

الحق، حق نقیض باطل ہے 'صدق' کو بھی کہتے ہیں جس کے اصل معنی مطابقت اور موافقت کے ہیں۔

الباطل، وہ چیز جس کا کوئی ثبوت نہ ہو

وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ فعل نہی جمع مذکر مخاطب (كَتَمَ يَكْتِمُ كِتْمَانًا) پردہ ڈالنا چھپانا۔

وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ، درآنحالیکہ تم جانتے ہو کہ تم تلبیس اور کتمان سے کام لے رہے ہو — فِي حَالِ عِلْمِكُمْ أَنَّكُمْ لَابِسُونَ كَاتِمُونَ (کشاف)

احکامِ الٰہی کی تبدیلی کی دو صورتیں ہیں تلبیس یعنی احکام میں خلط ملط کرنا اور دوسرے اخفاء و کتمان یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور دوسرے اوصافِ مذکورہ تورات میں تلبیس اور کتمان دونوں سے جان بوجھ کر کام لیتے تھے۔

وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِينَ ﴿۴۳﴾

وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ امر جمع مذکر (اقام یقیم اقامۃ) کسی چیز کے مکمل اور درست طور پر بجالانے کو اقامت کہتے ہیں۔

اَلْاِقَامَةُ هِيَ الْاِتْيَانُ بِالشَّيْءِ مُقَوَّمًا كَامِلًا (المنار)

حضورِ قلب اور خضوع و خشوع کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہونے اور ذکر و ثنا میں کامل اخلاص سے کام لینے کا نام 'اقامت صلوٰۃ' ہے۔

وَآتُوا الزَّكٰوةَ، امر جمع مذکر (اتی یاتی ایتاء) زکوٰۃ 'زکا' سے مشتق ہے نمو اور بڑھنے کے معنی میں آتا ہے اسی سے تزکیہ ہے۔

وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِينَ امر جمع مذکر (رکع یرکع رکوعا) رکوع کے معنی جھکنے کے ہیں۔ ارکانِ نماز میں سے ایک رکن ہے۔ دعوتِ ایمان کے بعد عملی طور پر ارکانِ اسلام پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا ہے کہ محض زبانی دعویٰ بغیر عمل کے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ نماز جماعت میں شریک رہو۔

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتٰبَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۴۴﴾

أَ	تَأْمُرُونَ	النَّاسَ	بِ	الْبِرِّ
کیا	حکم دیتے ہو	لوگوں کو	ساتھ	نیکی۔ بھلائی
وَ	تَنْسَوْنَ	أَنْفُسَ	كُمْ	وَ أَنْتُمْ
اور	بھول جاتے ہو	(واحد نفس، جانوں	اپنی (کو)	اور تم

Scanned with CamScanner

تَتْلُوْنَ	الْكِتٰبَ	اَ ف	لَا	تَعْقِلُوْنَ
پڑھتے ہو	کتاب (کتاب مقدس)	کیا پس	نہیں	تم عقل سے کام لیتے

"کیا تم دوسرے لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے کو بھول جاتے ہو۔ درآنحالیکہ تم کتاب (الٰہی) پڑھتے رہتے ہو سو کیا تم عقل سے کام (ہی) نہیں لیتے؟" ۴۴

تشریحات لغوی و تفسیری مطالب

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ ۔ اَ کلمۂ استفہام تَاْمُرُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (اَمَرَ یَاْمُرُ اَمْرًا) ۔ اَلْبِرّ کے معنی ایفائے عہد اور ادائے حقوق کے ہیں۔ اَلْبِرّ کا لفظ تمام قسم کی نیکیوں کو شامل ہے اور ظلم اس کی ضد ہے۔ اس کے معنوں میں بہت وسعت ہے۔

اَلْبِرُّ اَیْ التَّوَسُّعُ فِی الْخَیْرِ الْکَامِلِ (راغب)

ھو اسم جامع لاعمال الخیر (کبیر) بر اعمالِ خیر کے لئے ایک جامع اسم ہے

وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ مضارع جمع مذکر مخاطب (نَسِیَ یَنْسٰی نِسْیَانًا) کسی چیز کے ضبط کو ترک کرنا جس کی اسے ودیعت کی گئی ہو۔

اَنْفُس نفس کی جمع ہے۔ كُمْ ضمیر جمع مخاطب

وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۔ تَتْلُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب من التلاوۃ (تَلٰی یَتْلُوْ تِلَاوَۃً) اس کے معنی ہیں پوری پوری پیروی کرنا یعنی اصل کی پیروی کرنا۔ تلاوت کا لفظ آسمانی کتب سے مخصوص ہے اور اس سے یہ ظاہر ہے کہ تلاوت کی اصل غرض ان کی پیروی کرنا اور مفہوم کو سمجھنا ہے۔

اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ جملہ اسمیہ حال ہے۔

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ جملہ استفہامیہ ہے تَعْقِلُوْنَ جمع مذکر مخاطب (عَقَلَ یَعْقِلُ عَقْلًا) عقل کے اصل معنی روکنے اور پکڑ لینے کے ہیں۔ اسی سے عقال اونٹ کی گھٹنا باندھنے کی رسی بھی ہے۔ قبول علم اور عملی قوت کا نام عقل ہے۔ بنی اسرائیل سے خطاب ہے کہ کیا تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔

قَالُوْا هُوَ صَادِقٌ وَاَمْرُهٗ حَقٌّ فَاتَّبِعُوْهُ (کبیر)

نَزَلَتْ فِیْ اَحْبَارِ الْمَدِیْنَةِ کَانُوْا یَاْمُرُوْنَ سِرًّا مَنْ نَصَحُوْهُ بِاتِّبَاعِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (روح)

وہ خفیہ طور پر اتباعِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ دیتے تھے۔ ضمیر و دیانت کے لحاظ سے تو ان کا یہ مشورہ تھا لیکن اپنے عمل کے وقت ہوائے نفس کی وجہ سے اس سے رک جاتے تھے وہ اسکا اتباع لالچ اور تحائف کے حصول کی وجہ سے نہیں کرتے تھے۔

وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۚ وَاِنَّهَا لَكَبِیْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِیْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾

وَ	اسْتَعِیْنُوْا	بِ	الصَّبْرِ	وَ الصَّلٰوةِ
اور	مدد طلب کرو	ساتھ	صبر	اور نماز

Scanned with CamScanner

و	اِنَّ	هَا	لَ	كَبِيْرَةٌ
اور	بے شک	وہ (صلوٰۃ)	البتہ	دشوار ہے
اِلَّا	عَلَى	الْخَاشِعِيْنَ	اَلَّذِيْنَ	يَظُنُّوْنَ
مگر	اوپر	خشوع سے کام لینے والوں	جو کہ	خیال کرتے ہیں
اَنَّ	هُمْ	مُّلٰقُوْا	رَبِّ	هِمْ
بے شک	وہ	ملاقات کرنیوالے ہیں	رب	اپنے سے
وَ	اَنَّ هُمْ	اِلٰى	هِ	رَاجِعُوْنَ
اور	بیشک وہ	طرف	اس کے	رجوع کرنے والے

"اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور وہ بیشک گراں ہے مگر خشوع رکھنے والوں پر (نہیں[۴۵]) جنہیں اس کا خیال رہتا ہے کہ انہیں اپنے پروردگار سے ملنا (بھی) ہے اور اس کا کہ انہیں اسکی طرف واپس ہونا ہے۔"[۴۶]

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ـــ اسْتَعِيْنُوْا امر جمع مذکر (استعان یستعین استعانۃ) باب استفعال۔ مدد طلب کرنا۔

الصَّبْرُ تنگی اور دشواری میں اپنے آپ کو روک رکھنے کا نام صبر ہے ـــ الصَّلٰوةُ صلوٰۃ کے معنی دعا مانگنے اور رحمت طلب کرنے کے ہیں اصطلاح میں عبادتِ مخصوصہ بارکانِ مخصوصہ کو صلوٰۃ کہتے ہیں۔

وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝ ـــ اِنَّهَا کی ضمیر کا

مرجع الصَّلٰوةِ ہے۔

كَبِيْرَةٌ۔ لام تاکید کے لئے ہے۔ كَبِيْرَةٌ کے معنی ثقیلہ اور شاقہ کے ہیں یعنی طبیعت پر گراں اور بھاری ہے۔

اِلَّا کلمۂ استثناء۔

خَاشِعِيْنَ، واحد خَاشِعٌ اسم فاعل من خَشَعَ يَخْشَعُ خَشْعًا وَخُشُوْعًا خشوع عاجزی اور فروتنی کو کہتے ہیں آواز کی پستی اور نگاہ کے نیچے رکھنے کے لئے بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے ـــ قَالَ الزَّجَّاجُ اَلْخَاشِعُ الَّذِيْ يُرٰى اَثَرُ الذُّلِّ وَالْخُشُوْعِ علیہ ـــ قرآن نے استعانت کا عظیم ترین اصول الصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ کو قرار دیا ہے۔ صبر اصولِ حقہ پر مضبوطی سے قائم رہے کہ کوئی طاقت اس کے ارادہ میں جنبش نہ پیدا کر سکے اور الصَّلٰوةُ کلی طور پر اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دینے کا نام ہے کہ ہر لمحہ اور ہر وقت اسی کی طرف دھیان رہے اور کوئی وقت اس کی یاد سے غفلت میں نہ گزرے۔ دین و دنیا کی کامیابی کے یہی دو بڑے اصول ہیں

اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اس آیتِ کریمہ سے خَاشِعِيْنَ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ لوگ ہیں جنہیں اس بات کا یقین ہے کہ انہیں اپنے پروردگار کے پاس جانا ہے۔

اَلَّذِيْنَ واحد اَلَّذِيْ موصول ـــ يَظُنُّوْنَ مضارع جمع مذکر غائب ظَنَّ يَظُنُّ ظَنًّا) ظن لغت میں شک اور یقین دونوں معنوں کے لئے آتا ہے۔ اَلْعَرَبُ تُسَمِّي الْيَقِيْنَ ظَنًّا وَالشَّكَّ ظَنًّا (ابن جریر) یہاں اکثر ائمہ تفسیر نے

Scanned with CamScanner

ظنّ کو یقین ہی کے معنی میں لیا ہے ۔ اَلظَّنُّ ھُنَا بِمَعْنَی الْیَقِیْنُ لَا الشَّکُّ وَ ھُوَ مِنَ الْاَضْدَاد.

اَنَّھُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّھِمْ ۔ اَنَّ کلمۂ تحقیق کلام ۔ ھُمْ ضمیر جمع غائب مُلٰقُوْا اس کا مادہ ہے لقاء کسی چیز کے پالینے اور سامنے آجانے دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے (لَقِیَ یَلْقٰی لِقَاءً).

وَاَنَّھُمْ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (رَجَعَ یَرْجِعُ رَجْعًا) اسم فاعل جمع مذکر ۔ موت کے بعد سب کو اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹ کر جانا ہے. عبادات میں خشوع سے کام لینے والوں کو اس امر کا یقین ہوتا ہے کہ ہماری واپسی مالکِ حقیقی کے پاس ضروری ہے جہاں ہمیں ہمارے اعمال کا پورا پورا اجر دیا جائے گا ۔ یہ یقین ان کے لئے شدائد پر صبر اور الصلوٰۃ کو آسان بنا دیتا ہے.

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْـًٔا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْھَا شَفَاعَۃٌ وَّلَا یُؤْخَذُ مِنْھَا عَدْلٌ وَّلَا ھُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾

یَا	بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ	اُذْکُرُوْا	نِعْمَتِ	یَ	الَّتِیْ
اے	بنی اسرائیل	تم یاد کرو	نعمت	میری	جو

اَنْعَمْتُ	عَلَیْکُمْ	وَ	اِنِّیْ	فَضَّلْتُکُمْ
میں نے انعام کی	اوپر تمہارے	اور	بے شک میں نے	فضیلت دی تم کو
عَلَی	الْعٰلَمِیْنَ	وَ	اتَّقُوْا	یَوْمًا
اوپر	تمام عالم کے	اور	ڈرتے رہو	(اس) دن
لَا	تَجْزِیْ	نَفْسٌ	عَنْ	نَّفْسٍ
نہ	جزا بن سکے	کوئی نفس	(سے)	کسی نفس سے
شَیْـًٔا	وَّ لَا	یُقْبَلُ	مِنْ ھَا	شَفَاعَۃٌ
کسی چیز کا کچھ بھی	اور نہ	قبول کی جائے گی	(سے) اس (نفس) سے	سفارش
وَ لَا	یُؤْخَذُ	مِنْ ھَا	عَدْلٌ	وَ
اور نہ	لیا جائے	(سے) اس سے	بدلہ	اور
	لَا	ھُمْ	یُنْصَرُوْنَ	
	نہ	وہ	مدد دیئے جائیں گے	

"اے بنی اسرائیل میرا وہ انعام یاد کرو جو میں نے تم پر کیا اور تمہیں دنیا جہان والوں پر فضیلت دی ۴۷ اور اس دن سے ڈرتے رہو جب نہ کوئی کسی کے حق میں بدلہ بن سکے گا اور نہ کسی کے حق میں سفارش قبول ہوگی اور نہ کسی سے معاوضہ قبول کیا جائے گا اور نہ انہیں مدد ہی پہنچ سکے گی۔" ۴۸

تشریحات لغوی و تفسیری مطالب

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَنِّیْ

Scanned with CamScanner

فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ یا حرفِ ندا۔ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بترکیب اضافی منادیٰ ۔ اُذْكُرُوْا۔ امر جمع مذکر (ذَكَرَ يَذْكُرُ ذِكْرًا) یاد کرنا دھیان میں رکھنا اَنْعَمْتَ ماضی واحد متکلم (مِن اَنْعَمَ يُنْعِمُ اِنْعَامًا، باب افعال) اَنِّيْ۔ اَنَّ یائے متکلم اس میں تاکید ہے کہ صرف میری ذات نے تمہیں یہ نعمتیں عطا کی ہیں فَضَّلْتُكُمْ ماضی واحد متکلم (فَضَّلَ يُفَضِّلُ تفصیل) باب تفعیل فضیلت عطا کرنا برتری بخشنا۔ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ دنیا والوں پر رسول مبعوث کرنے اور انزال کتب کی وجہ سے تمہیں اپنے اہلِ زمانہ پر فضیلت عطا کی۔

بنی اسرائیل کو دوبارہ مخاطب ٹھہرا کر اللہ تعالیٰ اپنے انعامات یاد دلاتے ہیں۔ بنی اسرائیل کا خصوصیت سے ذکر اس بنا پر کیا گیا کہ صرف یہی ایک ایسی قوم تھی جو عقیدہ توحید پر قائم رہنے والی اور انبیاء پر ایمان لانے والی تھی اس کے بالمقابل دنیا کی دوسری اقوام شرک، بت پرستی اور گمراہی میں مبتلا تھیں پہلے خطاب میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی اور اب اس دوسرے خطاب میں انہیں وہ نعمتیں یاد دلائی جارہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی تھیں ان میں سے سب سے بڑی نعمت یہ تھی کہ ان میں مسلسل انبیاء بھیجے گئے۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا ۔ اتَّقُوْا ڈرو۔ امر جمع مذکر مِن اِتَّقٰى يَتَّقِيْ اِتِّقَاءً، باب افتعال) ۔ وَاتَّقُوْا يَوْمًا۔ اَیْ اِحْذَرُوْا یومًا عظیمًا یعنی قیامت کے دن سے ڈرو۔

لَا تَجْزِيْ مضارع منفی بلا واحد مؤنث غائب (جَزٰى يَجْزِيْ جَزَاءً) جزاء کے اصل معنی کافی ہونا یا ادا کرنا ہیں یعنی اس دن کوئی نفس کسی دوسرے

نفس کے کام نہ آسکے گا۔

شَيْـًٔا، اسم نکرہ، اس سے مراد کچھ بھی ذرہ بھر بھی۔

وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ مضارع مجہول (قَبِلَ يَقْبَلُ قَبُوْلًا) ۔ مِنْهَا اَیْ مِنْ نَفْسٍ ۔ شَفَاعَةٌ شفع کے معنی جفت کے ہیں یعنی کسی چیز کا کسی چیز سے ملانا اسی سے شفاعت ہے یعنی کسی کی درخواست کے ساتھ اپنی تائید یا سفارش ملا کر اس کی تائید کرنا۔ قرآن مجید میں بہت سی آیات ہیں جو مطلقاً شفاعت کی نفی کرتی ہیں۔

لَا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ (البقرة: ۲۵۴)

"نہ تجارت کام آئے گی اور نہ دوستی اور نہ سفارش"

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ (المدثر: ۴۸)

سو ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش (کوئی) نفع نہ دیگی"۔

البتہ مستثنیٰ صورت میں شفاعت کی اجازت ہوگی کما قال اللہ تعالیٰ:

اِلَّا بِاِذْنِهٖ (البقرة: ۲۵۵)

"مگر اس کی اجازت کے بغیر"

شفاعت کی کیا صورت ہوگی یہ امر متشابہات میں سے ہے۔ شفاعت پر مجمل طور پر ایمان ضروری ہے اس کی تفصیلی صورت کا علم اللہ ہی کو ہے۔

وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ اَیْ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا فِدَاءٌ اَوْ بَدَلٌ ان سے فدیہ اور بدلہ نہیں لیا جائے گا۔

لَا يُؤْخَذُ مضارع مجہول فعل نہی (اَخَذَ يَاْخُذُ اَخْذًا) عدل کے معنی عوض اور بدلہ فدیہ اور مساوات کے ہیں۔

Scanned with CamScanner

وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٤٨﴾ مضارع مجہول جمع مذکر غائب (نَصَرَ يَنْصُرُ نَصْرًا) ۔ انہیں اللہ کے عذاب سے کوئی طاقت نہ تو بچا سکے گی اور نہ ہی کہیں سے انہیں مدد حاصل ہو سکے گی۔ قاضی بیضاوی کہتے ہیں کہ یہ آیت ہر لحاظ سے عذاب کو دُور کرنے کی کلی طور پر نفی کرتی ہے۔ تین منفی جملوں میں اس کی نفی کی گئی:

۱۔ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ

"اور نہ کوئی شفاعت قبول ہوگی۔"

۲۔ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ

اور نہ ہی بدلہ اور معاوضہ لیا جائے۔"

۳۔ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ

"اور نہ ہی وہ کہیں سے نصرت اور مدد حاصل کر سکیں گے۔"

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿٤٩﴾ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿٥٠﴾

وَ	اِذْ	نَجَّيْنَا	كُمْ	مِنْ
اور	جب	نجات دی	تم کو	سے

اٰلِ	فِرْعَوْنَ	يَسُوْمُوْنَ	كُمْ	سُوْٓءَ
پیروکار	فرعون سے	وہ پہنچاتے تھے	تم کو	بُرا۔ ناپسندیدہ
الْعَذَابِ	يُذَبِّحُوْنَ	اَبْنَآءَ	كُمْ	وَ
عذاب	وہ ذبح کرتے تھے	بیٹوں	تمہارے کو	اور
يَسْتَحْيُوْنَ	نِسَآءَ	كُمْ	وَ	فِيْ
زندہ رکھتے تھے	عورتوں	تمہاری	اور	(میں)
ذٰلِكُمْ	بَلَآءٌ	مِنْ	رَبِّ	كُمْ
اس میں	آزمائش تھی	(سے)	ربّ	تمہارے سے
عَظِيْمٌ	وَ	اِذْ	فَرَقْنَا	بِكُمُ
بڑی	اور	جب	ہم نے جدا کیا پھاڑ	تمہارے لئے
الْبَحْرَ	فَ	اَنْجَيْنَا	كُمْ	وَ
بحر۔ سمندر	پس	نجات دی ہم نے	تم کو	اور
اَغْرَقْنَا	اٰلَ	فِرْعَوْنَ	وَ اَنْتُمْ	تَنْظُرُوْنَ
ہم نے غرق کیا	قوم۔ پیروکار	فرعون	اور تم	دیکھ رہے تھے

"اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تمہیں فرعون والوں سے نجات دی تھی جو تمہارے اوپر بڑا عذاب توڑ رہے تھے۔ تمہارے لڑکوں کو قتل کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری بڑی آزمائش تھی ۴۹ اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تمہارے لئے سمندر کو پھاڑ دیا تھا پھر ہم نے تمہیں نجات دے دی

Scanned with CamScanner

اور فرعون والوں کو غرق کر دیا درآنحالیکہ تم دیکھ رہے تھے"۔

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ

وَاِذْ فِیْ مَوْضِعِ نَصْبٍ مِنْ اُذْكُرُوْا نِعْمَتِیْ۔

نَجَّيْنٰكُمْ، ماضی جمع متکلم باب تفعیل۔ 'نجات' کا مادہ 'نجو' ہے اور اس کے معنی بلند زمین کے ہیں۔ 'نجات' کے معنی الارتفاع من الھلاک (راغب) ہلاکت سے رفعت کو نجات کہتے ہیں۔

آل اھل کی بدلی ہوئی صورت ہے 'آل' اور 'اھل' میں فرق یہ ہے کہ 'آل' صرف معرفہ کی طرف منسوب ہوتا ہے اور 'اہل' عام ہے۔ معرفہ اور نکرہ دونوں کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں 'آل' صرف خصوصیت اور اہمیت رکھنے والوں کے لئے آتا ہے خواہ وہ خصوصیت قریبی قرابت کے لحاظ سے ہو یا دین و ایمان کے لحاظ سے ہو۔

اَھْلُ الرَّجُلِ عِیَالُہٗ وَاَتْبَاعُہٗ وَاَوْلِیَاءُہٗ (تاج)

"کسی آدمی کے گھر والوں اور اس کے اتباع کو اہل کہا جاتا ہے"۔

لَا یُسْتَعْمَلُ الْاٰلُ اِلَّا فِیْمَنْ لَہٗ شَرَفٌ غَالِبًا (تاج)

فِرْعَوْنَ، قدیم شاہانِ مصر کا لقب ہے وہ خاص فرعون جس کا یہاں ذکر ہے رعمیس ثانی تھا۔

يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۔ يَسُوْمُوْنَ مضارع جمع مذکر (سَامَ يَسُوْمُ سَامَ سَوْمًا) سوم کے اصل معنی کسی چیز کی طلب میں نکلنا ہے

پھر مطلقاً طلب پر اس کا اطلاق کیا جانے لگا۔ سَامَہٗ ایک سخت کام اس پر ڈال دیا۔ اَیْ یُذِیْقُوْنَکُمْ اَشَدَّ الْعَذَابِ۔

يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۔ يُذَبِّحُوْنَ مضارع جمع مذکر (ذَبَحَ يَذْبَحُ تذبیح باب تفعیل ذبح کے معنی کسی جاندار کا حلق کاٹنا پھر مطلقاً ہلاکت کے لئے مستعمل ہونے لگا۔

اَبْنَآءَكُمْ، ابن کی جمع ہے ۔ وَيَسْتَحْيُوْنَ مضارع جمع مذکر (اِسْتَحْیٰ یَسْتَحْیِیْ اِسْتِحْیَاءً) زندہ رکھنا ۔ اَیْ یَسْتَبْقُوْنَ الْاِنَاثَ عَلٰی قَیْدِ الْحَیَاتِ لِلْخِدْمَۃِ۔

وَفِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ ۔ بلاء بلی الثوب اَیْ خَلَقَ کپڑے کے بوسیدہ ہو جانے کو کہتے ہیں۔ آزمائش اور تکلیف کو بھی 'بلاء' کہتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ بھی جسم کو گھلا دیتی ہے۔ بچوں کا قتل اور عورتوں کا زندہ رکھنا بنی اسرائیل کے لئے ایک سخت ابتلا تھا۔

بنی اسرائیل میں سب سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام مصر آئے اور بعد میں ان کا پورا خاندان وہاں منتقل ہو گیا۔ چار سو سال کی مدت میں بنی اسرائیل مصر پر چھا گئے۔ آلِ فرعون کو ان کے غلبہ سے خدشہ پیدا ہوا کہ کہیں یہ لوگ پورے ملک پر قابض نہ جائیں۔ بنی اسرائیل کے غلبہ کے خاتمہ اور ان کی تذلیل کے لئے فرعون نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ان کی نرینہ اولاد کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالا جائے اور بچیوں کو زندہ رہنے دیا جائے تاکہ آگے چل کر ان سے خدمت کاری کا کام لیا جا سکے۔ بنی اسرائیل کے لئے یہ سخت ترین عذاب تھا۔

Scanned with CamScanner

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ — وَاِذْ — جب۔ جس وقت ظرف زمان بمعنی واذکر یا

فرقنا بکم — فرق اور فلق کے تقریباً ایک ہی معنی ہیں۔ فرق کے معنی الگ ہو جانا اور فلق کے معنی پھٹ جانے کے ہیں۔

بِكُمْ اَیْ فَرَقْنَا بِسَبَبِكُمْ وَبِسَبَبِ اِنْجَائِكُمْ (کشاف) یعنی تمہاری وجہ سے اور محض تمہیں نجات بخشنے کے لئے۔

اَلْبَحْرَ اس وسیع جگہ کو کہتے ہیں جہاں بہت سا پانی جمع ہو یہ لفظ بڑے دریا اور سمندر دونوں کے لئے مستعمل ہے پھر وسعت کے معنی میں بولا جانے لگا جیسے بَحَّرَ فِی الْعِلْمِ یہاں اَلْبَحْرَ سے مراد دریائے نیل نہیں بحر قلزم یا بحر احمر مراد ہے۔ اسرائیل کا راستہ شام کے لئے مشرق کی طرف تھا۔ دریائے نیل جانب مغرب ہے اس راستہ سے اس کا دور کا بھی تعلق نہیں۔ مصر سے شام کی راہ کے قریب بحر قلزم ہی ہے اسی کے شمالی تنگ سرے کے قریب سے بنی اسرائیل نے بحر قلزم کو عبور کیا اور جزیرہ نمائے سینا میں قدم رکھا — حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کو لے کر رات کے اندھیرے میں نکل پڑے۔ ادھر فرعون کو جب اس بات کا پتہ چلا تو تیزی سے ان کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ سخت پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔ سامنے بحر قلزم، پیچھے فرعون اور اس کا لشکر دائیں بائیں پہاڑیاں لیکن موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بلا توقف قلزم میں داخل ہونے کا حکم دیا سمندر کا پانی سمٹ کر دونوں طرف پہاڑ جیسی دیواروں کی طرح کھڑا ہو گیا اور درمیان میں راستہ پیدا ہو گیا۔ قال اللہ تعالیٰ

فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۔ (الشعراء: ۶۳)

چنانچہ وہ دریا پھٹ گیا اور ہر حصہ اتنا بڑا تھا جیسے بڑی پہاڑی۔

موسیٰؑ اور ان کی قوم عبور کر گئی۔ فرعونی بھی بے تحاشا ان کے تعاقب میں سمندر میں داخل ہو گئے لیکن پانی کی کھڑی دیواریں فوراً آپس میں مل گئیں اور فرعون اور اس کا لشکر دیکھتے ہی دیکھتے بحر قلزم میں غرق ہو گیا۔ جدید تحقیق کے مطابق یہ واقعہ ۱۴۴۷ ق م میں پیش آیا۔

وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (نَظَرَ يَنْظُرُ نظراً) یعنی یہ سب کچھ تمہارے سامنے ہوا اور تم دیکھ رہے تھے۔

ذٰلِكَ بِاَعْيُنِكُمْ یہ تمہاری آنکھوں کے سامنے کا واقعہ ہے۔ توریت میں ہے کہ اسرائیلیوں نے مصریوں کی لاشیں دریا کے کنارہ پر دیکھیں۔

وَاِذْ وَعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

وَ	اِذْ	وَعَدْنَا	مُوْسٰى	اَرْبَعِيْنَ	لَيْلَةً
اور	جب	ہم نے وعدہ کیا	موسیٰ	چالیس	راتیں
ثُمَّ	اتَّخَذْتُمُ	الْعِجْلَ	مِنْ	بَعْدِ	هٖ
پھر	تم نے بنا لیا	بچھڑا	(سے)	پیچھے	اسکے

Scanned with CamScanner

وَ اَنْتُمْ	ظَالِمُوْنَ	ثُمَّ	عَفَوْنَا	عَنْ كُمْ
اور تم	ظالم اور غلط کار تھے	پھر	ہم نے معاف کیا	(سے) تم سے
مِنْ بَعْدِ	ذٰلِكَ	لَعَلَّ	كُمْ	تَشْكُرُوْنَ
سے بعد پیچھے	اسکے	شاید۔ تاکہ	تم	شکر گزار بن جاؤ

"اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے موسیٰؑ سے چالیس راتوں کا وعدہ کرلیا تھا پھر تم نے ان کے پیچھے گوسالہ کو اختیار کرلیا اور تم (سخت) ظالم تھے ۵۱ پھر ہم نے تم کو اس کے بعد بھی معاف کردیا کہ شاید تم شکر گزار بن جاؤ۔" ۵۲

تشریحاتِ لغوی وتفسیری مطالب

وَاِذْ۔ وَاذْكُرُوْا۔ اِذْ۔ وَعَدْنَا اس کا مادہ وعد ہے وَعَدْنَا باب مفاعلہ سے فعل ماضی جمع متکلم ہے۔

مُوْسٰى عبرانی نام ہے جو "موء" بمعنی "ماء" اور "سی" بمعنی "شجر" سے مرکب ہے۔ تحقیقِ جدید کے مطابق یہ لفظ مصری زبان کا ہے جس کے معنی "بچہ" یا "بیٹا" کے ہیں ـــ پیدائش کے بعد آپ کو لکڑی کے صندوق میں بند کرکے پانی میں ڈال دیا گیا تھا اسی لئے موسیٰؑ نام ہوگیا۔

آپکے والد کا نام عمران ہے اور آپ کی بہن کا نام مریم ہے جو عمر میں آپ سے بڑی تھی ـــ ہارونؑ آپ کے بھائی ہیں آپؑ سے تین سال بڑے تھے۔ ساڑھے تیرہ سو سال قبل مسیح فرعونِ مصر عمیس ثانی کا عہدِ حکومت تھا۔

اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً چالیس راتیں غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق تک

کے وقت کو لیل کہا جاتا ہے اس سے ذوالقعدہ کا پورا مہینہ اور ذی الحجہ کا پہلا عشرہ مراد ہے ـــ قِيْلَ اِنَّهَا ذُوالْقَعْدَةِ بِكَمَالِهٖ وَعِشْرِيْنَ مِنْ ذِى الْحِجَّةِ (ابن کثیر)

صوفیا کے ہاں چلہ کی میعاد متعارف کی اصل یہی ہے۔

مصر سے آنے کے بعد کتاب مقدس عطا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو طور پر بلایا۔

ثُمَّ للتراخی تاخیر کے لئے اتَّخَذْتُمُ (اتَّخَذَ يَتَّخِذُ اتخاذ) پکڑنا۔ ٹھہرانا۔ بنانا (ماضی جمع مذکر مخاطب)۔

الْعِجْلَ بچھڑا۔ گائے کا بچہ۔ مصر میں اس زمانہ میں گائے کی پرستش ہوتی تھی۔ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری میں مصریوں کی دیکھا دیکھی گوسالہ کی مورتی بنا کر اس کی پرستش شروع کردی۔

مِنْ بَعْدِهٖ اَىْ مِنْ بَعْدِ الذِّهَابِ مُوْسٰى۔ موسیٰ علیہ السلام کے جانے کے بعد۔

وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ درآنحالیکہ تم ظالم تھے ـــ شرک کو ظلمِ عظیم قرار دیا گیا۔ ان کی گاؤ پرستی صریح شرک تھا اسی لئے انہیں ظالم قرار دیا گیا۔ آیت کے معنی یہ ہیں کہ بچھڑے کو معبود بنا کر تم نے ظلم سے کام لیا۔

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ، ثُمَّ حرفِ عطف تاخیر پر دلالت کرتا ہے۔

عَفَوْنَا ماضی جمع متکلم (عَفٰى يَعْفُوْ عَفْوًا) عفو کے اصل معنی کسی چیز کے لینے کا قصد کرنا گویا یہ لفظ دو متضاد معنوں مٹانے اور بڑھانے کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ عَفَوْتُ عَنْهُ کے معنی ہیں میں نے اس کے گناہ کو معاف کردیا۔ "اِعْفَاءُ اللِّحٰى" کے معنی ہیں داڑھی کے بالوں کو چھوڑ دیا جائے۔ کاٹا نہ جائے۔

Scanned with CamScanner

مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ، مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ الظُّلْمُ وَالشِّرْكُ اس ظلم وشرک صریح کے بعد.

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ مضارع جمع مذکر مخاطب (شَكَرَ يَشْكُرُ شُكْرًا) شکر اظہار نعمت کیلئے اور اس کے مقابل کفرانِ نعمت لایا جاتا ہے.

لَعَلَّكُمْ ، لَعَلَّ حرف مشبہ بفعل - كُمْ ضمیر مخاطب اس کا اسم ہے تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ.

وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

وَ	اِذْ	اٰتَيْنَا	مُوْسَى	الْكِتٰبَ	وَ
اور	جب	ہم نے دی	موسیٰ کو	کتاب	اور
الْفُرْقَانَ	لَعَلَّ	كُمْ	تَهْتَدُوْنَ	وَ	اِذْ
حق و باطل میں فرق کرنیوالی	تاکہ	تم	ہدایت پالو، راہ پالو	اور	جب
قَالَ	مُوْسٰى	لِ	قَوْمِ ہٖ	يَا قَوْمِ	
کہا	موسیٰ نے	واسطے	قوم اپنی کے	اے قوم	

اِنَّ	كُمْ	ظَلَمْتُمْ	اَنْفُسَ	كُمْ
بے شک	(تم)	ظلم کیا تم نے	جانور (نفس واحد)	اپنی
بِ اِتِّخَاذِ	كُمُ	الْعِجْلَ	فَ	تُوْبُوْا
ساتھ بنا لینے	تمہارے	بچھڑا	پس	توبہ کرو
اِلٰى	بَارِئِ	كُمْ	فَ	اقْتُلُوْا
طرف	خالق۔ بنانے والے	اپنے	پس	قتل کرو
اَنْفُسِ	كُمْ	ذٰلِكُمْ	خَيْرٌ	لَ كُمْ
نفسوں	اپنے کو	یہ (بات)	بہتر اچھی	واسطے تمہارے
عِنْدَ	بَارِئِ	كُمْ	فَ	تَابَ
نزدیک	بنانے والے خالق	تمہارے کے	پس	رجوع کیا توبہ قبول کی
عَلٰى كُمْ	اِنَّ هٗ	هُوَ	التَّوَّابُ	الرَّحِيْمُ
اوپر تمہارے	بیشک وہ	وہی تو	بڑا توبہ قبول کرنیوالا	مہربان

"اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے موسیٰؑ کو کتاب اور فرقان دیئے تاکہ راہ یاب ہو جاؤ۔ ۵۳ اور (وہ وقت یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم، یقیناً تم لوگوں نے اپنے اوپر (بڑا) ظلم کیا اپنی گوسالہ گیری سے سو اب اپنے اللہ سے توبہ کرو پھر اپنے اشخاص کو قتل کرو یہی بہتر ہے تمہارے حق میں تمہارے اللہ کے نزدیک پھر اس نے تمہاری توبہ قبول کرلی۔ بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔" ۵۴

Scanned with CamScanner

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

اِذْ بمعنی اذکروا۔ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ ۔ اٰتَیْنَا ماضی جمع متکلم (اَتٰی یَاْتِیْ اِتْیَانًا) ۔ الکتٰب المراد بہ التوراۃ ۔ الفرقان حق و باطل میں فرق و امتیاز کرنے والی چیز کو کہتے ہیں۔

کُلُّ مَا فَرَّقَ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ فَھُوَ فُرْقَانٌ (لسان)

قرآن مجید کو الفرقان کہا گیا ہے اسلئے کہ وہ حق و باطل کے درمیان فرق کرتا ہے۔ قرآن مجید کے علاوہ تورات و انجیل بھی الہامی کتب ہونے کی وجہ سے الفرقان ہیں

تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ مفسرین کی رائے ہے کہ یہاں الْکِتٰبَ اور اَلْفُرْقَانَ کے درمیان عطف تفسیری ہے یعنی

اَلْجَامِعُ بَیْنَ کَوْنِہٖ کِتَابًا مُنَزَّلًا وَالْفُرْقَانِ یَفْرِقُ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ یَعْنِی التَّوْرَاۃَ (کشاف)

حضرت ابن عباسؓ اور بہت سے تابعین کی رائے ہے کہ الفرقان سے یہاں تورات اپنے واضح احکام کے ساتھ مراد ہے۔

لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ۔ لَعَلَّکُمْ مشبہ بالفعل تاکہ تم تَھْتَدُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (اِھْتَدٰی یَھْتَدِیْ اِھْتِدَاءً) باب افتعال۔ تاکہ تم ہدایت پاسکو یعنی اس شرکِ عظیم کے بعد اللہ کی طرف سے معافی اور کتاب مقدس کا عطا کرنا تم پر بہت بڑا انعام ہے تاکہ تم ہدایت پالو اور آئندہ کے لئے گمراہی سے بچ سکو اور قرآن مجید جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے اس کی

پہچان بھی کرسکو۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی ۔ وَاذْکُرُوْا اِذْ قَالَ مُوْسٰی اور وہ وقت یاد کرو جب موسیٰ نے کہا۔ قَالَ ماضی واحد مذکر غائب قَالَ اصل میں قَوَلَ تھا پھر قَالَ میں تبدیل ہوگیا (قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا)۔

لِقَوْمِہٖ قوم اسم جمع مرد اور عورت دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے قوم کا مادہ قام یقوم ہے جس کے معنی کھڑے ہونے کے ہیں۔

یٰقَوْمِ یا حرف ندا قوم منادیٰ۔ اے میری قوم۔

اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ ظَلَمْتُمْ (ظَلَمَ یَظْلِمُ ظُلْمًا) جمع مذکر مخاطب اَنْفُس جمع نفس کی ۔ ای ظلمتم انفسکم بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ الھا یعنی گوسالہ کو معبود بنا لینے سے تم نے شرک جیسے ظلم عظیم سے کام لیا ہے۔

فَتُوْبُوْٓا اِلٰی بَارِئِکُمْ ۔ فَتُوبُوا میں فا سببیہ ہے وَالْفَاءُ لِلسَّبَبِ لِاَنَّ الظُّلْمَ مُسَبَّبُ التَّوْبَۃِ ۔ تُوْبُوْا (تَابَ یَتُوْبُ تَوْبَۃً) امر جمع مذکر توبہ کرنا۔ رجوع کرنا بَارِئِکُمْ اسم فاعل۔ اس کا مادہ بریٔ بمعنی خلق کے ہیں ایسی تخلیق جس کی پہلے مثال نہ ہو۔ البَارِئُ اور الخالق میں یہ فرق ہے کہ خلق عام اور بریٔ خاص ہے یعنی جوہر اور روح کا پیدا کرنے والا۔

فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ امر جمع مذکر (قَتَلَ یَقْتُلُ قَتْلًا) اپنی جانوں کو قتل کرو

وَالْمُتَبَادَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۔ اَلْقَتْلُ الْمَعْرُوْفُ مِنْ اِزْھَاقِ الرُّوْحِ (روح)

قتل سے مراد قتل معروف یعنی روح کے نکالنے کا نام ہے (والصحیح انہ قتل علی الحقیقۃ ھنا (قرطبی) فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ میں امام راغب نے قتل معروف کے ساتھ اِمَاطَۃُ الشَّھَوَاتِ کو بھی قتل نفس کے معنی میں لیا ہے۔

Scanned with CamScanner

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ۔ ذٰلِكُمْ اَیِ الْقَتْلُ یعنی قتل
خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ۔ اَلْبَارِیْ هُوَ الْخَالِقُ لِلشَّیْءِ وَالْبَرِیَّةُ الْخَلْقُ یعنی کو خالق
کے خالق کو الباری اور البریہ مخلوق کو کہتے ہیں ۔ یعنی یہ قتل نفس تمہارے
کے نزدیک تمہارے لئے بہتر ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ شرک جیسے گناہ عظیم کو
کے لئے تمہارا ایک دوسرے کو بطور پاداش قتل کرنا تمہارے خالق کے نزدیک
تمہارے لئے بہت بہتر ہے یہی عمل تمہیں شرک کے رجس اور گناہ سے پاک کرنے
ہے جس سے تم نے اپنے آپ کو آلودہ کر رکھا ہے

فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۚ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ ۔ تَابَ (تَابَ
يَتُوْبُ تَوْبَةً) ماضی واحد مذکر ۔ توبہ کے معنی رجوع کے ہیں ۔ اَلتَّوْبَةُ النُّهُوْضُ
اَلْاِتْيَانُ بِاَعْمَالٍ تَشُقُّ عَلَى النَّفْسِ ایسے اعمال کا بجالانا جو نفس پر شاق ہو
تاکہ دل میں گناہ کی رغبت نہ رہے تاب علیکم اللہ نے تمہاری توبہ قبول کرلی ۔
اِنَّهٗ ضمیر کا مرجع اللہ ہے ۔ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں ۔
اَیْ اَنَّهٗ هُوَ وَحْدَهٗ الْكَثِيْرُ التَّوْبَةِ عَلٰى عِبَادِهٖ وَالرَّحِيْمُ بِهِمْ یعنی صرف
وہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کے لئے بہت مہربان ہے ۔

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً
فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝

وَ	اِذْ	قُلْتُمْ	يٰمُوْسٰى	لَنْ نُّؤْمِنَ
اور	جب	تم نے کہا تھا	اے موسیٰ	ہرگز یقین نہیں کریں گے

لَكَ	حَتّٰى	نَرَى	اللّٰهَ	جَهْرَةً
واسطے تیرے	یہاں تک	دیکھ لیں ہم	اللہ	علانیہ ۔ کھلم کھلا
فَ	اَخَذَتْ	كُمُ	الصّٰعِقَةُ	وَ
پس	آلیا ۔ پکڑ لیا	تم کو	بجلی کی کڑک	اور

اَنْتُمْ	تَنْظُرُوْنَ
تم	دیکھ رہے تھے

"اور (وہ وقت یاد کرو) جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰ ہم ہرگز نہ باور کریں گے تمہارے (کہنے سے) جب تک کہ ہم اللہ کو دیکھ نہ لیں علانیہ، سو (اس پر) تم کو آلیا کڑک نے اور تم (اس کا آنا) دیکھ رہے تھے۔" ۵۵

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

وَاِذْ ۔ وَاذْكُرُوْا (اور وہ وقت یاد کرو) ۔
قُلْتُمْ ماضی جمع مذکر مخاطب (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) تم سب نے کہا تھا ۔
يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ ، يٰمُوْسٰى ندا اور منادیٰ ۔ لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ فعل
مضارع تاکید نفی بلَنْ صیغہ جمع متکلم ۔ اے موسیٰ ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے ۔
لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ اَیْ لِاَجْلِ قَوْلِكَ (بیضاوی)
حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً ، حَتّٰى کلمہ ناصبہ انتہائے غائت کے لئے آتا ہے
نَرَى فعل مضارع جمع متکلم (رَاٰى يَرٰى رُؤْيَةً) ۔ جَهْرَةً : علانیہ ۔ کھلم کھلا ۔
ان ستر آدمیوں نے جنہیں موسیٰ علیہ السلام نے منتخب کیا تھا کہا کہ جب تک

Scanned with CamScanner

ہم خود اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں محض تمہارے کہنے پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ ان کے اس گستاخانہ مطالبہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب مسلط کیا

فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ ۔ اَخَذَتْ ۔ كُمْ ماضی واحد مؤنث (اَخَذَ يَاْخُذُ اَخْذًا) كُمْ ضمیر مخاطب

الصّٰعِقَة ہولناک آواز الصّاعقة کو رجعة بھی کہا جاتا ہے یعنی زلزلہ زمین کے پھٹنے اور زلزلہ سے پہلے بھی ہولناک آواز آتی ہے اسے بھی صاعقہ کہتے ہیں۔

وَ قَدِ اخْتَلَفَ فِي جَوَازِ رُؤْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاَكْثَرُ الْمُبْتَدِعَةِ عَلٰى اِنْكَارِهَا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَهْلُ السُّنَّةِ وَالسَّلَفُ عَلٰى جَوَازِهَا فِيْهِمَا وَوُقُوْعِهَا فِي الْاٰخِرَةِ (قرطبی)

"رویت باری میں اختلاف ہے اکثر مبتدعہ نے دنیا اور آخرت دونوں میں رویت سے انکار کیا ہے۔ اہل سنّت آخرت میں رویت کے قائل ہیں"

ان کا یہ سوال موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے اور ظہورِ معجزات کے بعد ہوا اسلئے اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کی سزا دی۔

وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ در آں حالیکہ تم دیکھ رہے تھے۔ تَنْظُرُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (نَظَرَ يَنْظُرُ نَظَرًا) امام راغب لکھتے ہیں،

"اَلصَّاعِقَةُ هِيَ الصَّوْتُ الشَّدِيْدُ مِنَ الْجَوِّ ثُمَّ يَكُوْنُ مِنْهُ نَارٌ فَقَطْ اَوْ عَذَابٌ اَوْ مَوْتٌ"

ہولناک امر جس کا انسان معاینہ کرے یا اسے پہنچے یہاں تک کہ اسکے خوف سے وہ ہلاک۔ تباہ ہو جائے یا اس کی عقل جاتی رہے اور اسکے جسم کے بعض حصے ناکارہ ہو جائیں یہ ہولناکی وحشت ناک آواز آگ زلزلہ سخت ڈر کی وجہ سے پیدا ہو سکتی ہے ان سب پر الصاعقہ کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

ثُمَّ	بَعَثْنٰكُمْ	كُمْ	مِّنْۢ بَعْدِ	مَوْتِكُمْ
پھر	جلا اٹھایا	تم کو	(سے) بعد	موت تمہاری کے
لَعَلَّ	كُمْ	تَشْكُرُوْنَ	وَ	ظَلَّلْنَا
شاید کہ	تم	شکر گزار ہو	اور	سایہ کیا ہم نے
عَلَيْ	كُمُ	الْغَمَامَ	وَ اَنْزَلْنَا	عَلَيْ كُمُ	الْمَنَّ
اوپر تمہارے	بادل	اور اتارا ہم نے	اوپر تمہارے	من
وَ السَّلْوٰى	كُلُوْا	مِنْ	طَيِّبٰتِ	مَا
اور سلویٰ	کھاؤ	(سے)	پاک چیزوں سے	جو کہ
رَزَقْنٰ	كُمْ	وَ مَا	ظَلَمُوْنَا	وَ لٰكِنْ
روزی دیا ہم نے	تم کو	اور نہیں	ظلم کیا انہوں نے ہم پر	اور لیکن

Scanned with CamScanner

كَانُوْا	اَنْفُسَ هُمْ	يَظْلِمُوْنَ
تھے	نفس انکے	ظلم کرتے

"پھر ہم نے تم کو جلا اٹھایا تمہارے مرے پیچھے کہ شاید تم شکرگزار بنو ۵۶ اور ہم نے تمہارے اوپر ابر کا سایہ کردیا اور ہم نے تمہارے اوپر مَنّ و سلویٰ اُتارا کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دے رکھی ہیں اور انہوں نے زیادتی ہم پر نہیں کی بلکہ زیادتی اپنی ہی جانوں پر کرتے رہے"۔ ۵۷

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

ثُمَّ لتراخی۔ تاخیر کے لئے

بَعَثْنٰكُمْ اَیْ اَحْیَیْنٰكُمْ پھر تم کو زندہ کیا۔ ماضی جمع متکلم بَعَثَ یَبْعَثُ بَعْثًا اٹھانا۔ زندہ کرنا۔ بھیجنا۔

مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ وَالْمَوْتُ هُنَا ظَاهِرَةٌ مُفَارِقَةُ الرُّوْحِ الْجَسَدَ وَهٰذَا هُوَ الْحَقِيْقَةُ اور موت سے یہاں مراد حقیقی موت یعنی روح کا جسم سے جدا ہو جانا ہے۔ بعض مفسرین نے اس سے حقیقی موت مراد نہیں لی ہے بلکہ بے ہوشی کی قسم موتِ مجازی مراد لی ہے۔

وَقِيْلَ مَعْنَى الْبَعْثِ الْاِفَاقَةُ مِنَ الْغَشْيَةِ وَيُسْتَخْرَجُ عَلٰى قَوْلِ مَنْ قَالَ اِنَّهُمْ صَعِقُوْا وَلَمْ يَمُوْتُوْا (روح)

امام راغب نے موت کے بہت سے معنی لکھے ہیں۔ بے ہوش ہو جانا۔ موت عقلی کا زائل ہونا وغیرہ۔ لسان العرب میں ہے کہ موت کا لفظ استعارۃً اُلٹا ہوا

شاذ پر بھی بولا جاتا ہے۔ قرینِ قیاس یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں موت سے مراد غشی اور مدہوشی کے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ قَالَ كَانَ هٰذَا الْمَوْتُ غِشْيَانًا وَهُمُوْدًا لَا مَوْتًا حَقِيْقَةً (روح) ۔ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ کے الفاظ بھی اسی پر دلالت کرتے ہیں۔

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ ماضی جمع متکلم (ظَلَّ یَظِلُّ ظَلًّا ظُلُوْلًا) ظل سایہ کو کہتے ہیں ۔ الغمام غمامہ کی جمع ہے۔ بادل کو کہتے ہیں۔ اس کی اصل غَمٌّ ہے جسکے معنی ڈھانپنے کے ہیں۔

وَهُوَ اَبْرَدُ مِنْ هٰذَا وَاَطْيَبُ (ابن جریر) سحاب سے زیادہ لطیف اور ٹھنڈی شکل کا نام ہے۔

وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ماضی جمع متکلم (اَنْزَلَ یُنْزِلُ اِنْزَالًا) اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق پر نعمتوں اور عذاب کے انزال سے مراد انہیں یہ چیزیں عطا کرنا ہے (راغب)

الْمَنُّ، اَلْمَنُّ شَيْءٌ فِيْهِ حَلَاوَةٌ يَسْقُطُ عَلَى الشَّجَرِ (راغب)

"مَنّ" اسم جنس ہے یہ ایک شیریں رطوبت تھی جو درختوں پر گرائی جاتی تھی ۔ اَلْاَكْثَرُوْنَ عَلٰى اَنَّ الْمَنَّ هُوَ التَّرَنْجَبِيْنُ (معالم) اکثر کا خیال ہے کہ یہ ترنجبین ہے۔

السَّلْوٰى اس کا مادہ سَلَا ہے۔ سلویٰ وہ چیز جو انسان کو تسلی دے (راغب) ۔ سلویٰ ایک پرند ہے جو بٹیر کی مانند ہے جس کی اڑان نیچی ہوتی ہے اور بڑی آسانی سے شکار ہو جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ كُلُوْا امر جمع مذکر (اَكَلَ يَاْكُلُ اَكْلًا) ـــ طَيِّبٰتِ پاکیزہ چیز کو طیب کہا جاتا ہے جو لذت بخش ہو۔

صحرائے سینا میں آنے کے بعد بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات کا ذکر کیا کہ تمہیں آفتاب کی تپش سے بچانے کے لئے بادلوں کا سایہ عطا کیا اور محنت اور مشقت کے بغیر پاکیزہ کھانے کی چیزیں دیں لیکن بنی اسرائیل نے فطری حرص کی بنا پر ذخیرہ اندوزی شروع کردی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سے منع کیا تھا۔ بعض محققین نے لکھا ہے کہ معاصی کے باوجود نعموں کا جاری رہنا استدراج اور سخت خطرناک ہے لیکن بعض جاہل صوفی کثرت مال وجاہ کو مقبولیت کی علامت سمجھتے ہیں۔

وَمَا ظَلَمُوْنَا، مَا نافیہ۔ ظَلَمُوْنَا ماضی جمع مذکر غائب ضمیر منصوب مفعول (ظَلَمَ يَظْلِمُ ظُلْمًا) اور انہوں نے ہم پر زیادتی نہیں کی ـ وَلٰكِنْ کلمۂ استدراک کلام ـــ اَنْفُسَهُمْ جمع نفس کی ہے، بلکہ اپنی ہی جانوں پر زیادتی کرتے رہے۔ احکام الٰہی کی خلاف ورزی اور حدودِ خداوندی سے تجاوز خود اپنے آپ پر ظلم کرنا ہے۔ بنی اسرائیل پر ان کے کرتوتوں کی وجہ سے یہ عذاب نازل ہوئے۔

بَيَانُ وَهِيَ اَنَّ كُلَّ مَا يَطْلُبُهُ الدِّيْنُ مِنَ الْعَبْدِ فَهُوَ لِمَنْفَعَتِهِ وَكُلَّ مَا يَنْهٰى عَنْهُ فَاِنَّمَا يَقْصُدُ بِهِ دَفْعَ الضَّرَرِ عَنْهُ فِي الْحَدِيْثِ الْقُدْسِيِّ فَكُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اَوْ عَلَيْهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (المنار) دینِ اسلام انسان سے جس بات کا مطالبہ کرتا ہے وہ اس کی منفعت کے لئے

اور جس سے منع کرتا ہے اس سے ضرر کے دُور کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ حدیثِ قدسی میں ہے ابن آدم کا ہر عمل اسکی خود اپنی ذات کے لئے نفع بخش یا ضرر رساں ہوتا ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝

وَ	اِذْ	قُلْنَا	ادْخُلُوْا	هٰذِهِ	الْقَرْيَةَ
اور	جب	کہا ہم نے	داخل ہوجاؤ	اس	بستی (میں)
فَ	كُلُوْا	مِنْ	هَا	حَيْثُ	شِئْتُمْ	رَغَدًا
پس کھاؤ	(سے)	اس (قریہ سے)	جہاں (سے)	چاہو تم	فراغت سے۔ جی بھر کے
وَ	ادْخُلُوا	الْبَابَ	سُجَّدًا	وَ	قُوْلُوْا	حِطَّةٌ
اور داخل ہوجاؤ	دروازے میں	سجدہ کرتے ہوئے یا جھکتے ہوئے	اور	کہو	توبہ
نَّغْفِرْ	لَ	كُمْ	خَطَايَا	كُمْ	وَ
بخش دیں گے ہم	واسطے تمہارے	خطائیں	تمہاری	اور

Scanned with CamScanner

سَ	نَزِيْدُ	الْمُحْسِنِيْنَ	فَ	بَدَّلَ
عنقریب	زیادہ دیں گے	احسان والوں کو	پس	تبدیل کردی
الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	قَوْلًا	غَيْرَ	الَّذِيْ
ان لوگوں نے جو	ظالم تھے	بات	سوائے غیر	جو کہ
قِيْلَ	لَ هُمْ	فَ	اَنْزَلْنَا	عَلَى
کہی	واسطے۔ان کے	پس	نازل کیا ہم نے	اوپر
الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	رِجْزًا	مِّنَ	السَّمَآءِ
ان لوگوں جنہوں نے	ظلم کیا	سخت عذاب	سے	آسمان سے
بِ مَا	كَانُوْا	يَفْسُقُوْنَ		
اسلئے کہ	تھے وہ	فسق کرتے خلاف کرتے		

"اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے کہا کہ اس بستی میں داخل ہو جاؤ اور اس میں جہاں سے چاہو خوب کھاؤ پیو اور دروازۂ (شہر) میں عاجزی سے جھکے ہوئے داخل ہونا اور کہتے جانا توبہ ہے۔ ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور ہم نیکوکاروں کو زیادہ ہی دیتے ہیں ۵۸ مگر ان زیادتی کرنے والوں نے جو انہیں بتایا گیا تھا اسکے خلاف ایک اور کلمہ بدل ڈالا سو ہم نے ان زیادتی کرنے والوں پر ایک بلا آسمان سے نازل کی اس سبب سے کہ وہ نافرمانی کرتے رہے تھے۔" ۵۹

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

وَاِذْ قُلْنَا، وَاِذْ، واذ کُرُوْا۔ قُلْنَا ماضی جمع متکلم (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا)

اُدْخُلُوْا امر جمع مذکر (دَخَلَ يَدْخُلُ دُخُوْلًا)

هٰذِهِ الْقَرْيَةَ، القریۃ، قری سے ہے جس کے معنی جمع کرنا ہیں اور اس سے مراد ایسا مقام جہاں لوگ جمع ہوں۔ بستی۔ گاؤں هٰذِهِ القریۃ سے مراد کوئی مشہور بستی ہے بعض نے اس سے مراد بیت المقدس اور بعض نے مراد کوئی مشہور بستی ہے بعض نے اس سے مراد بیت المقدس اور بعض نے قریۂ اریحا مراد لیا ہے۔

هِيَ اَرِيْحَا قَرْيَةٌ مِّنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ (ابن جریر)

هٰذه القریۃ کی جو آگے تفصیل بیان کی گئی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس سے مراد ایک وسیع اور آباد شہر مراد ہے

فَكُلُوْا مِنْهَا امر جمع مذکر (اَكَلَ يَاْكُلُ اَكْلًا) مِنْهَا۔ مِنْ هٰذه القریۃ ھا ضمیر کا مرجع قریہ ہے

حَيْثُ شِئْتُمْ مِنْ اَيِّ مَكَانٍ مِنْهَا جہاں سے چاہو۔ حَيْثُ ظرف مکان جہاں جس جگہ۔ شِئْتُمْ ماضی جمع مذکر مخاطب۔ چاہو تم۔

رَغَدًا مصدر وَاسِعًا هَنِيْئًا بافراغت۔ اچھی طرح۔

وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا امر جمع مذکر (دَخَلَ يَدْخُلُ دُخُوْلًا)۔

الْبَابَ، دروازہ شہر کا۔ پھاٹک۔ سُجَّدًا عاجزی اور فروتنی سے۔

اَیْ مُتَذَلِّلِيْنَ مُتَوَاضِعِيْنَ (راغب)

خَاشِعَةً خَاضِعَةً (ابن جریر)۔ خشوع وخضوع کے ساتھ۔

Scanned with CamScanner

وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ امر جمع مذکر (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) ـ حِطَّةٌ حطّ کے معنی اوپر سے نیچے اترنا کے ہیں حَطَّ عَنَّا ذُنُوْبَنَا ہمارے گناہ معاف کردیئے جائیں۔ ابن عباسؓ سے یہی معنی مروی ہیں ـ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ سے بعینہٖ اسی لفظ کا ادا کرنا مراد نہیں۔ وَلَا تَتَوَقَّفُ التَّوْبَةُ عَلٰى ذِكْرِ لَفْظَةِ بِعَيْنِهَا (روح)

نَغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ مضارع جمع متکلم (غَفَرَ يَغْفِرُ غُفْرَانًا) ڈھانپنا، چھپانا۔ معاف کردینا۔ خَطٰيٰكُمْ واحد خَطِيْئَةٌ گناہ لغزش اور غلطی کو کہتے ہیں ـــــ بنی اسرائیل کو یہ حکم تھا کہ شہر موعود میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے انکساری سے داخل ہو تمہاری سابقہ لغزشوں اور خطاؤں کو معاف کردیا جائے گا

وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ س مستقبل قریب کے لئے ہے نَزِيْدُ مضارع جمع متکلم (زَادَ يَزِيْدُ زِيَادَةً) ـ المحسنين جمع المحسن کی ہے۔ یعنی ہم نیکوکاروں کو زیادہ ہی دیتے ہیں۔

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (بَدَّلَ يُبَدِّلُ تَبْدِيْلًا) ـ ظَلَمُوْا ماضی جمع مذکر غائب۔ الظُّلْمُ وَضْعُ الشَّيْءِ عَلٰى غَيْرِ مَحَلِّهٖ کسی چیز کو غلط جگہ پر رکھنے کو ظلم کہتے ہیں۔

قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ، قَوْلًا مصدر غیر علاوہ الّذی موصول قِيْلَ فعل ماضی مجہول۔ یعنی جو کلماتِ استغفار انہیں تلقین کئے گئے تھے انہیں چھوڑ کر بے ہودہ تمسخر آمیز کلمات کہنے لگے

فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ

فَاَنْزَلْنَا ماضی جمع متکلم (اَنْزَلَ يُنْزِلُ اِنْزَالًا) ـ عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا صرف ان

لوگوں پر جنہوں نے نافرمانی اور ظلم سے کام لیا تھا ـ رِجْزًا شدّتِ عذاب اَلرِّجْزُ هُوَ الْعَذَابُ (لسان) ـ اَلتَّنْوِيْنُ عَلَى الرِّجْزِ لِلتَّهْوِيْلِ وَالتَّفْخِيْمِ (ابو مسعود) رجزاً پر تنوین اس عذاب کی ہولناکی اور شدت پر دلالت کرتی ہے مِنَ السَّمَآءِ آسمان سے۔ اوپر سے

اَيْ مُقَدَّرًا مِّنَ السَّمَآءِ (بیضاوی)

اِشَارَةٌ اِلَى الْجِهَةِ الَّتِيْ يَكُوْنُ مِنْهَا الْقَضَا اَوْ مُبَالَغَةٌ فِيْ عُلُوِّهٖ بِالْقَهْرِ وَالْاِسْتِيْلَاءِ (روح المعانی) یعنی من السماء سے اشارہ اس جہت کی طرف سے جہاں سے قضا آتی ہے یا مبالغہ ہے اس کے علو میں قہر اور غلبہ کے ساتھ۔ یہ عذاب کس قسم کا تھا اس کا تعین نہیں ہے۔ بعض نے کہا وَالْمُرَادُ بِهِ الطَّاعُوْنُ (بیضاوی)

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ ـ الْبَاءُ لِلسَّبَبِيَّةِ۔ اَيْ بِسَبَبِ فِسْقِهِمْ (جلالین) یعنی یہ عذاب ان کے مسلسل انکار اور سرکشی کی وجہ سے تھا۔ دینِ حق میں تحریف لفظی و معنوی دونوں سخت گناہ اور باعثِ عذاب شدید ہیں۔ يَفْسُقُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب (فَسَقَ يَفْسُقُ فِسْقًا) عہد کا توڑنا۔ خلاف ورزی کرنا ـ علماء نے اس آیت سے اہلِ بدعت کا ظالم اور سزاوار غضب ہونا مراد لیا ہے۔ بدعت دین میں ایسی بات کا پیدا کرنا جس کی اصل شریعت میں نہ ہو۔

قرطبی نے لکھا ہے جب لفظی تبدیلی باعثِ عذاب ہے تو عملی تحریف تو بدترین عذاب کا موجب ہوگی۔ وَالْقَوْلُ اَنْقَصُ مِنَ الْعَمَلِ فَكَيْفَ بِالتَّبْدِيْلِ وَالتَّغْيِيْرِ فِي الْفِعْلِ. (قرطبی)

Scanned with CamScanner

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝

وَ	اِذِ	اسْتَسْقٰى	مُوْسٰى	لِ	قَوْمِ هٖ
اور	جب	پانی مانگا	موسیٰ نے	واسطے	قوم اپنی
فَ	قُلْنَا	اضْرِبْ	بِّ عَصَا	كَ الْحَجَرَ
پس	ہم نے کہا	تو مار	ساتھ لاٹھی کے	اپنی پتھر کو
فَ	انْفَجَرَتْ	مِنْ هُ	اثْنَتَا عَشْرَةَ	عَيْنًا
پس	پھوٹ نکلے	(سے) اس سے	بارہ	چشمے
قَدْ	عَلِمَ	كُلُّ	اُنَاسٍ	مَّشْرَبَ هُمْ
تحقیق	جان لیا	ہر	قوم گروہ نے	گھاٹ اپنا
كُلُوْا	وَ اشْرَبُوْا	مِنْ	رِّزْقِ	اللّٰهِ
کھاؤ	اور پیو	(سے)	رزق روزی سے	اللہ کی
وَ	لَا	تَعْثَوْا	فِى	الْاَرْضِ	مُفْسِدِيْنَ
اور	نہ	شدت فساد کرو	(میں)	زمین میں	مفسدین کر

"اور (وہ وقت یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لئے پانی کی دعا مانگی سو ہم نے کہا (اے موسیٰؑ) اپنا عصا (فلاں) پتھر پر مارو! تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے (اور) ہر گروہ نے اپنا (اپنا) گھاٹ معلوم کرلیا۔ کھاؤ پیو اللہ کے (دیئے ہوئے) رزق میں سے، اور زمین پر فسادی بن کر مت پھرو۔" ۶۰

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

وَاِذِ، واذکروا۔

اِسْتَسْقٰى ماضی واحد مذکر (اِسْتَسْقٰى يَسْتَسْقِى اِسْتِسْقَاءً) باب استفعال۔ اس کا مادہ سقی ہے جس کے معنی پانی کی طلب اور تلاش کے ہیں۔ موسیٰؑ نے ان کے لئے پانی کی دعا کی۔ اَیْ دَعَا لَهُمْ مُوْسٰى بِالسُّقْيَا (ک ش ف)

فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ۔ قلنا ماضی جمع متکلم (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا)۔ اِضْرِبْ امر واحد مذکر (ضَرَبَ يَضْرِبُ ضَرْبًا) ضرب ایک چیز کو کسی دوسری چیز پر مارنے کو کہتے ہیں۔ ضَرَبَ فِى الْاَرْضِ زمین پر چلنے کو بھی کہتے ہیں۔ عصا کے لغوی معنی اجتماع اور اختلاف کے ہیں۔ اصمعی نے لکھا ہے کہ چونکہ عصا پر انگلیوں کا اجتماع ہوتا ہے اس لئے اسے عصا کہتے ہیں یہاں اسکے معنی لاٹھی اور ڈنڈا کے ہیں۔ الحجر چٹان۔ اِشَارَةٌ اِلٰى حَجَرٍ مَعْلُوْمٍ (کبیر) اَلْحَجَرَ میں لام عہد کا ہے۔ بیضاوی

فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ماضی واحد مؤنث غائب

Scanned with CamScanner

(اِنْفَجَرَ یَنْفَجِرُ اِنْفِجَارًا) اس کا مادہ فجر ہے جس کے معنی پھٹنے کے ہیں۔ فجر صبح کو بھی کہتے ہیں جو رات کی تاریکی کو پھاڑتی ہے اسی سے فاجر اور فجور ہے جو دیانت کے پردے کو پھاڑتا ہے۔ عَیْنًا۔ عین بمعنی آنکھ اور چشمہ کے ہیں ان کے بارہ قبائل کے مطابق بارہ چشمے چٹان سے پھوٹ پڑے

قَدْ عَلِمَ کُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ۔ قَدْ کلمہ تحقیق کلام۔ عَلِمَ ماضی واحد مذکر کُلُّ اُنَاسٍ ہر قبیلہ اور گروہ نے اَیْ مِنْ کُلِّ سِبْطٍ (بیضاوی)

اناس جمع کا صیغہ ہے اس کا اس لفظ سے واحد نہیں ہے۔ جمع لَا وَاحِدَ لَهٗ مِنْ لَفْظِهٖ (روح)

مَشْرَبَهُمْ مشرب مضاف هُمْ ضمیر مضاف الیہ مشرب ظرف مکان جائے شرب۔ ای موضع مشربهم (جلالین) ہر قبیلہ نے اپنے اپنے گھاٹ کو جان لیا۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝

كُلُوْا امر جمع مذکر من (اَکَلَ یَاْکُلُ اَکْلًا) ۔ وَاشْرَبُوْا امر جمع مذکر من (شَرِبَ یَشْرَبُ شُرْبًا) ۔ مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ اللہ کی دی ہوئی نعمتیں۔ وَلَا تَعْثَوْا فعل نہی مضارع جمع مذکر مخاطب (عَثٰی یَعْثُوْ عَثًا عَیْثًا) فساد میں حد سے بڑھنے کو کہتے ہیں اَلْعَیْثُ شِدَّةُ الْفَسَادِ اَلْعَثْیُ اَشَدُّ مِنَ الْفَسَادِ (معالم)۔

مُفْسِدِیْنَ واحد مفسد ہے خرابی اور فساد پیدا کرنے والے کو کہتے ہیں۔ کَرَّرَ الْمَعْنٰی تَاکِیْدًا لِاِخْتِلَافِ اللَّفْظِ (قرطبی) حدود الٰہی میں رہ کر اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے سے منع نہیں کیا گیا، ممانعت حدود سے تجاوز پر ہے۔

وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا
رَبَّكَ یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَ
قِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ
الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ
لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ
وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ
بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا
عَصَوْا وَّكَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ۝

وَ	اِذْ	قُلْتُمْ	یٰمُوْسٰی	لَنْ نَّصْبِرَ	عَلٰی
اور	جب	تم نے کہا	اے موسیٰ	ہرگز صبر نہ کریں گے	اوپر
طَعَامٍ	وَّاحِدٍ	فَ	ادْعُ	لَنَا	
کھانے	ایک کے	پس	تو دعا کر	ہمارے لئے	
رَبَّكَ	یُخْرِجْ	لَنَا	مِمَّا	تُنْۢبِتُ	
رب اپنے سے	نکالے	ہمارے لئے	ان چیزوں سے جو	اگاتی ہے	
الْاَرْضُ	مِنْۢ	بَقْلِ	هَا	وَ	
زمین	(سے)	ساگ پات	اس کے	اور	

Scanned with CamScanner

قِثَّآئِهَا	وَ	فُوْمِهَا	وَ	عَدَسِهَا
کھیرے ککڑی۔ اسکے	اور	گیہوں۔ اسکے	اور	مسور۔ اسکے
وَ	بَصَلِهَا ؕ	قَالَ	اَ	تَسْتَبْدِلُوْنَ
اور	پیاز۔ اسکے	کہا	کیا	تبدیل کرتے ہو تم
الَّذِیْ	هُوَ	اَدْنٰی	بِ الَّذِیْ	هُوَ
اسکو	وہ جو	ادنیٰ ہے	بدلے۔ اسکے کہ	وہ
خَیْرٌ ؕ	اِهْبِطُوْا	مِصْرًا	فَ	اِنَّ
بہتر ہے	اتر پڑو	کسی شہر میں	پس	بے شک
لَ كُمْ	مَا	سَاَلْتُمْ	وَ	ضُرِبَتْ
واسطے تمہارے	وہ جو	تم نے مانگا	اور	لگا دی گئی
عَلَیْ هِمُ	الذِّلَّةُ	وَ الْمَسْكَنَةُ	وَ	بَآءُوْ
اوپر ان کے	ذلت۔ خواری	اور محتاجی	اور	مستحق ہوئے
بِ	غَضَبٍ	مِّنَ	اللّٰهِ ؕ	ذٰلِكَ
ساتھ	غضب	سے	اللہ کے	یہ (سب)
بِاَنَّ	هُمْ	كَانُوْا	یَكْفُرُوْنَ	بِ
اسلئے ہوا	وہ	تھے	کفر کرتے	ساتھ
اٰیٰتِ	اللّٰهِ	وَ	یَقْتُلُوْنَ	النَّبِیّٖنَ
آیتوں نشانیوں	اللہ کی	اور	قتل کرتے	نبیوں کو
بِغَیْرِ	الْحَقِّ ؕ	ذٰلِكَ	بِمَا	عَصَوْا
غیر۔ نا	حق	یہ (سب)	اسلئے ہوا کہ	انہوں نے نافرمانی کی

وَ	كَانُوْا	یَعْتَدُوْنَ
اور	تھے وہ	حد سے تجاوز کرتے

"اور (وہ وقت یاد کرو) جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰؑ ہم ہرگز ایک کھانے پر بس نہیں کر سکتے سو اپنے پروردگار سے ہمارے لئے دعا کر دیجئے ان چیزوں کی جنہیں زمین اگاتی ہے، ساگ ہوا، ککڑی ہوئی، گیہوں ہوا، مسور ہوئی، پیاز ہوا (موسیٰؑ نے) کہا تو کیا جو چیز ادنی ہے تم اسے لینا چاہتے ہو اس چیز کے مقابلہ میں جو بہتر ہے (تو خیر) کسی شہر میں اتر پڑو (وہیں) مل جائے گا جو کچھ تم مانگتے ہو اور ان پر جما دی گئی ذلت اور محتاجی اور وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہو گئے یہ (سب) اس لئے ہوا کہ وہ اللہ کی نشانیوں سے انکار کرتے رہتے تھے۔ اور انبیاء کو ناحق قتل (تک) کر ڈالتے تھے یہ (سب) اسلئے ہوا کہ وہ نافرمانی کرتے اور حد سے بڑھ بڑھ جاتے تھے۔" ۶۱

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

وَاِذْ۔ واذکروا

قُلْتُمْ ماضی جمع مذکر مخاطب (قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا)

یٰمُوْسٰی یا کلمۂ ندا مُوْسٰی منادیٰ۔

لَنْ نَّصْبِرَ فعل مضارع تاکید نفی بلن صیغہ جمع متکلم (صَبَرَ یَصْبِرُ صَبْرًا)

عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ ایک ہی قسم کے کھانے پر ہم صبر نہیں کر سکتے۔

Scanned with CamScanner

فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مصر میں عرصہ دراز تک رہنے کی وجہ سے ان کی مرغوب غذا زمینی پیداوار بن چکی تھی۔ چنانچہ صحرائے سینا میں موسیٰ علیہ السلام سے اسی کا مطالبہ کر دیا۔ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ اُدْعُ فعل امر واحد مذکر (دَعٰی یَدْعُوْ دَعْوَۃً) پکارنا طلب کرنا۔ پس اپنے پروردگار سے ہمارے لئے طلب کیجئے۔ مِمَّا۔ مِنْ حرفِ جار (مِنْ + مَا) مَا موصولہ۔ اس چیز سے۔ تُنْبِتُ الْاَرْضُ مضارع واحد مؤنث غائب (اَنْبَتَ یُنْبِتُ اِنْبَاتًا) ان چیزوں کی جنہیں زمین اگاتی ہے۔

مِنْ بَقْلِهَا ہر وہ چیز جس سے زمین سرسبز ہو بقل کہلاتی ہے لیکن یہاں مراد وہ ترکاریاں ہیں جو انسان کھاتا ہے

قِثَّآئِهَا خیار کی قسم کی سبزی جسے ککڑی کہتے ہیں۔

فُوْمِهَا ھو الحنطۃ گیہوں کے علاوہ فوم کے معنی لہسن کے بھی آتے ہیں۔

وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا مسور اور پیاز ان سب کے ساتھ ھا ضمیر مؤنث الارض کی طرف راجع ہے۔

قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ۔ اَ کلمہ استفہام للسوال تَسْتَبْدِلُوْنَ فعل مضارع جمع مذکر مخاطب (اِسْتَبْدَلَ یَسْتَبْدِلُ اِسْتِبْدَالًا) کسی چیز کا کسی دوسری چیز سے بدلنا۔ اِسْتِبْدَالُ طَلَبُ الشَّیْءِ بَدَلًا مِنَ الْاٰخَرِ (المنار) ـــ اَدْنٰی اس کا مادہ دنو ہے جس کے معنی قرب کے ہیں اور اس سے مراد حقیر چیز کے ہیں۔ قَالَ مُوْسٰی تَقْرِیْعًا لَهُمْ اَیْ تَطْلُبُوْنَ هٰذِهِ الْاَنْوَاعَ الْخَسِیْسَةَ بَدَلَ مَا هُوَ خَیْرٌ مِنْهَا هُوَ الْمَنُّ وَالسَّلْوٰی موسیٰ

نے انہیں ملامت کرتے ہوئے کہا کہ تم مَنّ و سلویٰ جیسی بہترین نعمت کے بدلے یہ خسیس چیزیں طلب کرتے ہو۔

اِهْبِطُوْا مِصْرًا امر جمع مذکر (هَبَطَ یَهْبِطُ هُبُوْطًا) نزول یعنی نیچے اترنا۔ مِصْرًا کسی بھی شہر کو جس کی حد بندی ہو چکی ہو مصر کہتے ہیں۔ مِصْرًا اسم کل مَصْرُوْرٌ ای مُحَدُّوْدٌ (راغب)

فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ۔ شہر میں اتر پڑو تو جو کچھ تم مانگتے ہو تمہیں مل جائے گا۔ ماضی جمع مذکر مخاطب (سَاَلَ یَسْاَلُ سُؤَالًا) ما موصولہ۔

وَضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ اور ان پر ذلت و محتاجی ڈال دی گئی۔ ضُرِبَتْ ماضی مجہول واحد مؤنث غائب۔ چسپاں کر دی گئی۔ مسلط کر دی گئی۔ عَلَیْهِمُ۔ هُمْ ضمیر کا مرجع بنی اسرائیل کی طرف ہے۔ الذِّلَّةُ وَالذُّلُّ خُلُقٌ جَبِیْثٌ مِنْ اَخْلَاقِ الْاِنْسَانِ۔ وَالذِّلُّ بِالْكَسْرِ ضِدُّ الصُّعُوْبَةِ خواری و رسوائی۔ الْمَسْكَنَةُ، وَالْفَقْرُ وَالْفَاقَةُ وَتَشْدِیْدُ الْمِحْنَةِ (کبیر) فقر و فاقہ۔ اور سخت محنت۔

وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ماضی جمع مذکر غائب (بَاءَ یَبُوْءُ بَوْءًا) کسی جگہ میں اترنے، ٹھکانا بنانے کے ہیں۔ اَیْ اِسْتَوْجَبُوْا اللعنۃ انہوں نے اپنے آپ کو مستوجب لعنت بنا لیا۔ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ اللہ کے غضب کے مستحق ہوئے۔ اللہ کے غضب کا محل بنے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ۔ ذٰلِكَ یعنی ان کا یہ مستحق غضب ہو جانا اِشَارَةٌ اِلٰی مَا سَبَقَ مِنْ ضَرْبِ الذِّلَّةِ وَالْمَسْكَنَةِ۔ بِاَنَّهُمْ میں با سببیہ ہے یعنی بسبب کفرہم۔ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ۔ كَانُوْا فعل

Scanned with CamScanner

ناقص ماضی جمع مذکر یَکْفُرُوْنَ مضارع جمع مذکر (کَفَرَ یَکْفُرُ کُفْرًا) کفر یکفرون وہ انکار حق کرتے رہتے تھے ۔ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ واحد آیت اللہ کے نشانات، احکامات۔ آیات اللہ کا لفظ عام ہے اس سے معجزات قرآن اور تمام احکام الٰہی مراد لئے جاسکتے ہیں

وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ۔ یَقْتُلُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب (قَتَلَ یَقْتُلُ قَتْلًا) قتل کے اصل معنی روح کے جسم سے جدا کرنا کے ہیں۔ یہودی کو قتل کرتے تھے یا ان کے قتل کے درپے رہتے تھے ۔ النَّبِیّٖنَ واحد نبی یہ نباء سے مشتق ہے جس کے معنی خبر عظیم کے ہیں۔ نَبِیٌّ فعیل بمعنی فاعل ہے یعنی خبر دینے والا ۔ نبی کے لغوی معنی صرف خبر دینے کے ہیں۔ اصطلاح شرع میں اللہ کی طرف سے براہِ راست بذریعہ وحی پیغام لانے والے کو نبی کہا جاتا ہے نبی کے لئے کتاب کا ہونا ضروری ہے ۔ بِغَیْرِ الْحَقِّ ناحق یعنی وہ خود بھی یہ جانتے تھے کہ ارتکاب قتل ناحق ہے اس سے ان کے اس فعل کی شناعت اور بڑھ گئی۔

ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ۝ ۔ ذٰلِکَ الْاِشَارَۃُ اِلَی الْکُفْرِ وَالْقَتْلِ (بیضاوی) ۔ بِمَا عَصَوْا میں با سببیہ ہے یعنی مختلف قسم کے معاصی کے ارتکاب اور حدود الٰہی کو توڑنے کے سبب عَصَوْا (عَصٰی یَعْصِیْ عِصْیَانًا) نافرمانی کرنا۔ حکم نہ ماننا۔ اور الباء بمعنی مع بھی ہوسکتا ہے (بیضاوی) ۔ وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب (اِعْتَدٰی یَعْتَدِیْ اِعْتِدَاءً) حد سے بڑھنا۔ طغیانی اور سرکشی کرنا۔ یَعْتَدُوْنَ ماضی استمراری سے مراد ہے کہ سرکشی اور حق سے بغاوت انکی عادت اور فطرت

بن چکی تھی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَادُوْا وَ النَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

اِنَّ	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	وَ	الَّذِیْنَ
بے شک	جو لوگ	ایمان لائے	اور	جو لوگ
هَادُوْا	وَ	النَّصٰرٰی	وَ	الصّٰبِئِیْنَ
یہودی ہوئے	اور	نصاریٰ	اور	صابی
مَنْ	اٰمَنَ	بِ اللّٰهِ	وَالْیَوْمِ	الْاٰخِرِ
جو کوئی	ایمان لایا	ساتھ اللہ کے	اور۔ دن	آخرت
وَ	عَمِلَ	صَالِحًا	فَ	لَ هُمْ
اور	عمل کام کرے	نیک	پس	واسطے اسکے
اَجْرُ	هُمْ	عِنْدَ	رَبِّ هِمْ	وَ لَا
اجر بدلہ	ان کا	پاس	رب انکے	اور نہیں
خَوْفٌ	عَلَیْ هِمْ	وَ لَا	هُمْ	یَحْزَنُوْنَ
کچھ خوف	اوپر انکے	اور نہ	وہ	غمگین ہونگے

Scanned with CamScanner

"بیشک جو لوگ ایمان لا چکے ہیں اور جو لوگ یہودی ہوئے اور نصاریٰ اور صابی (غرض) جو کوئی بھی اللہ اور آخرت پر ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے سو ان (سب) کے لئے ان کا پروردگار کے پاس ان کا اجر ہے اور نہ کوئی اندیشہ ان کے لئے ہے اور نہ وہ کوئی غم کریں گے۔" ۶۲

تشریحات لغوی و تفسیری مطالب

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور جو لوگ ایمان لائے۔ اٰمَنُوْا ماضی جمع مذکر غائب (اٰمَنَ یُؤْمِنُ اِیْمَانًا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے۔ اَیْ مَنْ اٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (ابن عباس) ھُمُ الْمُصَدِّقُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَا اَتَاھُمْ مِنَ الْحَقِّ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ (ابن جریر)۔

وَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا اور وہ لوگ جنہوں نے دین یہود اختیار کیا ابتک ایک خاص نسل بنی اسرائیل کا ذکر تھا۔ اب ان کے دینی مسلک اور اعتقادات کا بیان ہے۔ ھَادُوْا یُقَالُ ھَادُوْا اَوْ تَھَوَّدَ اِذْ دَخَلَ فِی الْیَھُوْدِیَّۃِ (بیضاوی) وہ یہودیت میں داخل ہیں۔ بنی اسرائیل ایک خاص نسل اور قوم کا نام ہے کسی غیر اسرائیلی کو باضابطہ یہودی بنانے کا طریقہ ان کے ہاں نہیں ہے۔ عرب جو نسلاً بنی اسماعیل تھے بنی اسرائیل کی صحبت میں رہ کر ان کے طور طریقے اختیار کر لئے۔ ھَادُوْا سے مراد ایسے ہی لوگ ہیں۔

وَالنَّصٰرٰی نصرانی کی جمع ہے اور یہ حضرت عیسیٰؑ کے گاؤں ناصرہ سے مشتق ہے۔ سُمُّوْا بِذٰلِکَ انْتِسَابًا اِلٰی قَرْیَۃٍ یُقَالُ لَھَا نَصْرَانُ (راغب)

نصران قریہ سے انتساب کی وجہ سے انہیں نصرانی کہا جاتا ہے۔

قَرْیَۃٌ بِالشَّامِ یُنْسَبُ اِلَیْہِ النَّصَارٰی (جوہری) یہاں ان لوگوں کا ذکر ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا نبی سمجھتے ہیں اور اسکے سچے پیروکار ہیں۔ مسیحی وہ ہیں جو حضرت عیسیٰؑ کی الوہیت کے قائل ہیں۔ قرآن مجید میں مسیحیت کا جہاں کہیں ذکر آیا ہے بیزاری کے پیرائے میں آیا ہے

لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ ؕ

"یقیناً وہ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے۔"

لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ ۘ (المائدۃ: ۷۳-۷۴)

"یقیناً وہ (بھی) کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں سے تیسرا ہے۔"

وَالصّٰبِئِیْنَ واحد صابی ہے جس کے معنی ہیں اپنے دین کو چھوڑنے والا۔ اَلصَّابِئُوْنَ۔ الْخَارِجُوْنَ مِنْ دِیْنٍ اِلٰی دِیْنٍ (تاج)، قِیْلَ لِکُلِّ خَارِجٍ مِنَ الدِّیْنِ اِلٰی دِیْنٍ اٰخَرَ صَابِئٌ (راغب)، ایک دین سے نکل کر دوسرے دین میں داخل ہونے والے کو صابی کہا جاتا ہے۔

شروع میں عرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی صابی کہتے تھے اسلئے کہ آپ نے اپنا آبائی دین چھوڑ دیا تھا۔

کَانَتِ الْعَرَبُ تُسَمِّیْ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّابِیْ لِاَنَّہٗ خَرَجَ مِنْ دِیْنِ قُرَیْشٍ اِلٰی دِیْنِ اِسْلَامٍ (نہایہ۔ تاج)

کہا جاتا ہے کہ یہ ایک نیم عیسائی فرقہ تھا حضرت عمرؓ نے انہیں اہل کتاب میں شمار کیا ہے۔

Scanned with CamScanner

قَالَ عمر بن الخطاب وَابن عباس هُمْ قَوْمٌ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَ قَالَ عمر تَحِلُّ ذَبَائِحُهُمْ مِثْلَ ذَبَائِحِ اَهْلِ الْكِتَابِ (معالم) تابعین میں سے اکثر ان کے اہلِ کتاب یا موحد ہونے کے قائل ہیں اور ان کی عورتوں سے نکاح جائز قرار دیتے ہیں ـــــ قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ لَا بَاسَ بِذَبَائِحِهِمْ وَنِكَاحِ نِسَائِهِمْ (قرطبی)

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا جو کوئی بھی اللہ اور آخرت پر ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے ـــــ وَفِي الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اِنْدِرَاجُ الْاِيْمَانِ بِالرُّسُلِ وَالْكُتُبِ وَالْبَعْثِ (قرطبی) ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت میں ایمان بالرسل اور ایمان بالکتب داخل ہیں۔

وَعَمِلَ صَالِحًا عملِ صالح سے مراد وہ عمل ہے جو شریعتِ اسلامی کے مطابق ہو

فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس ان کا اجر ہے۔ ایمان باللہ، ایمان بالآخرۃ یعنی اعتقادِ صحیح اور اس کے ساتھ عملِ صالح نجات کے لئے انہی دو امور کا ہونا ضروری ہے۔

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ ـــ يَحْزَنُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب (حَزَنَ يَحْزَنُ حُزْنًا) خوف واندیشہ کا تعلق مستقبل سے ہے اور غم وحزن کا ماضی سے۔ اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيْخِ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا "لَيْسَ الْاِيْمَانُ بِالتَّمَنِّيْ وَلٰكِنْ مَا وَقَرَ فِي الْقَلْبِ وَصَدَّقَهُ الْعَمَلُ اِنَّ قَوْمًا اَلْهَتْهُمْ اَمَانِيُّ الْمَغْفِرَةِ حَتّٰى خَرَجُوْا مِنَ الدُّنْيَا وَلَا حَسَنَةَ لَهُمْ لِذَا يَنْزِلُ اللّٰهُ تَعَالٰى:

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۭ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝ (النساء: ۱۲۳-۱۲۴)

"نہ تمہاری تمناؤں پر ہے نہ اہلِ کتاب کی تمناؤں پر (بلکہ) جو کوئی بھی برائی کرے گا اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا اور وہ اللہ کو چھوڑ کر اپنے لئے نہ کوئی دوست پائے گا نہ مددگار۔ اور جو کوئی نیکیوں پر عمل کرے گا (خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ صاحبِ ایمان ہو تو ایسے (سب) لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا۔"

قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر میں حضرت انسؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ "ایمان تمنا اور خواہش کا نام نہیں ہے بلکہ ایمان اس چیز کا نام ہے جو دل میں گڑ جائے اور عمل اس کی تصدیق کرے بعض لوگوں کو خالی مغفرت کی آرزو نے غفلت میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ دنیا سے رخصت ہوگئے اور ان کے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی نہ تھی۔

بنی اسرائیل کے مختلف ادوار کے حالات بیان کرنے کے بعد اس آیت (نمبر ۶۲) میں اللہ تعالیٰ نے نجاتِ اخروی کا ایک عظیم اصول بیان فرمایا ہے کہ مسلمان ہو یا یہودی، عیسائی ہو یا صابی نجات کا مستحق صرف وہ ہے جو اللہ اور آخرت پر کامل یقین رکھتا ہو اور عملِ صالح سے

Scanned with CamScanner

کام لیتا ہو یعنی صرف ایمان وعمل صالح ہی نجات کا باعث بن سکتے ہیں۔ یہودیت، عیسائیت اور صابیت کا محض ادعا نجات کا باعث نہیں بن سکتا۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

وَ	اِذْ	اَخَذْنَا	مِيْثَاقَ	كُمْ	وَ
اور	جب	ہم نے لیا	پختہ عہد	تمہارا	اور
رَفَعْنَا	فَوْقَ	كُمُ	الطُّوْرَ	خُذُوْا	
بلند کیا ہم نے	اوپر	تمہارے	پہاڑ طور	پکڑو	
مَا	اٰتَيْنَا	كُمْ	بِ قُوَّةٍ	وَ	اذْكُرُوْا
جو کتاب کہ	ہم نے دیا	تم کو	ساتھ مضبوطی سے	اور	یاد کرو
مَا	فِيْ هِ	لَعَلَّ	كُمْ	تَتَّقُوْنَ	
جو کچھ	(میں) اس میں سے	تاکہ	تم	پرہیزگار بن جاؤ	
ثُمَّ	تَوَلَّيْتُمْ	مِنْ	بَعْدِ	ذٰلِكَ	
پھر	تم پھر گئے	(سے)	بعد	اس کے	

فَ	لَوْ	لَا	فَضْلُ	اللّٰهِ	عَلَيْ كُمْ
پس	اگر	نہ ہونا	فضل کرم	اللہ کا	اوپر تمہارے
وَ	رَحْمَتُ	هٗ	لَ كُنْتُمْ	مِنَ	الْخٰسِرِيْنَ
اور	رحمت	اسکی	البتہ۔ ہوجاتے تم	(سے)	خسارہ پانے والوں

"اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا اور ہم نے تمہارے اوپر (کوہ) طور کو بلند کیا مضبوطی کے ساتھ اس (کتاب) کو پکڑ رکھو جو ہم نے تم کو دی ہے اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد رکھو تاکہ تم متقی بن جاؤ ۶۳ پھر تم اس (عہد) سے اس کے بعد (بھی) پھر گئے سو اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم ضرور تباہ ہونے والوں میں ہوتے۔" ۶۴

تشریحات لغوی و تفسیری مطالب

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۔ وَاِذْ ۔ واذکروا اَخَذْنَا ماضی جمع متکلم (اَخَذَ يَاْخُذُ اَخْذًا) پکڑنا۔ ٹھہرانا۔ لینا۔ طے کرنا۔ مِيْثَاقَ پختہ عہد اخذ میثاق کے معنی ہیں بذریعہ نبی احکام کا دیا جانا اور نبی پر ایمان لانا ۔۔۔ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۔ رفعنا ماضی جمع متکلم (رَفَعَ يَرْفَعُ رَفْعًا) بلند کرنا۔ اٹھانا۔ سامنے لانا وغیرہ ۔۔۔ الطُّوْرَ اِسْمُ جَبَلٍ مَخْصُوْصٍ وَقِيْلَ اِسْمٌ لِكُلِّ جَبَلٍ (راغب) مخصوص پہاڑ کا نام ہے۔ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ سے کیا مراد ہے۔ مفسرین نے اس کے مختلف مطالب لکھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کوہ طور کو ان پر اس طرح کھڑا کر دیا کہ انہیں اس کے گرنے کا اندیشہ

Scanned with CamScanner

ہوا "فی المنار" لَاحَاجَةَ لَنَا فِی فَهْمِ كِتَابِ اللّٰهِ اِلٰی غَیْرِ مَا یَدُلُّ عَلَیْهِ بِاُسْلُوْبِهِ الصَّحِیْحِ فَهُوَ لَا یَحْتَاجُ فِیْ فَهْمِهٖ اِلٰی اَضَافَاتٍ وَلَا مُلْحَقَاتٍ وَقَدْ ذَكَرْنَا مَسْاَلَةَ رَفْعِ الطُّوْرِ فَوْقَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَلَمْ یَقُلْ اِنَّهٗ اَرَادَ بِذٰلِكَ الْاِكْرَاهَ عَلَی الْاِیْمَانِ وَاِنَّمَا حَكٰی عَنْهُمْ فِیْ اٰیَةٍ اُخْرٰی اِنَّهُمْ ظَنُّوْا اَنَّهٗ وَاقِعٌ بِهِمْ فَقَدْ قَالَ تَعَالٰی فِیْ سُوْرَةِ الْاَعْرَافِ:

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ (الاعراف: ۱۷۱)

رفع طور اور ان کا یہ گمان کہ وہ ان پر گرنے والا ہے یہ وہ آیات ہیں جو انہوں نے اخذ میثاق کے بعد دیکھیں تاکہ وہ کتاب مقدس کے مطالب پر پوری قوت اور اجتہاد سے کاربند ہوں آیاتِ الٰہی کا ظہور ایمان کو تقویت بخشتا ہے اور شعور و وجدان کو تحریک عطا کرتا ہے اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اس علامت اور نشانی کے دکھائی دینے پر انہیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے ان کے اوپر پہاڑ معلق کر دیا تھا اس طرح کہ گویا وہ سائبان ہے اور انہیں یہ یقین ہو گیا تھا کہ وہ ان کے اوپر گرا ہی چاہتا ہے (اور فرمایا تھا کہ) جو (کتاب) ہم نے تم کو دی ہے اسے مضبوطی کے ساتھ اختیار کرو۔"

خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ یعنی اسے مضبوطی سے تھامو اور اس پر کوشش اور آمادگی کے ساتھ عمل کرو۔

وَاذْكُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ امر جمع مذکر (ذَكَرَ یَذْكُرُ ذِكْرًا) اس کے مضامین کو یاد رکھو اور عمل کرو اَیْ تَدَبَّرُوْهُ وَاحْفَظُوْا اَوَامِرَهٗ وَوَعِیْدَهٗ وَلَا تَنْسَوْهُ وَلَا تُضَیِّعُوْهُ هٰذَا هُوَ الْمَقْصُوْدُ مِنَ الْكِتٰبِ الْعَمَلُ بِمُقْتَضَاهَا لَا تَلَاوَتُهَا بِاللِّسَانِ وَتَرْتِیْلُهَا (قرطبی) کتب آسمانی کا مقصود محض زبانی تلاوت نہیں بلکہ مقصود اصلی ان کے احکام پر سختی سے عمل پیرا ہونا ہے۔

قَالَ صَاحِبُ الْمَنَارِ: اِنَّ فِیْ هٰذَا الْحُجَّةَ عَلٰی قِرَاْةِ الْقُرْاٰنِ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ مِنْهُ اِلَّا التَّغَنِّیْ بِالْاَلْفَاظِ وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ لَا اَثَرَ فِیْهَا لِلْقُرْاٰنِ وَاَعْمَالُهُمْ لَا تَنْطَبِقُ عَلٰی مَا جَاءَ بِهِ الْقُرْاٰنُ ... الخ

وَاذْكُرُوْا مَا فِیْهِ کی تفسیر میں صاحب منار لکھتے ہیں کہ یہ آیت حجت ہے ان لوگوں کی قرأت قرآن پر جو محض الفاظ کی تغنی کو پیش نظر رکھتے ہیں اور ان کے دل قرآن کے اثرات سے خالی ہوتے ہیں اور ان کے اعمال قرآنی تعلیمات کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتے۔

ابو حامد امام غزالی نے بغیر سمجھے اور اس پر عمل کئے بغیر محض قرآنی الفاظ کی قرأت کے لئے ایک مثال بیان کی ہے کہ ایک آقا نے اپنے چند غلاموں کو اپنے ایک باغ کی اصلاح اور دیکھ بھال کے لئے مقرر کیا اور اسکے لئے انہیں ایک تحریری کتابچہ بھی دیا کہ اس کے مطابق اس کی اصلاح کریں اس کتابچہ میں اس نے لکھا کہ وہ وہاں کس طرح زندگی بسر کریں۔ باغات کے پھلوں سے استفادہ کے ساتھ اپنے کام کو اچھی طرح سرانجام دینے پر انہیں اجر و انعام کا بھی وعدہ کیا۔ لیکن آقا کی طرف سے اس دی ہوئی کتاب سے ان کا تعلق صرف یہ تھا کہ وہ اسکے اوراق کی تعظیم کرتے الفاظ کا تکرار کرتے

Scanned with CamScanner

اور بار بار اسے پڑھتے نہ تو اس کتاب میں لکھے ہوئے امر و نہی کی پرواہ کرتے اور نہ ہی اس میں لکھی ہوئی ہدایات پر عمل پیرا ہوتے اس طرح انہوں نے اپنی غفلت سے اس باغ کو تباہ کر دیا پس وہ اس کوتاہی کی وجہ سے سزا کے مستوجب ہوئے اور وہ کتاب ان کے خلاف حجت بنی ـــ یہی حال کتابِ الٰہی سے غفلت کرنے والوں کا ہے۔ کتابِ الٰہی کا علم صحیح اور اس کے مطابق عمل ہی باعثِ نجات ہیں۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ـــ لَعَلَّ شک و تردد کے لئے آتا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے استعمال ہو تو پھر اس کے معنی یقین کے ہوتے ہیں۔

تَتَّقُوْنَ ـــ مضارع جمع مذکر مخاطب (اِتَّقٰی یَتَّقِیْ اِتِّقَاءً (افتعال) تاکہ اس طرح تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے۔

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ـــ تَوَلَّيْتُمْ ماضی جمع مذکر مخاطب۔ (تَوَلّٰی یَتَوَلّٰی تَوَلِّیًا) اعراض اور انصراف کو کہتے ہیں یعنی کتابِ ہدایت کے احکام کے حصول کے بعد پھر تم نے اس سے اعراض کیا۔

فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٦٤﴾

لَوْ کلمہ شرط ـ لَا کلمہ نفی ـ فَضْلُ اللّٰهِ ـ اللہ کا فضل اور اسکی رحمت ـــ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخَاسِرِيْنَ ـــ لام تاکید۔ الْخَاسِرِيْنَ واحد خَاسِر اسم فاعل (خَسِرَ یَخْسَرُ خُسْرًا، خُسْرَانًا) اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ ہوتا تو تم ضرور تباہ ہونے والوں میں سے ہوتے یعنی دین و دنیا دونوں میں خسارہ پانے والے ہوتے۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿٦٥﴾ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٦﴾

وَ	لَقَدْ	عَلِمْتُمُ	الَّذِيْنَ	اعْتَدَوْا
اور	البتہ	تم نے جان لیا	ان کو جنہوں نے	تجاوز کیا۔ تعدّی کی
مِنْ كُمْ	فِي	السَّبْتِ	فَ	قُلْنَا
(سے) تم	(میں)	سبت میں	پس	کہا ہم نے
لَ	هُمْ	كُوْنُوْا	قِرَدَةً	خٰسِـِٕيْنَ
واسطے	ان کے	بن جاؤ	بندر	ذلیل و خوار
فَ	جَعَلْنَا	هَا	نَكَالًا	لِّ مَا
پس	بنایا ہم نے	ان کو	عبرت	واسطے ان
بَيْنَ يَدَيْ	هَا	وَ مَا	خَلْفَ	هَا
سامنے والوں	اسکے	اور جو	پیچھے	انکے

وَ مَوْعِظَةً	لِّ	الْمُتَّقِيْنَ
اور نصیحت	واسطے	متقی لوگوں کیلئے

"تم خوب جان چکے ہو ان لوگوں کو جنہوں نے تم میں سے سبت کے بارہ میں تجاوز کیا تھا تو ہم نے ان سے کہا کہ ذلیل بندر ہو جاؤ ﴿٦٥﴾ پھر ہم نے اسے (موجب) عبرت بنا دیا اس زمانہ

Scanned with CamScanner

کے اور اس کے بعد کے لوگوں کے لئے اور ایک (موجب) نصیحت (بنا دیا) خوفِ خدا رکھنے والوں کے لئے ۔" ۶۶

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ لَ اور قَدْ دونوں تاکید کے لئے ہیں ۔ عَلِمْتُمْ ماضی جمع مذکر مخاطب (عَلِمَ يَعْلَمُ عِلْمًا) تم نے جانا ۔ تمہیں علم یقینی حاصل ہوا ۔

الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ ۔ الَّذِيْنَ موصول ، وہ لوگ جنہوں نے ۔ اعْتَدَوْا ماضی جمع مذکر غائب (اِعْتَدٰى يَعْتَدِيْ اِعْتِدَاءً) افتعال ، اس کا مادہ عدا ہے عَدْو کے معنی حد سے تجاوز کرنا ۔ مِنْكُمْ تمہارے آباء و اسلاف میں سے ۔ فِي السَّبْتِ سبت کے لفظی معنی کاٹنے کے ہیں شنبہ کو کہتے ہیں ۔ ہفتہ کا ساتواں دن یہود کے لئے عبادت کا دن تھا اس دن اور کاروبار ممنوع تھے ۔

فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ۝ پس کہا ہم نے ان کے لئے کہ بن جاؤ بندر ذلیل ۔ فَقُلْنَا ماضی جمع متکلم (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) ہم نے ان سے کہا ۔ كُوْنُوْا فعل امر جمع مذکر (كَانَ يَكُوْنُ كَوْنًا) قِرَدَةً بندر ۔ خٰسِئِيْنَ واحد خاسئ ذلیل و مردود کو کہتے ہیں اس کا مادہ خساء ہے جس کے معنی ہیں ذلیل ہو کر پیچھے ہٹنا ۔

رَوَى ابْنُ جُبَيْرٍ وَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهٗ قَالَ مَا مُسِخَتْ صُوَرُهُمْ وَلٰكِنْ مُسِخَتْ قُلُوْبُهُمْ مَثَلُوْا بِالْقِرَدَةِ كَمَا مَثَلُوْا بِالْحِمَارِ ان کی صورتیں مسخ نہیں ہوئی تھیں بلکہ ان کے دل مسخ ہوئے

پس بندر سے ان کی تمثیل دی گئی جیسے گدھے سے مثال دی گئی تھی ۔

جمہور مفسرین کی رائے ہے کہ یہ قریہ ایلہ ۔ طبریہ یا مدین تھا اور یہ واقعہ حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں پیش آیا ۔ جمہور مفسرین کی یہ بھی رائے ہے کہ ان کی صورتیں مسخ ہو کر وہ حقیقی طور پر بندر بن گئے تھے ۔ وَالْاٰيَةُ لَيْسَتْ نَصًّا فِيْهِ وَلَمْ يَبْقَ اِلَّا النَّقْلُ ۔ قِيْلَ بَلْ جَعَلَ اَخْلَاقَهُمْ كَاَخْلَاقِهَا وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ صُوَرُهُمْ كَصُوَرِهَا (راغب)

وَظَاهِرُ الْقُرْاٰنِ اَنَّهُمْ مُسِخُوْا قِرَدَةً عَلَى الْحَقِيْقَةِ وَعَلٰى ذٰلِكَ جُمْهُوْرُ الْمُفَسِّرِيْنَ وَهُوَ الصَّحِيْحُ (روح)

بظاہر یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کی شکلیں مسخ ہو کر بندر بن گئے تھے ۔ جمہور مفسرین کی یہی رائے ہے ۔

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

وَجَعَلْنٰهَا اور بنایا ہم نے اسے ماضی جمع متکلم (جَعَلَ يَجْعَلُ جَعْلًا) ھا ضمیر کا مرجع عقوبت یا مسخ شدہ امت ہے ۔

وَجَعَلْنَا تِلْكَ الْعُقُوْبَةَ (ابن جریر)

نَكَالًا ، عبرت ناک سزا ۔ نکال ایسی سزا اور اہانت جو دوسروں کے لئے عبرت کا باعث بنے ۔ (نَكَلَ يَنْكُلُ نَكْلًا وَنِكَالًا) ۔

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا ۔ مَا دونوں جگہ بمعنی مَنْ آیا ہے ۔ مَا بَيْنَ يَدَيْهَا معاصرین کے لئے ۔ وَمَا خَلْفَهَا بعد میں آنے والوں کے لئے ہے ۔ لِاُمَمِ الَّتِيْ فِيْ زَمَانِهَا وَبَعْدِهَا (جلالین)

وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۔ (وَعَظَ يَعِظُ وَعْظًا) مَوْعِظَةً

Scanned with CamScanner

نصیحت ۔ اس واقعہ کو ہم نے موعظ بنا دیا تاکہ متقی لوگوں کو اس واقعہ کی حکایت سے راہِ تقویٰ کی طرف ترغیب اور زیادہ ہو

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا
بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ
اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ
يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا
فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا
تُؤْمَرُوْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا
لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ
فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ
يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ
اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا
ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ

لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا
وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

وَ اِذْ	قَالَ	مُوْسٰى	لِ	قَوْمِ هٖٓ
اور جب	کہا	موسیٰ نے	واسطے	قوم اپنی
اِنَّ	اللّٰهَ	يَاْمُرُ	كُمْ	اَنْ
بے شک	اللہ	حکم دیتا ہے	تم کو	یہ کہ
تَذْبَحُوْا	بَقَرَةً	قَالُوْٓا	اَ	تَتَّخِذُ	نَا
تم ذبح کرو	گائے	انہوں نے کہا	کیا	بناتا ہے ہم کو
هُزُوًا	قَالَ	اَعُوْذُ	بِ اللّٰهِ	اَنْ
ہنسی کھیل	کہا	میں پناہ مانگتا ہوں	ساتھ اللہ کے	یہ کہ
اَكُوْنَ	مِنَ	الْجٰهِلِيْنَ	قَالُوْا	ادْعُ
ہو جاؤں میں	(سے)	جاہلوں سے	انہوں نے کہا	دعا کر پکار
لَ نَا	رَبَّ كَ	يُبَيِّنْ	لَ نَا	مَا هِيَ
واسطے ہمارے	رب اپنے سے کہ	وہ بیان کرے	واسطے ہمارے	کیا ہے وہ (گائے)
قَالَ	اِنَّ هٗ	يَقُوْلُ	اِنَّ هَا	بَقَرَةٌ
اس نے کہا	بیشک وہ	کہتا ہے	بیشک وہ	گائے
لَّا	فَارِضٌ	وَّ لَا	بِكْرٌ	عَوَانٌۢ
نہ	بوڑھی	اور نہ	بن بیاہی	درمیانہ عمر

Scanned with CamScanner

بَيْنَ	ذٰلِكَ	فَ فَعَلُوْا	مَا	تُؤْمَرُوْنَ
درمیان	اسکے	پس کرو تم	جو	تمکو حکم دیا جاتا ہے
قَالُوا	اُدْعُ	لَ نَا	رَبَّ كَ	يُبَيِّنْ
انہوں نے کہا	درخواست کر	واسطے ہمارے	رب اپنے سے	وہ بیان کرے
لَّ نَا	مَا	لَوْنُ	هَا	قَالَ
واسطے ہمارے	کیا	رنگ	اس کا	کہا
اِنَّ هٗ	يَقُوْلُ	اِنَّ هَا	بَقَرَةٌ	صَفْرَآءُ
بیشک وہ	وہ کہتا ہے	بیشک وہ	گائے	زرد رنگ کی
فَاقِعٌ	لَّوْنُ هَا	تَسُرُّ	النّٰظِرِيْنَ	قَالُوا
شوخ روشن	رنگ اسکا	سرور بخشتا ہو	دیکھنے والوں کو	انہوں نے کہا
اُدْعُ	لَ نَا	رَبَّ كَ	يُبَيِّنْ	لَ نَا
درخواست کر	واسطے ہمارے	رب اپنے سے	کہ وہ بیان کرے	واسطے ہمارے
مَا هِيَ	اِنَّ	الْبَقَرَ	تَشٰبَهَ	عَلَيْ نَا
کیا (ہے) وہ	بیشک	گائے	مشتبہ ہوگی	اوپر ہمارے
وَ اِنَّآ	اِنْ شَآءَ	اللّٰهُ	لَ	مُهْتَدُوْنَ
اور بیشک ہم	اگر چاہا	اللہ نے	البتہ	راستہ پانے والے
قَالَ	اِنَّ هٗ	يَقُوْلُ	اِنَّ هَا	بَقَرَةٌ
کہا	بیشک وہ	وہ کہتا ہے	بیشک وہ (گائے)	گائے ہے
لَّا	ذَلُوْلٌ	تُثِيْرُ	الْاَرْضَ	وَ لَا
نہ	محنت کرنیوالی	پھاڑتی ہو	زمین کو	اور نہ

تَسْقِي	الْحَرْثَ	مُسَلَّمَةٌ	لَّا	شِيَةَ
سیراب کرتی ہو	کھیتی کو	صحیح سالم	نہ	داغ دھبہ
فِيْ هَا	قَالُوا	الْئٰنَ	جِئْتَ	بِ
(میں) اس میں	انہوں نے کہا	اب	تو لایا	ساتھ
الْحَقِّ	فَ	ذَبَحُوْا	هَا	وَ مَا
درست بات	پس	انہوں نے ذبح کیا	اسکو	اور نہ

كَادُوْا	يَفْعَلُوْنَ
قریب تھے	وہ کرتے

"اور (وہ وقت یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ تمہیں اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو وہ بولے آپ ہم سے ہنسی کر رہے ہیں کیا؟ موسیٰؑ نے کہا اللہ مجھے اس سے پناہ میں رکھے کہ میں جاہلوں میں ہو جاؤں ۶۷ وہ بولے ہماری طرف سے اپنے پروردگار سے درخواست کیجئے کہ وہ ہمیں بتلائے کہ وہ کیسی ہو، کہا کہ وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بوڑھی ہو نہ بن بیاہی (بلکہ) دونوں عمروں کے درمیان ہو سو (اب) کر ڈالو جو کچھ تمہیں حکم ملا ہے ۶۸ وہ بولے ہماری طرف سے اپنے پروردگار سے درخواست کیجئے کہ وہ ہمیں بتلائے کہ اس کا رنگ کیسا ہے؟ کہا کہ وہ فرماتا ہے کہ گائے خوب گہرے زرد رنگ کی ہو۔ دیکھنے والوں کو اچھی معلوم ہوتی ہو ۶۹ وہ بولے اپنے پروردگار سے ہماری طرف سے درخواست کیجئے کہ وہ ہمیں بتلائے کہ وہ (اب)

Scanned with CamScanner

کیسی ہو؟ اس لئے کہ گائے میں ہمیں اشتباہ پڑ گیا ہے اور اللہ نے چاہا تو ہم ضرور راہ پائیں گے۔ کہا کہ وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے محنت کرنے والی نہ ہو جو زمین کو جوتتی ہو اور نہ کھیتی کو پانی دیتی ہو اس میں کوئی داغ (دھبہ) نہ ہو، وہ بولے اب آپ ٹھیک پتہ لائے۔ پھر انہوں نے اسے ذبح کیا اور وہ ایسا کرتے معلوم نہیں ہوتے تھے۔ ۷۱،۷۰

تشریحات لغوی و تفسیری مطالب

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ ـــ وَاِذْ ـــ واذکروا۔ اور وہ وقت یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا یہاں سے اس واقعہ کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک قتل ہو گیا تھا اور قاتل کا پتہ نہیں چل رہا تھا۔ قاتل کی نشاندہی کے لئے گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا۔ بنی اسرائیل میں مصر میں رہنے کی وجہ سے شرکیہ رسوم عام ہو چکی تھیں ان میں سے ایک گائے کا تقدس بھی تھا۔ ہندوستان کی طرح مصر میں بھی گائے کی تقدیس اور پرستش کی جاتی تھی۔ اسی بنا پر بنی اسرائیل کو گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ ذبح کرو گائے ـــ يَاْمُرُ مضارع واحد مذکر غائب (اَمَرَ يَاْمُرُ اَمْرًا) حکم دیتے ہیں ـــ تَذْبَحُوْا مضارع جمع مذکر مخاطب (ذَبَحَ يَذْبَحُ ذَبْحًا)

قَالُوْٓا جمع مذکر غائب (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا)

اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ـــ اَ کلمۂ استفہام ـــ تَتَّخِذُنَا مضارع جمع مخاطب

(اِتَّخَذَ يَتَّخِذُ اِتِّخَاذًا) پکڑنا ٹھہرانا ـــ هُزُوًا، استہزاء۔ تمسخر۔ انہوں نے کہا کیا آپ ہمارا مذاق اڑاتے ہیں۔ بنی اسرائیل ایسے مقدس جانور کے ذبح کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ جب موسیٰؑ نے انہیں گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تو وہ یہی سمجھے کہ حضرت موسیٰؑ ہنسی مذاق کے طور پر یہ کہہ رہے ہیں۔

قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ ـــ قَالَ موسیٰؑ نے کہا ـــ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مضارع واحد متکلم (اَعَاذَ يُعِيْذُ اِعَاذَةً) پناہ مانگنا اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ یہ کہ میں جاہلوں میں ہو جاؤں ـــ جہل کے لغوی معنی ہیں "کسی کام کو اس کے صحیح طریقہ کے برخلاف کرنا"

اَلْجَهْلُ فِعْلُ الشَّيْءِ بِخِلَافِ مَا حَقُّهٗ اِنْ يُفْعَلَ (راغب) اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف بات کہنا سب سے بڑا جہل ہے۔ دینی امور میں استہزاء سے کام لینا گناہِ عظیم اور بہت بڑی جہالت ہے ـــ عام معاملات میں مزاح یا خوش طبعی تو جائز ہے لیکن استہزاء یا تمسخر ناجائز ہے۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ ـــ قَالُوا ادْعُ لَنَا انہوں نے کہا اپنے پروردگار سے درخواست کیجئے ـــ ادع امر واحد مذکر دَعَا يَدْعُوْ دَعْوَةً پکارنا۔ درخواست کرنا ـــ يُبَيِّنْ لَّنَا مضارع واحد مذکر غائب (بَيَّنَ يُبَيِّنُ) تَبْيِيْنٌ بیان کرنا ـــ مَا هِيَ کیا ہے وہ ـــ اَیْ مَا حَالُهَا وَصِفَتُهَا (بیضاوی) یعنی اس کی کیفیت اور صفات کیا ہے؟

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ موسیٰؑ نے کہا کہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ گائے نہ بوڑھی ہو اور نہ بن بیاہی۔

Scanned with CamScanner

فَارِضٌ مُسِنَّۃٌ اِنْقَطَعَتْ وِلَادَتُھَا بوڑھی جس کی ولادت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہو ـــ فَارِض کا مادہ فرض ہے جس کے معنی ہیں سخت چیز کا کاٹنا قطعی حکم کو بھی فرض کہا جاتا ہے۔

بکر ـ بکرہ دن کے پہلے حصہ کو کہتے ہیں ـ بکر اسے بھی کہتے ہیں جس نے ابھی بچہ نہ جنا ہو۔

عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ـــ اَلْعَوَانُ النِّصْفُ فِی السِّنِّ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَھَائِمِ (النار) ـــ اَلْعَوْنُ الْمُتَوَسِّطُ بَيْنَ السِّنِّيْنَ (راغب) عورتوں اور بہائم میں سے درمیانی عمر والے کو عوان کہتے ہیں۔

فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ۝ جس بات کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے کر گزرو۔ فَافْعَلُوْا امر جمع مذکر (فَعَلَ يَفْعَلُ فِعْلًا) ـ مَا موصولہ ـ تُؤْمَرُوْنَ۔ مضارع مجہول جمع مذکر مخاطب (اَمَرَ يَاْمُرُ اَمْرًا)

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُھَا انہوں نے کہا درخواست کیجئے ہمارے لئے اپنے پروردگار سے کہ وہ بیان کرے ہمارے لئے کہ کیا ہے اس کا رنگ ـــ يُبَيِّنْ (بَيَّنَ يُبَيِّنُ تَبْيِيْنًا) بیان کرنا ـ لَوْن رنگ مزید حجت بازی سے کام لیتے ہوئے پھر سوال کیا کہ اس کا رنگ کیا ہے؟

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُھَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ۝ ـــ بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ ـــ اِصفر زرد رنگ کو کہتے ہیں۔ صفراء اس کی مؤنث ہے ـ زرد رنگ کی گائے ـــ فَاقِعٌ لَّوْنُھَا اس کا رنگ شوخ اور کھلتا ہوا ہو ـــ اَلْفَاقِعُ شَدِيْدُ الصُّفْرَةِ فِیْ صَفَاءٍ بِحَيْثُ لَا يُخَالِطُهٗ

لَوْنٌ اٰخَرُ وَبَعْضُ اَھْلِ اللُّغَةِ لَا يَخُصُّهٗ بِالْاَصْفَرِ بَلْ يَجْعَلُهٗ وَصْفًا لِكُلِّ لَوْنٍ صَافٍ (المنار)

شوخ زرد رنگ کہ اور دوسرا رنگ اس سے ملا ہوا نہ ہو اور بعض اہل لغۃ ہر صاف رنگ کو فاقع کہتے ہیں۔

تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ مضارع واحد مؤنث (سَرَّ يَسُرُّ سَرًّا) خوشنما دکھائی دے ـــ النّٰظِرِيْنَ واحد ناظر۔ دیکھنے والوں کو

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا ھِیَ ۙ انہوں نے کہا تو اپنے پروردگار سے ہمارے لئے درخواست کر کہ وہ کیسی ہو۔

اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا بے شک گائے میں ہمیں اشتباہ پڑ گیا ہے ـ تشبہ (تَشَابَهَ يَتَشَابَهُ تَشَابُھًا) (تفاعل) شبہ کا پیدا ہونا۔ مشتبہ ہونا

وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُھْتَدُوْنَ ۝ ـــ اِنْ شرطیہ شَآءَ ماضی واحد مذکر اللّٰہ فاعل ـ لام تاکید کے لئے ـــ مُھْتَدُوْنَ واحد مھتدی اسم فاعل (اِھْتَدٰی يَھْتَدِیْ اِھْتِدَاءً) ـ (افتعال) اور ہم اگر اللہ نے چاہا تو ضرور صحیح راہ پا لیں گے۔

وَقَدْ اَرَادُوْا بِھٰذَا السُّؤَالِ زِيَادَةَ التَّمْيِيْزِ بِكَوْنِھَا عَامِلَةً اَوْ سَائِمَةً ـــ رنگ اور حلیہ کے بیان کے بعد مزید وضاحت چاہی کہ یہ امر تو ہم پر مشتبہ ہو گیا آپ مزید وضاحت کر دیجئے انشاء اللہ ہم ایسی گائے کو ضرور ذبح کریں گے۔

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِی

Scanned with CamScanner

الْحَرْثَ ، مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ـ قَالَ فعل ماضی واحد مذکر غائب تاکید کے لئے ہٗ ضمیر راجع اللہ کی طرف اِنَّهَا میں هَا ضمیر مؤنث للبقرة لَا کلمہ نفی ذَلُوْلٌ بروزن فعول اَیْ غَیْرُ مُذَلَّلَةٍ بِالْعَمَلِ فِی الْحَرَاثَةِ وَلَا فِی السَّقِی (المنار) یعنی وہ کھیتی باڑی اور پانی نکالنے کے عمل سے خستہ حال نہ ہو ـ تُثِیْرُ مضارع واحد مؤنث غائب (اَثَارَ یُثِیْرُ اِثَارَةً) زراعت کے لئے زمین کو پھاڑنے کو کہتے ہیں ـ وَلَا تَسْقِی الْحَرْثَ ـ لَا نہی ـ تَسْقِی مضارع واحد مؤنث غائب (سَقٰی یَسْقِیْ سَقْیًا) سیراب کرنا ـ الحرث کھیتی ـ زراعت ـ مُسَلَّمَةٌ اسم مفعول واحد مؤنث (سَلَّمَ یُسَلِّمُ تَسْلِیْمًا) سلامتہ اور خالص ہونا ـ مُسَلَّمَةٌ مِنَ الْعُیُوْبِ تمام عیوب سے پاک ہو ـ لَا شِیَةَ فِیْهَا ـ لَا کلمہ نفی ـ شِیَةَ (وشی یشی وَشْیًا وَشِیَةً) داغدار ہونا یا کسی چیز کو داغدار کرنا ـ عیب لگانا ـ ایک رنگ کا دوسرے سے خلط کرنا ـ لَا شِیَةَ فِیْهَا ایک ہی رنگ کی ہو کسی اور رنگ سے آمیزش نہ ہو.

قَالُوا الْئٰنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ، فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

قَالُوْا ماضی جمع مذکر غائب (قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا) ـ اَلْئٰنَ اب ـ جِئْتَ ماضی واحد مذکر حاضر (جَاءَ یَجِیْئُ مَجِیْئًا) بِالْحَقِّ بامر ثابت حق اور درست ذَبَحُوْا ماضی جمع مذکر مخاطب (ذَبَحَ یَذْبَحُ ذَبْحًا) هَا ضمیر للبقرة وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ـ وَمَا قَارَبُوْا اَنْ یَّذْبَحُوْهَا اِلَّا اَنَّ اِنْتَهَتْ اَسْئِلَتُهُمْ رَوَی ابْنُ جَرِیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوْفًا " لَوْ ذَبَحُوْهَا اَیْ بَقَرَةً اَرَادُوْا لَاَجْزَاَهُمْ وَلٰكِنْ شَدَّدُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ فَشَدَّدَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ابن عباس رضی سے مروی

ہے کہ اگر وہ کوئی سی گائے ذبح کر دیتے تو کفایت ہو سکتی تھی لیکن بار بار کے سوالات سے خواہ مخواہ انھوں نے اپنے آپ پر تشدید کی تو اللہ تعالیٰ بھی قیود کو بڑھاتے گئے.

ما کلمہ نفی كَادُوْا ماضی جمع مذکر غائب کاد افعال مقاربہ میں سے ہے وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ یعنی وہ ایسا کرنے کے قریب نہیں تھے.

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ، وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ، كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

وَ	اِذْ	قَتَلْتُمْ	نَفْسًا	فَ	ادّٰرَءْتُمْ
اور	جب	تم نے قتل کیا	ایک شخص کو	پس	اختلاف کیا
فِیْ	هَا	وَ	اللّٰهُ	مُخْرِجٌ	مَّا كُنْتُمْ	تَكْتُمُوْنَ
(میں)	اس میں	اور	اللہ	ظاہر کرنے والا ہے	وہ جو تھے تم	تم چھپاتے تھے
فَ	قُلْنَا	اضْرِبُوْا	هُ	بِ	بَعْضِ	هَا
پس ہم نے کہا	مارو	اسکو	ساتھ	بعض ٹکڑا	اسکے
كَذٰلِكَ	يُحْيِ	اللّٰهُ	الْمَوْتٰى	وَ
اسی طرح	زندہ کرتا ہے	اللہ	مردوں کو	اور

Scanned with CamScanner

يُرِيْ	كُمْ	اٰيٰتِهٖ	لَعَلَّكُمْ	تَعْقِلُوْنَ
دکھاتا	تم کو	نشانیاں اپنی	تاکہ تم	عقل سے کام لو

"اور (وہ وقت یاد کرو) جب تم نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا تھا پھر تم آپس میں اس بات پر جھگڑنے لگے اور اللہ کو وہ ظاہر کر دینا تھا جسے تم چھپا رہے تھے ۷۲ تو ہم نے کہا کہ اس (میت) پر اس (گائے) کا کوئی ٹکڑا مارو یونہی اللہ مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو" ۷۳

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

وَاِذْ ۔ واذکروا

قَتَلْتُمْ ماضی جمع مذکر مخاطب (قَتَلَ يَقْتُلُ قَتْلًا)

نَفْسًا کسی نفس جان کو۔

فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ۔ اِدّٰرَأْتُمْ ماضی جمع مذکر مخاطب اِدّٰرَأْتُمْ بروزن اِفَّاعَلْتُمْ اصل میں تَدَارَأْتُمْ تھا پھر ت کا دال میں ادغام ہوا تو اِدّٰرَأْتُمْ بن گیا اس کا مادہ دَرْءٌ بمعنی دفاع ہے۔ آپس میں جھگڑنے اور ایک دوسرے پر الزام لگانے کو کہتے ہیں ۔۔۔ یعنی تم سے ہر ایک اس قتل سے اپنے آپ کو بری قرار دیتا ہے اور دوسرے کی طرف منسوب کرتا ہے۔

وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۔ مُخْرِجٌ اسم فاعل (اَخْرَجَ يُخْرِجُ اِخْرَاجًا) ۔۔۔ ما موصولہ ۔ كُنْتُمْ ماضی جمع مذکر مخاطب (كَانَ يَكُوْنُ كَوْنًا) ۔۔۔ تَكْتُمُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (كَتَمَ يَكْتُمُ كَتْمًا) ۔

چھپانا۔ پردہ ڈالنا۔ جسے تم چھپانا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرنے والے تھے۔

قولہ تعالیٰ:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً.

"اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو۔"

مُقَدَّمٌ فِي التِّلَاوَةِ وَقَوْلُهٗ اِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا مُقَدَّمٌ فِي الْمَعْنٰى عَلٰى جَمِيْعِ مَا ابْتَدَاءَ بِهٖ مِنْ شَاْنِ الْبَقَرَةِ (قرطبی)

هٰذِهِ الْوَاقِعَةُ وَاقِعَةُ (قَتْلِ النَّفْسِ) جَرَتْ قَبْلَ اَمْرِهِمْ بِذَبْحِ الْبَقَرَةِ وَاِنْ وَرَدَتْ فِي الذِّكْرِ بَعْدَهٗ وَالسِّرُّ فِيْ ذٰلِكَ التَّشْوِيْقُ اِلٰى مَعْرِفَةِ السَّبَبِ فِيْ ذَبْحِ الْبَقَرَةِ قَالَ الْعَلَّامَةُ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ اِنَّمَا غُيِّرَ التَّرْتِيْبُ لِتَكْرِيْرِ التَّوْبِيْخِ وَتَثْنِيَةِ التَّقْرِيْعِ فَاِنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْ قَتْلِ النَّفْسِ الْمُحَرَّمَةِ وَالْاِسْتِهْزَاءِ بِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْاِجْتِرَاءِ عَلٰى اَمْرِهٖ جِنَايَةٌ عَظِيْمَةٌ جَدِيْرٌ بِاَنْ تُثْنٰى عَلَيْهِمْ (ابن کثیر)

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً کی آیت تلاوت کے لحاظ سے مقدم ہے اور اِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا کی آیت معنی کے لحاظ سے مقدم ہے (قرطبی)

یہ قتل کا واقعہ ذبح گائے کے حکم سے پہلے کا ہے اگرچہ قرآن مجید میں اس کا بعد میں ذکر کیا ہے اور اس تقدیم و تاخیر کا راز یہ ہے کہ گائے کے ذبح کرنے میں سبب اصلی کی طرف شوق دلایا جائے۔ علامہ ابوالسعود نے کہا ہے کہ توبیخ اور ملامت کے تکرار اور زور دینے کے لئے ترتیب میں تبدیلی کی گئی اسلئے کہ قتل نفس۔ موسیٰ علیہ السلام کا استہزاء اور آپ کے حکم پر حجت بازی یہ سب ایسے

Scanned with CamScanner

امور ہیں کہ ان پر انہیں سخت تنبیہ کی جائے۔

گائے کا ذبح کرنا اور مقتول کا زندہ ہونا

ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص بہت مالدار تھا اور اس کی کوئی اولاد نہ تھی اس کے بھتیجے نے چچا کا مال حاصل کرنے کے لئے اسے قتل کیا اور کسی اور آدمی کے گھر کے قریب ڈال آیا پھر اپنے چچا کے خون کا اس سے مطالبہ کر دیا جس سے بنی اسرائیل میں جھگڑا پیدا ہوگیا۔ بعض نے رائے پیش کی کہ یہ قضیہ موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پیش کیا جائے جس پر موسیٰ علیہ السلام نے انہیں گائے ذبح کرنے اور اس کے اجزاء مقتول پر مارنے کا حکم دیا مقتول نے قاتل کی نشاندہی کر دی۔

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ۔ فَقُلْنَا ماضی جمع متکلم (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) اِضْرِبُوْهُ۔ امر جمع مذکر (ضَرَبَ يَضْرِبُ ضَرْبًا) ۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب قتیل کے لئے ہے ۔ بِبَعْضِهَا ۔ اَیْ بِبَعْضِ اَجْزَاءِ الْبَقَرَةِ یعنی اس گائے کے بعض اجزاء یعنی کوئی ٹکڑا میت پر مارو۔

كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ ۔ كَذٰلِكَ کلمہ تشبیہ۔ يُحْيِ مضارع واحد مذکر غائب (اَحْيٰ يُحْيِيْ اِحْيَاءً) زندہ کرنا ۔ الْمَوْتٰى بروزن فعلٰی جمع میت کی یونہی اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کریگا۔

وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ ۔ يُرِيْكُمْ مضارع واحد مذکر غائب (اری یری ارایۃ) دکھانا ۔ اٰيٰتِهٖ واحد اٰیت علامت نشانی ۔ لَعَلَّكُمْ کلمہ ترجی (امید) ۔ تَعْقِلُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب

(عَقَلَ يَعْقِلُ عَقْلًا) یعنی اللہ تعالیٰ اس طرح تمہیں اپنے قدرت کے دلائل دکھاتا ہے تاکہ تم تفکر و تدبر سے کام لو اور یہ جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہیں۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ۭ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاۗءُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

ثُمَّ	قَسَتْ	قُلُوْبُ	كُمْ	مِنْ بَعْدِ
پھر	سخت ہوگئے	دل	تمہارے	(سے) بعد
ذٰلِكَ	فَ هِيَ	كَ	الْحِجَارَةِ	اَوْ اَشَدُّ
اسکے	پس وہ	مثل۔ مانند	پتھر	یا زیادہ شدید
قَسْوَةً	وَ اِنَّ	مِنَ	الْحِجَارَةِ	لَ مَا
سختی	اور بیشک	(سے)	پتھروں میں سے پتھر	البتہ وہ کہ
يَتَفَجَّرُ	مِنْ هُ	الْاَنْهَارُ	وَ اِنَّ	مِنْ هَا
پھوٹتی ہیں	(سے) اس سے	نہریں۔ دریا	اور بیشک	(سے) اس سے

Scanned with CamScanner

لَ مَا	يَشَّقَّقُ	فَ	يَخْرُجُ	مِنْ
البتہ وہ کہ	پھٹ جاتا ہے	پس	نکلتا ہے	(سے) اس سے
الْمَاءُ	وَ اِنَّ	مِنْ هَا	لَ مَا	يَهْبِطُ
پانی	اور بیشک	(سے) اس سے	البتہ وہ کہ	گرتا ہے
مِنْ	خَشْيَةِ	اللّٰهِ	وَ مَا	اللّٰهُ
سے	ہیبت سے	اللہ کی	اور نہیں	اللہ
	بِغَافِلٍ	عَنْ مَّا	تَعْمَلُوْنَ	
	بے خبر	اس سے جو	تم کرتے ہو	

"اس پر بھی تمہارے دل اسکے بعد بھی سخت ہی رہے چنانچہ وہ مثل پتھر کے ہیں بلکہ سختی میں ان سے بھی بڑھ کر اور پتھر تو کوئی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس سے دریا پھوٹ نکلتے ہیں اور کوئی ان میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ پھٹ جاتا ہے اور اس میں سے پانی نکلتا ہے اور کوئی ان میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ کی ہیبت سے نیچے آ گرتا ہے اور کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں۔"

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

ثُمَّ حروفِ عطف للتراخی (تاخیر کے لئے) لیکن یہاں استبعاد کے لئے۔

قَسَتْ ماضی واحد مؤنث غائب (قَسَا يَقْسُوْ قَسْوَةً) صلابت اور سختی کو کہتے ہیں۔

قُلُوْبُكُمْ واحد قلب۔ كُمْ ضمیر جمع مخاطب

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ یعنی روشن معجزات کے دیکھنے کے بعد۔

فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ فَهِيَ ضمیر مؤنث للقلوب كَ للتشبیہ۔ اَلْحِجَارَةِ پتھر۔ اَوْ شک کیلئے لیکن یہاں بمعنی بل کے ہیں اَوْ بمعنی بل (کبیر) ۔ اَشَدُّ افعل تفضیل مِنَ الشِّدَّتِ زیادہ شدید یعنی ان میں سے کچھ کے دل پتھر کی طرح اور کچھ کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں

وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ۔ اِنَّ حرف مشبہ بفعل مِنَ الْحِجَارَةِ یقیناً پتھروں میں سے ایسے بھی ہیں کہ ان سے نہریں بہتی ہیں۔ لَمَا۔ لَ تاکید کے لئے اور مَا موصولہ ہے۔ يَتَفَجَّرُ مضارع واحد مذکر غائب باب تفعل (تَفَجَّرَ يَتَفَجَّرُ تَفَجُّرًا) اس کا مادہ فجر ہے جسکے معنی شگاف وسیع کے ہیں ۔۔۔ اَلْاَنْهَارُ واحد نہر ہے یعنی یہ پتھر اپنی صلابت اور سختی کے باوجود ان سے پانی نکلتا ہے اور وہ زمین کو سیراب کرتے ہیں لیکن یہ قلوب بالکل ہی تاثر سے خالی ہیں۔

وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ

وَاِنَّ مِنْهَا اور ان میں سے کوئی ایسا بھی ہوتا ہے۔ لَمَا لام تاکید اور ما موصولہ ۔۔۔ يَشَّقَّقُ۔ اَلتَّشَقُّقُ طول یا عرض میں پھٹنے کو کہتے ہیں اس کا مادہ شق ہے۔

فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ مضارع واحد مذکر غائب (خَرَجَ يَخْرُجُ خُرُوْجًا) یعنی ایسے پتھر بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عظمت سے پھٹ جاتے ہیں اور ان سے چشمے بہنے لگتے ہیں

وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ اور کوئی ان میں سے ایسا

Scanned with CamScanner

بھی ہوتا ہے جو یَهْبِطُ مضارع واحد مذکر غائب (هَبَطَ يَهْبِطُ هُبُوطًا) گرنا۔ النزول۔

مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ اللہ کی ہیبت سے ۔ خشیۃ سے مجازاً مراد انقیاد اور اطاعت ہے۔ (بیضاوی)۔

بعض کا خیال ہے کہ یہاں خشیۃ اللہ سے مراد اس کی حقیقت ہے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہارے دل قسوت اور سختی کے لحاظ سے پتھر کی طرح ہیں بلکہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ حالانکہ بعض پتھر ایسے ہیں کہ ان سے پانی کے چشمے پھوٹتے ہیں اور وہ حوادث زمانہ سے متاثر ہوتے ہیں جیسے زلزلہ اور سخت کڑک وغیرہ سے لیکن تمہارے دل آیات الٰہیہ سے متاثر نہیں ہوتے گویا کہ تمہارے دل ان پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ ۔ مَا نافیہ۔ عَمَّا ۔ عَنْ اور مَا سے مرکب ہے اس چیز سے ۔ تَعْمَلُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (عَمِلَ يَعْمَلُ عَمَلًا) اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے غافل اور بے خبر نہیں ہیں اس میں ان کے لئے سخت وعید ہے۔

أَفَتَطْمَعُوْنَ أَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَإِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ

آمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا أَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ أَوَلَا يَعْلَمُوْنَ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝

أَ فَ	تَطْمَعُوْنَ	أَنْ	يُّؤْمِنُوْا	لَ كُمْ
کیا پس	تم طمع رکھتے ہو	یہ کہ	وہ ایمان لائینگے	واسطے تمہارے
وَ قَدْ	كَانَ	فَرِيْقٌ	مِنْ هُمْ	يَسْمَعُوْنَ
اور تحقیق	تھا	ایک گروہ	(سے) ان سے	وہ سنتے ہیں
كَلَامَ	اللّٰهِ	ثُمَّ	يُحَرِّفُوْنَهٗ	مِنْ بَعْدِ
کلام	اللہ	پھر	تحریف کرتے ہیں وہ	(سے) بعد
مَا	عَقَلُوْهُ	وَ هُمْ	يَعْلَمُوْنَ	وَ إِذَ
اس کے	سمجھ لیا اسکو	اور وہ	جانتے ہیں	اور جب
لَقُوْا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	قَالُوْا	اٰمَنَّا
وہ ملاقات کریں	ان سے جو	ایمان لائے	انہوں نے کہا	ہم ایمان لائے
وَ إِذَ	خَلَا	بَعْضُ هُمْ	اِلٰى	بَعْضٍ
اور جب	تنہا ہوتے ہیں	بعض ان کے	طرف	بعض

Scanned with CamScanner

قَالُوْٓا	اَ	تُحَدِّثُوْنَ	هُمْ	بِ مَا
انہوں نے کہا	کیا	باتیں کرتے ہو	ان سے	ساتھ اسکے
فَتَحَ اللّٰهُ	عَلَيْ كُمْ	لِ	يُحَآجُّوْ	كُمْ
کھولی ہے اللہ نے	اوپر تمہارے	تاکہ	حجت قائم کریں	تم کو
بِ هٖ	عِنْدَ	رَبِّ كُمْ	اَ فَ	لَا تَعْقِلُوْنَ
ساتھ اسکے	نزدیک	رب تمہارے	کیا پس	نہ تم عقل سے کام لیتے ہو
اَوَ	لَا	يَعْلَمُوْنَ	اَنَّ	اللّٰهَ
کیا بھلا	نہیں	وہ جانتے ہیں	بیشک	اللہ
يَعْلَمُ	مَا	يُسِرُّوْنَ	وَ مَا	يُعْلِنُوْنَ
وہ جانتا ہے	جو کچھ	وہ چھپاتے ہیں	اور جو کچھ	وہ اعلان کرتے ہیں

"تو کیا تم اس کی توقع رکھتے ہو کہ وہ لوگ تمہارے (کہنے سے) ایمان لے آئیں گے درآنحالیکہ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ اللہ کا کلام سنتے ہیں پھر اسے کچھ کا کچھ کر دیتے ہیں بعد اس کے کہ اسے سمجھ چکے ہیں اور وہ اسے (خوب) جانتے بھی ہیں ۷۵ اور جب وہ ان سے ملتے ہیں جو ایمان لا چکے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم (بھی) ایمان لے آئے ہیں تو کہتے ہیں کہ اے کیا تم انہیں وہ بتا دیتے ہو جو اللہ نے تم پر منکشف کیا ہے جس سے وہ تمہیں تمہارے پروردگار کے حضور میں قائل کر دیں گے کیا یہ (اتنا بھی) نہیں جانتے ۷۶ اللہ کو اس کی بھی خبر ہے جسے یہ چھپاتے ہیں اور اس کی بھی جسے یہ جتلاتے ہیں۔" ۷۷

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا خیال تھا کہ یہود جلد اسلام کی دعوت قبول کر لیں گے اس لئے کہ یہ لوگ وحی الٰہی پر تسلیم کرنے والوں میں سے ہیں اور توحید کے قائل ہیں لیکن حق سے بغض کی بنا پر وہ اسلام کی طرف مائل نہ ہو سکے اور اس کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے ان آیات میں اسی بات کی وضاحت کی گئی ہے۔

اَ کلمۂ استفہامیہ استبعاد اور انکار کے لئے ۔ تَطْمَعُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (طَمِعَ يَطْمَعُ طَمَعًا) طمع کے عام معنی لالچ اور حرص کے ہیں لیکن مرادی معنی امید اور توقع کے بھی ہو سکتے ہیں ۔ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ مضارع جمع مذکر غائب (اٰمَنَ يُؤْمِنُ اِيْمَانًا) ۔ لَكُمْ اَیْ لِاَجْلِ دَعْوَتِكُمْ وَيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ (کشاف) یعنی تمہاری دعوت اور اس کی استجابت کے لئے۔

وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ۔ قَدْ کلمۂ تحقیق کلام كَانَ ماضی واحد مذکر غائب (كَانَ يَكُوْنُ كَوْنًا) ۔ فَرِيْقٌ گروہ۔ جماعت۔ مراد اس وقت کے یہود ۔ يَسْمَعُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب (سَمِعَ يَسْمَعُ سَمْعًا) ۔ كَلٰمَ اللّٰهِ آسمانی صحائف۔

ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ ۔ ثُمَّ للتراخی (تاخیر) يُحَرِّفُوْنَهٗ مضارع جمع مذکر غائب (حَرَّفَ يُحَرِّفُ تَحْرِيْفًا) تغیر و تبدل کرنا ۔ هٗ کی ضمیر کا مرجع کلام اللہ ہے ۔ مِنْۢ بَعْدِ مَا اس کے بعد کہ عَقَلُوْهُ ماضی جمع مذکر غائب (عَقَلَ يَعْقِلُ عَقْلًا) هٗ ضمیر کا مرجع

Scanned with CamScanner

کلام اللہ ہے ۔ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب کلام اللہ میں وہ یہ تحریف عمداً اور سوء قصد کی بناء پر جان بوجھ کر کرتے تھے۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ ۔ اِذَا کلمہ شرط ۔ لَقُوْا ماضی جمع مذکر غائب (لَقِيَ يَلْقٰى لِقَاءً) ملاقات کرنا ۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اہل ایمان سے ۔ قَالُوْٓا ماضی جمع مذکر غائب (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) ۔ اٰمَنَّا ماضی جمع متکلم (اٰمَنَ يُؤْمِنُ اِيْمَانًا) منافقین یہود کا ذکر ہے کہ جب اہل ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لے آئے ہیں

وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ۔ اِذَا کلمہ شرط ۔ خَلَا ماضی واحد مذکر (خَلَا يَخْلُوْ خَلَاءً، خَلْوَةً) تنہا ہونا ۔ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ان میں سے کچھ دوسروں کے ساتھ یعنی وہ منافق تنہائی میں آپس میں ملتے ہیں۔

قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا ماضی جمع مذکر غائب (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) ۔ اَ کلمہ استفہام ۔ تُحَدِّثُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (حَدَّثَ يُحَدِّثُ تَحْدِيْثًا) گفتگو کرنا۔ بتانا ۔ بِمَا ب جار ما موصول ۔ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ ۔ فتح ماضی واحد مذکر غائب ۔ جس چیز کا اللہ نے تمہیں علم دیا ہے فتح سے یہاں شریعت اسکے احکام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بشارت مراد ہے ۔ لِيُحَآجُّوْكُمْ ۔ لام تعلیل ۔ يُحَآجُّوْا مضارع جمع مذکر غائب (حَاجَّ يُحَاجُّ مُحَاجَّةً) باب مفاعلہ ۔ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ کے معنی ہیں تاکہ وہ تمہارے رب کی کتاب سے تم پر حجت قائم کریں

کہ تورات کے یہ بیان قرآن کے مطابق ہیں ۔ حج قصد زیارت کو کہتے ہیں اور حجت دلیل کو کہتے ہیں ۔ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۔ اَیْ عِنْدَ رَبِّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (جلالین) تاکہ وہ تم پر حجت قائم کریں۔ اس صورت میں عِنْدَ کو فی کے معنی میں سمجھنا ہوگا ۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۔ اَ کلمہ استفہام ۔ لَا تَعْقِلُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (عَقَلَ يَعْقِلُ عَقْلًا) کیا تم اتنا بھی شعور نہیں رکھتے ہو کہ مسلمانوں کو رازوں سے آگاہ کر کے خود اپنے خلاف انہیں مسلح کرتے ہو۔

اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝

اَوَ کلمہ استفہام ۔ لَا يَعْلَمُوْنَ فعل نہی مضارع جمع مذکر غائب (عَلِمَ يَعْلَمُ عِلْمًا) مَا يُسِرُّوْنَ ما موصول يُسِرُّوْنَ مضارع جمع مذکر غائب (سَرَّ يُسِرُّ سِرًّا) جو وہ چھپاتے ہیں ۔ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۔ ما موصول مضارع جمع مذکر غائب (اَعْلَنَ يُعْلِنُ اِعْلَانًا) اور جس کو وہ ظاہر کرتے ہیں کیا یہ یہود یہ نہیں جانتے کہ جو وہ چھپاتے ہیں یا ظاہر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتے ہیں اور ان کے کفر اور منافقت سے پوری طرح آگاہ ہیں۔

وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ

Scanned with CamScanner

لَهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا
مَّعْدُوْدَةً ۭ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ
اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٠﴾
بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْۗـــــٓـــــــ

اَصۡحٰبُ	النَّارِ	هُمۡ	فِیۡ هَا	خَالِدُوۡنَ
ساتھی ہیں	آگ (دوزخ کے)	وہ	(ہیں) اس میں	ہمیشہ رہیں گے
وَ	الَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡا	وَ عَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ
اور	جو لوگ کہ	ایمان لائے ہیں	اور عمل کئے	اچھے
اُولٰٓئِکَ	اَصۡحٰبُ	الۡجَنَّةِ	هُمۡ فِیۡ هَا	خَالِدُوۡنَ
وہ لوگ	ساتھی ہیں	جنّت کے	وہ اس میں	ہمیشہ رہیں گے

"اور ان میں اَن پڑھ بھی ہیں جو کتاب (الٰہی) کا کوئی علم نہیں رکھتے بجز جھوٹی آرزوؤں کے اور یہ محض تخیلات میں پڑے ہیں ۷۸ — سو (بڑی) خرابی ہے ان لوگوں کے لئے جو کتاب (الٰہی) کو اپنے سے لکھتے ہیں پھر کہہ دیتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس سے قدرے قلیل معاوضہ حاصل کریں سو خرابی ہے ان کے لئے اس کی بدولت جو وہ اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں اور خرابی ہے ان کے لئے اس کی بدولت جو وہ حاصل کرتے ہیں ۷۹ اور وہ کہتے ہیں کہ ہم کو دوزخ کی آگ چھوئے گی بھی نہیں بجز چند گنے چنے دنوں کے آپ کہئے کیا تم اللہ کے ہاں سے کوئی وعدہ پا چکے ہو جو اللہ اب اپنے وعدہ کے خلاف نہ کرے گا؟ یا (یونہی) اللہ پر جوڑ رہے ہو جس کا علم تم نہیں رکھتے ۸۰ (نہیں) بلکہ اصل یہ ہے کہ جو کوئی بھی بدی اختیار کریگا اور اس کا گناہ اس کو گھیر لے گا سو یہی لوگ اہلِ دوزخ ہیں اس میں ہمیشہ پڑے رہنے والے ۸۱ — اور جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں تو یہی لوگ

اہلِ جنّت ہیں اس میں ہمیشہ رہنے والے" ۸۲

تشریحات لغوی و تفسیری مطالب

وَمِنۡهُمۡ اُمِّیُّوۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ الۡکِتٰبَ — سابقہ آیات میں علماء یہود کا ذکر تھا جو تورات میں تحریف و تبدل سے کام لیتے ہیں اس آیت میں ان کی تقلید کرنے والے عوام کا ذکر ہے کہ یہ بھی گمراہی میں ان کے ساتھ برابر کے شریک ہیں — وَمِنۡهُمۡ یعنی یہود میں سے — اُمِّیُّوۡنَ واحد اُمِّیٌّ جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو۔ منسوب بأُمّ یعنی جیسے ماں کے بطن سے پیدا ہوا تھا ویسے ہی ہے۔ اکتساب سے علم حاصل نہیں کیا — اُمّ القریٰ (مکہ) کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے بھی اہلِ عرب کو امّی کہا جاتا ہے یعنی لَا عِلۡمَ لَهُمۡ شَیۡءٌ مِنَ الۡکِتَابِ وَلَا مَعۡرِفَةَ لَهُمۡ بِالۡاَحۡکَامِ یعنی نہ تو وہ کتاب مقدس کا علم رکھتے ہیں اور نہ ہی احکامِ الٰہی کی معرفت — لَا یَعۡلَمُوۡنَ الۡکِتٰبَ مضارع جمع مذکر (علم یعلم علماً) وہ اللہ کی کتاب کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

اِلَّآ کلمۂ استثناء۔

اَمَانِیَّ جمع اُمۡنِیَّةٌ جس کے معنی تقدیر یا اندازہ کے ہیں اسی سے تمنّی بھی ہے۔ یہاں اس کے معنی جھوٹ اور کذب کے گھڑ لینے کے ہیں — اَکَاذِیۡبُ مُخۡتَلِقَةٌ سَمِعُوۡهَا مِنۡ عُلَمَائِهِمۡ فَنَقَلُوۡهَا عَلَی التَّقۡلِیۡدِ (بحر) مختلف جھوٹی باتیں جو انہوں نے اپنے علماء سے سُنی ہیں اور پھر بطور تقلید انہیں نقل کرتے رہتے ہیں

وَاِنۡ هُمۡ اِلَّا یَظُنُّوۡنَ ۝ — اِنۡ نافیہ بمعنی مَا۔ اِلَّا کلمہ استثناء یَظُنُّوۡنَ مضارع جمع مذکر غائب (ظَنَّ یَظُنُّ ظَنًّا) ظن و شک اور تخمینہ سے کام لینا گویا

Scanned with CamScanner

کہ کسی امر کا انہیں یقین نہیں ہے اور وہ اپنے آباء کی اندھی تقلید کرتے ہیں اور اس قسم کی اندھی تقلید اور خواہشات کی پیروی قومی ضعف و انحطاط کے دوران ہر قوم و ملت میں پائی جاتی ہے۔

یہود اپنے دورِ انحطاط میں اسی مرض میں مبتلا تھے آج ہم بھی انہیں کی تقلید کر رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہم پر ہر لحاظ سے صادق آرہا ہے:

"لَتَتْبَعَنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ"

کہ تم نے اپنے سے پہلوں کے طور طریقوں کی پیروی کرنا ہے قدم بقدم اور بالشت بالشت؛

"آج ہم ان کی گمراہی کا مذاق اڑاتے ہیں لیکن اپنی گمراہی کو بھول جاتے ہیں ہم تعجب کرتے ہیں کہ وہ کس طرح اس گمراہی پر راضی ہو گئے حالانکہ آج ہم اسی قسم کی گمراہی میں خود غرق ہیں"۔ (مفتی محمد عبدہٗ)

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۔ فَ للتعقیب۔ وَيْلٌ عظیم ہلاکت اور تباہی۔ رسوائی اور ذلت یہ لفظ شر و عذاب کے لئے استعمال ہوتا ہے اس میں انتہائی درجہ کی وعید اور تہدید پائی جاتی ہے۔

لِلَّذِيْنَ واحد الذی موصول ۔ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ مضارع جمع مذکر غائب (كَتَبَ يَكْتُبُ كِتَابَةً) ۔ بِاَيْدِيْهِمْ بالاستعانۃ اَيْدِيْ واحد ید۔ ان لوگوں کے لئے تباہی اور ہلاکت ہے جنہوں نے تورات میں تحریف کی اور پھر ان تحریف کردہ آیات کو لکھا۔

ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۔ ثُمَّ لتراخی ۔ يَقُوْلُوْنَ مضارع

جمع مذکر غائب (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) پھر ان محرف آیات کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے جو موسیٰؑ پر نازل ہوا حالانکہ اس میں خود انہوں نے تحریف کر دی ہے۔

لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۔ لِ سبب کے لئے ۔ يَشْتَرُوْا مضارع جمع مذکر غائب (اِشْتَرٰى يَشْتَرِيْ اِشْتِرَاءً) ۔ ثَمَنًا قَلِيْلًا عَرَضُ الدُّنْيَا وَ حُطَامُهَا الْفَانِيْ دنیا کے منافع اور فوائد کے لئے وہ تورات میں تحریف سے کام لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے سوائے تباہی اور ہلاکت کچھ نہیں۔ ثمنِ قلیل سے مراد مال و متاع دنیا ہے۔ دنیا کا عظیم ترین نفع بھی بمقابلۂ آخرت قلیل اور حقیر ہے۔ ہر وہ چیز جس کی وجہ سے حق کو چھوڑا جائے ثمنِ قلیل ہوگی اس لئے کہ صرف حق ہی سب سے زیادہ قیمتی اور گراں قدر چیز ہے۔

فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَ وَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ۝

فَوَيْلٌ ہلاکت عظیم ہے۔ لَهُمْ ان کے لئے ۔ مِمَّا (مِنْ۔ مَا) اس سے اس کی بدولت ۔ كَتَبَتْ ماضی واحد مؤنث غائب ۔ اَيْدِيْهِمْ يَدٌ کی جمع ۔ وَيْلٌ کی تکرار ان کی توبیخ کے لئے ہے کہ کتاب اللہ میں ان کی تحریف جرم و قبح کے لحاظ سے انتہائی درجہ پر پہنچ چکی ہے ۔ وَ وَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب (كَسَبَ يَكْسِبُ كَسْبًا) ۔ اَيْ وَيْلٌ لَّهُمْ مِمَّا يُصِيْبُوْنَ مِنَ الْحَرَامِ وَالسُّحْتِ اس طرح حرام طریقہ سے جو کچھ وہ کماتے ہیں اس پر اللہ کی طرف سے لعنت اور ہلاکت ہے۔

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۔ قَالُوْا ماضی مذکر غائب (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) ۔ لَنْ تَمَسَّنَا مضارع نفی تاکید بلن (مَسَّ يَمَسُّ مَسًّا)

Scanned with CamScanner

چھونا۔ مس کرنا ۔ اِلَّا کلمۂ استثناء ۔ اَیَّامًا یوم کی جمع ہے۔ مَعْدُوْدَۃً عدد سے ہے یعنی صرف چند گنے چنے دن ہی دوزخ میں رہیں گے۔

قَدْرَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا اَلَّتِیْ عَبَدَ فِیْھَا اٰبَاءُنَا الْعِجْلَ (ابن عباسؓ)

صرف چالیس دن جن ایام میں ہمارے آباء نے بچھڑے کی پرستش کی تھی۔

قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰہِ عَھْدًا ۔ قُلْ امر واحد مذکر (قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا) استفہام لانکار ۔ اِتَّخَذْتُمْ ماضی جمع مذکر مخاطب یعنی آپ انہیں بر سبیل انکار و توبیخ کہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تم سے اس بات کا عہد کیا ہے۔

فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰہُ عَھْدَہٗٓ مضارع نفی تاکید بلن واحد مذکر غائب (اَخْلَفَ یُخْلِفُ اِخْلَافًا) لِاَنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ عَھْدَہٗ کہ اللہ اپنے عہد کے خلاف نہیں کریں گے۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ اَمْ بمعنی یا حرف عطف تَقُوْلُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا) قَالَ کا صلہ "عَلٰی" کے ساتھ آتے تو اسکے معنی کسی پر بہتان باندھنے کے ہوتے ہیں ۔ قَالَ عَلَیْہِ اَیِ افْتَرٰی (تاج) یعنی تم اللہ کے بارے میں ایسی بات کہتے ہو جس کا تمہیں کوئی علم نہیں تمہارا ایسا کرنا صریحًا کفر و افترا ہے۔

بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَۃً جس استفہام کے شروع میں انکار ہو اسکے لئے بَلٰی اور جس استفہام میں انکار نہ ہو اسکے لئے نَعَمْ لایا جاتا ہے۔ بَلٰی مُطْلَقًا لِدَعْوَاھُمْ ۔ بَلٰی ان کے دعوی کے بطلان کے لئے ۔ کَسَبَ ماضی واحد مذکر غائب کسب ایسے عمل کو کہتے ہیں جو بالقصد کیا جائے ۔ سَیِّئَۃً حَسَنَۃ کی ضد ہے اس کا مادہ سُوء ہے۔ ہر قسم کی بلائی پر اس کا اطلاق ہوتا

ہے۔ خَطِیْٓئَتُہٗ خطاء سے ہے جس کے اصل معنی عَدُوْلٌ عَنِ الْجِھَۃِ کے ہیں سَیِّئَۃ اور خطیئۃ میں یہ فرق ہے کہ خطیئۃ ایسی غلطی کو کہتے ہیں جو فی نفسہٖ مقصود الیہ نہیں ہوتی۔ کسب سیئۃ کے معنی ہیں کہ خود قصدًا بدی کی راہ اختیار کرنا۔

وَاَحَاطَتْ بِہٖ خَطِیْٓئَتُہٗ ۔ احاطت ماضی واحد مؤنث غائب (اَحَاطَ یُحِیْطُ اِحَاطَۃً) اس خطا نے اسے اس طرح گھیر لیا ہے گویا کہ وہ اس میں قید ہے اپنے آپ کو اس سے نکال نہیں سکتا وہ خواہشات کا اسیر اور ہلاکت کا قیدی ہے ۔ حضرت ابن عباسؓ سے "سیئۃ" کے معنی شرک کے مروی ہیں۔

فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۔ اُولٰٓئِکَ اسم اشارہ جمع بعید ۔ اَصْحٰبُ النَّارِ اصحاب۔ اس کا مادہ صحب ہے یعنی جہنم کے ساتھی ہیں۔ خَالِدُوْنَ وَالْمُرَادُ بِالْخُلُوْدِ الدَّوَامُ ۔ فَاُولٰٓئِکَ پر "ف" لگا کر تاکید کی گئی ہے کہ وہ ضرور جہنمی ہوں گے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۔ اٰمَنُوْا ماضی جمع مذکر غائب (اٰمَنَ یُؤْمِنُ اِیْمَانًا) ۔ وَعَمِلُوْا ماضی جمع مذکر غائب (عَمِلَ یَعْمَلُ عَمَلًا) الصّٰلِحٰتِ عمل کی صفت ہے۔ ایمان کے ساتھ عمل صالح کی قید لگائی گئی گویا کہ نجات کے لئے ایمان کے ساتھ عمل صالح ہر دو لازمی ہیں۔

اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ۚ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۔ جس طرح قصدًا برائی کی راہ اختیار کرنے اور اپنے آپ کو گناہوں میں مبتلا کر دینے والے ابدی طور پر جہنم میں رہیں گے اس کے مقابل دوسرا گروہ اہل ایمان کا ہے جو ایمان کے ساتھ عمل صالح سے کام لیتے ہیں وہ لوگ ہمیشہ کے لئے جنت میں رہیں گے ۔ وَفِیْہِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ الْوَعْدَ عَلَی الْاِیْمَانِ وَالْعَمَلِ مَعًا اِذْ لَا

Scanned with CamScanner

يَنْفَكُّ اَحَدُهُمَا عَنِ الْاٰخَرِ (المنار) اس میں یہ دلیل ہے کہ جنت کا وعدہ ایمان اور عمل دونوں کے پائے جانے پر ہے اسلئے کہ ایمان اور عمل ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝

وَ	اِذْ	اَخَذْنَا	مِيْثَاقَ	بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
اور	جب	ہم نے لیا	پختہ عہد	بنی اسرائیل (کا)
لَا	تَعْبُدُوْنَ	اِلَّا	اللّٰهَ	وَ
نہ	تم عبادت کروگے	مگر	اللہ (کی)	اور
بِ	الْوَالِدَيْنِ	اِحْسَانًا	وَّ	ذِي الْقُرْبٰى
ساتھ	والدین کے	احسان (کروگے)	اور	قرابتداروں
وَ	الْيَتٰمٰى	وَ	الْمَسٰكِيْنِ	وَ
اور	یتیموں	اور	مسکینوں (سے)	اور
قُوْلُوْا	لِ	النَّاسِ	حُسْنًا	وَّ
کہو	لئے۔ واسطے	لوگوں کے	نیکی (کی بات)	اور

اَقِيْمُوْا	الصَّلٰوةَ	وَ	اٰتُوا	الزَّكٰوةَ
قائم کرو تم	نماز	اور	دو	زکوٰۃ
ثُمَّ	تَوَلَّيْتُمْ	اِلَّا	قَلِيْلًا	مِّنْكُمْ
پھر	تم پھر گئے	مگر	تھوڑے (چند لوگ)	تم میں سے
	وَ	اَنْتُمْ	مُّعْرِضُوْنَ	
	اور	تم (ہو ہی)	پھر جانے والے	

"اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ عبادت نہ کرنا (کسی کی) بجز اللہ کے اور حسنِ سلوک سے پیش آنا (اپنے) ماں باپ سے اور قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں (سے بھی) اور لوگوں سے (بالعموم) بھلی بات کہنا اور نماز قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا پھر تم (سب ان احکام سے) پھر گئے بجز تم میں سے (معدودے) چند کے، اور تم ہی ہو گردن کش" ۸۳۔

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۔ اِذْ ظرف متعلق اذکروا اَیْ اُذْكُرْ اَيُّهَا الرَّسُوْلُ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَائِيْلَ ۔۔۔ مِيْثَاقًا۔ اَلْعَهْدُ الْمُؤَكَّدُ بِالْيَمِيْنِ غَايَةَ التَّاكِيْدِ ایسا عہد جو قسم کے ذریعے پختہ کیا جائے میثاق کہلاتا ہے ۔ سابقہ آیات میں بنی اسرائیل کے لئے تاریخی نعمتوں کا اور اس کے مقابل میں ان کی ناشکری اور

Scanned with CamScanner

نافرمانی کا ذکر تھا جیسے آلِ فرعون سے نجات کتابِ مقدس کا عطا کرنا صحرائے سینا میں مَن و سلویٰ اور پانی کا عطیہ وغیرہ ۔ اس آیت اور بعد والی آیات میں عبادات و معاملات میں اصولی احکام کا ذکر کیا گیا ہے۔

لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۔ مضارع منفی جمع مذکر مخاطب لیکن امر کے معنی میں آیا ہے اور یہ امر صریح سے زیادہ بلیغ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ گویا اس حکم کی تعمیل ہو چکی ہے۔

وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا برتاؤ۔ اچھے طریقے سے والدین کی دیکھ بھال تواضع اور ان کے حکموں کی تعمیل موت کے بعد ان کے لئے دعا وغیرہ۔ یہ سب باتیں "احسان بالوالدین" میں داخل ہیں ۔ وَالْاِحْسَانُ نِهَايَةُ الْبِرِّ فَيَدْخُلُ فِيْهِ جَمِيْعُ مَا يَجِبُ مِنَ الرِّعَايَةِ وَالْعِنَايَةِ (المنار) احسان انتہائی برّ اور نیکی کا نام ہے اس میں تمام وہ امور داخل ہیں جن کی رعایت ضروری ہے

ذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ ۔ ذِي الْقُرْبٰى قریبی رشتہ دار ذی اسمائے خمسہ میں سے ہے جن کا اعراب حروف سے آتا ہے اس کی رفعی حالت ذوا نصبی حالت ذا اور جری حالت ذی ہے۔

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ یتامیٰ یتیم کی جمع ہے اور یتیم کے معنی انقطاع کے ہیں۔ جس کا باپ اس کی صغر سنی میں وفات پا جائے وہ یتیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یتیم کی دیکھ بھال کے لئے سخت تاکید فرمائی ہے۔ مساکین اس کا واحد مسکین ہے جو بذاتِ خود کمانے سے عاجز ہو۔

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا ۔ امر جمع مذکر (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) ۔ اَیْ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ مَقَالَةً حَسَنَةً وَلَيْسَ مَعْنَاهُ مُجَرَّدَ التَّلَطُّفِ بِالْقَوْلِ وَالْمُجَامَلَةِ فِي الْخِطَابِ فَالْحُسْنُ هُوَ النَّافِعُ فِي الدِّيْنِ اَوِ الدُّنْيَا (المنار) لوگوں کے لئے اچھی بات کہو محض قول و خطاب میں لطف و نرمی کا نام نہیں بلکہ حسنہ وہ چیز ہے جو دین و دنیا کے لحاظ سے نفع بخش ہو۔

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۔ امر جمع مذکر (اَقَامَ يُقِيْمُ اِقَامَةً) اقامۃ صلوٰۃ سے مراد صدق و خلوص سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا اور اس کی عظمت و جلال کے سامنے خشوع سے کام لینا اور اپنی عاجزی کا اظہار کرنا ہے محض ظاہری رسوم نماز کے بجا لانے کا نام اقامتِ صلوٰۃ نہیں ۔ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ امر جمع مذکر (اٰتٰى يَاْتِيْ اِيْتَاءً) مالی عبادت زکوٰۃ کا ادا کرنا اقامتِ صلوٰۃ کی طرح ادائے زکوٰۃ بھی لازمی مالی عبادت ہے۔

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ ۔ ثُمَّ تَرَاخِي تَوَلَّيْتُمْ اس کی اصل ولی سے ہے جس کے معنی قریب کے ہیں جب اس کا صلہ عن سے آئے تو اس کے معنی اعراض کے ہوتے ہیں ۔ اِلَّا کلمۂ استثناء ۔ مُعْرِضُوْنَ اسم فاعل جمع مذکر (اَعْرَضَ يُعْرِضُ اِعْرَاضًا) ۔ اَعْرَضَ عَنْهُ کے معنی ہیں کہ اس سے پھر گیا ۔ تَوَلّٰى اور اِعْرَاض میں یہ فرق ہے کہ تولی جسمانی لحاظ سے ہوتا ہے اور اعراض روحانی (قِيْلَ التَّوَلِّيْ بِالْجِسْمِ وَالْاِعْرَاضُ بِالْقَلْبِ (قرطبی)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاصر یہود سے خطاب ہے کہ تم میں سے اکثر نے اسلام سے اعراض اور روگردانی کی اور صرف تھوڑے

Scanned with CamScanner

اسلام کی طرف مائل ہوئے جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ
اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝
ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا
مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ز تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ
وَالْعُدْوَانِ ط وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ
مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ط اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ
وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ج فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ
مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ
يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ز فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ
وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝

وَ	اِذْ	اَخَذْنَا	مِيْثَاقَ	كُمْ
اور	جب	ہم نے لیا	پختہ عہد	تمہارا

لَا	تَسْفِكُوْنَ	دِمَآءَ	كُمْ	وَ لَا
نہ	تم بہاؤ گے	(دم) خون	اپنا	اور نہ
تُخْرِجُوْنَ	اَنْفُسَ	كُمْ	مِنْ	دِيَارِ كُمْ
نکالو گے	نفسوں	اپنے کو	(سے)	اپنے گھروں سے
ثُمَّ	اَقْرَرْتُمْ	وَ	اَنْتُمْ	تَشْهَدُوْنَ
پھر	تم نے اقرار کیا	اور	تم	شہادت دیتے ہو
ثُمَّ	اَنْتُمْ	هٰٓؤُلَآءِ	تَقْتُلُوْنَ	اَنْفُسَكُمْ
پھر	تم	یہ (سب) لوگ ہو	تم قتل کرتے ہو	نفسوں کو اپنے
وَ	تُخْرِجُوْنَ	فَرِيْقًا	مِّنْكُمْ	مِنْ
اور	تم نکالتے ہو	ایک فریق کو	اپنے سے	(سے)
دِيَارِ	هِمْ	تَظٰهَرُوْنَ	عَلَيْهِمْ	بِ
گھروں	ان کے	چڑھائی کرتے ہو	ان پر	ساتھ
الْاِثْمِ	وَ	الْعُدْوَانِ	وَ	اِنْ
گناہ	اور	ظلم و تعدی سے	اور	اگر
يَاْتُوْا	كُمْ	اُسٰرٰى	تُفٰدُوْا	هُمْ
وہ آتے ہیں	تمہارے (پاس)	قیدی ہو کر	تم فدیہ دیتے ہو	ان کو
وَ	هُوَ	مُحَرَّمٌ	عَلَيْكُمْ	اِخْرَاجُهُمْ
اور	وہ	حرام ہے	تم پر	ان کا اخراج
اَ فَ	تُؤْمِنُوْنَ	بِ	بَعْضِ	الْكِتٰبِ
کیا پس	تم ایمان رکھتے ہو	ساتھ	کچھ حصہ	کتاب (کے)

Scanned with CamScanner

وَ	تَكْفُرُوْنَ	بِ	بَعْضٍ	فَ
اور	تم کفر کرتے ہو	ساتھ	ایک حصّے کے	پس
مَا	جَزَآءُ	مَنْ	يَّفْعَلُ	ذٰلِكَ
کیا	سزا	جو کوئی	کرے	یہ کام
مِنْ	كُمْ	اِلَّا	خِزْيٌ	فِي
تم میں سے		مگر	رسوائی	(میں)
الْحَيٰوةِ	الدُّنْيَا	وَ	يَوْمَ	الْقِيٰمَةِ
زندگی میں	دنیا (کی)	اور	دن	قیامت (کے)
يُرَدُّوْنَ	اِلٰى	اَشَدِّ	الْعَذَابِ	وَ
لوٹائے جائیں گے	طرف	بہت سخت	عذاب کے	اور
مَا	اللّٰهُ	بِغَافِلٍ	عَنْ	مَّا
نہیں	اللہ	غافل	(سے)	اس سے جو
تَعْمَلُوْنَ	اُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ	اشْتَرَوُا	الْحَيٰوةَ
تم عمل کرتے ہو	وہ (سب)	وہ ہیں جنہوں نے	خریدا	زندگی
الدُّنْيَا	بِ	الْاٰخِرَةِ	فَ	لَا
دنیا	بدلے	آخرت (کے)	پس	نہ
يُخَفَّفُ	عَنْ	هُمُ	الْعَذَابُ	وَ
کم کیا جائے گا	(سے)	ان سے	عذاب	اور
	لَا	هُمْ	يُنْصَرُوْنَ	
	نہ	وہ	مدد دیئے جائیں گے	

"اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ اپنوں کا خون نہ بہانا اور اپنے لوگوں کو اپنے وطن سے مت نکالنا پھر تم نے اس کا اقرار کر لیا اور تم (اسکے) گواہ ہو ۸۴۔ پھر تم ہی وہ ہو کہ اپنوں کو قتل بھی کرتے ہو اور اپنے ہی ایک گروہ کو انکے وطن سے نکال بھی دیتے ہو (اور) ان کے مقابلہ میں گناہ و ظلم کے ساتھ (ان کے مخالفین کی) مدد بھی کرتے ہو اور اگر وہ تم تک اسیر ہو کر پہنچ جاتے ہیں تو تم انہیں فدیہ دے کر چھڑا بھی لیتے ہو۔ حالانکہ ان کا (وطن سے) نکالنا ہی تم پر حرام تھا تو کیا تم کتاب کے ایک حصّہ کو مانتے ہو اور ایک حصّہ سے انکار کرتے ہو؟ پس تم میں سے جو ایسا کرے اس کی سزا کیا ہے بجز دنیوی میں رسوائی کے؟ اور قیامت کے دن یہ سخت ترین عذاب میں ڈالے بھی جائیں گے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ۸۵۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے دنیوی زندگی خرید لی ہے آخرت کے معاوضہ میں سو ان پر سے نہ عذاب ہلکا کیا جائیگا اور نہ انہیں مدد ہی پہنچے گی" ۸۶۔

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

پہلی آیت میں مامورات شرعیہ اور ان میں منہیات کا بیان ہے۔ مدینہ میں یہود کے تین قبائل — بنو نضیر — بنو قریظہ اور بنو قینقاع اور مشرکین کے دو بڑے قبیلے اوس و خزرج آباد تھے — بنو نضیر خزرج

Scanned with CamScanner

کے اور بنو قریظہ اوس کے حلیف تھے۔ ان میں باہم خانہ جنگی رہتی اور ایک دوسرے کو قتل کرتے اور ملک بدر کرتے رہتے تھے، ان آیات میں انہیں امور کا ذکر ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ — وَاِذْ واذکروا — اَخَذْنَا ماضی جمع متکلم (اَخَذَ يَاْخُذُ اَخْذًا) مِيْثَاقَ پختہ عہد۔

لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ مضارع جمع مذکر مخاطب (سَفَكَ يَسْفِكُ سَفْكًا) — السَّفْكُ کے معنی خون بہانا کے ہیں — دِمَآءَكُمْ واحد دم ہے كُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب — یعنی افراد امت سے کسی فرد کا خون بہانا گویا کہ اپنا خون بہانا ہے۔

وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ — لَا تُخْرِجُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (اَخْرَجَ يُخْرِجُ اِخْرَاجًا) — اَنْفُس جمع نَفْس کی ہے اور كُمْ ضمیر مخاطب ہے۔ مراد اپنے بھائی بندوں کو — مِنْ دِيَارِكُمْ واحد دار اپنے گھروں اور وطن سے۔

ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ — ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ ماضی جمع مذکر مخاطب (اَقَرَّ يُقِرُّ اِقْرَارًا) — وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (شَهِدَ يَشْهَدُ شَهَادَةً) یہاں دو وجوہ ہیں:

وجہ اوّل: انہیں ان کے سابقہ آباء کے میثاق اور قبولِ عہد کی بنا پر مخاطب ٹھہرایا گیا ہے۔

وجہ دوم: یہ کہ اے یہود کہ تم قرآن کے مخاطبین سے ہو تم نے اس میثاق کا اعتراف کیا ہے اور اپنے دلوں میں اس کا اعتقاد رکھتے ہو بلکہ اس امر

کی شہادت بھی دیتے ہو پس تمہارے خلاف حجت قائم ہے۔

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ — ثُمَّ تراخی کے لئے۔ اَنْتُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب — هٰٓؤُلَآءِ اسم اشارہ جمع — اَلْحَاضِرُوْنَ الشَّاهِدُوْنَ الْمُشَاهِدُوْنَ — تَقْتُلُوْنَ مضارع جمع مخاطب (قَتَلَ يَقْتُلُ قَتْلًا) — اَنْفُسَكُمْ اپنے بھائی بندوں کو یعنی تم میں سے بعض بعض کو قتل کرتے ہو جیسے کہ تم اس سے قبل کیا کرتے تھے۔

بنو قینقاع بنو قریظہ کے دشمن تھے۔ بنو قریظہ اوس قبیلہ کے حلیف تھے اور ——— بنو نضیر خزرج کے حلیف — قبل از اسلام اوس و خزرج اپنے حلیفوں سمیت ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی کیا کرتے تھے اور قتل و غارت میں شریک رہتے تھے اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر قتال اور اخراج سے حجت قائم کی۔ ولذلک قال:

وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ — تُخْرِجُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (اَخْرَجَ يُخْرِجُ اِخْرَاجًا) — فَرِيْقًا گروہ۔ جماعت — مِنْ دِيَارِهِمْ ان کے گھروں سے۔ ان کے وطن سے۔

تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ — تَظٰهَرُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب۔ تو (تَظَاهَرَ يَتَظَاهَرُ تَظَاهُرًا) باب تفاعل، اس کی اصل تتظاهرون تھی ایک 'تا' حذف کر دی گئی اس کے معنی ہیں تم ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو اس کا مادہ ظهر ہے — عَلَيْهِمْ ان کے برخلاف بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ — اِثْم ایسا گناہ جس سے مستحق ملامت بنے اس کی جمع آثام ہے — ثواب سے دور رکھنے والے ہر کام کو اثم کہتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

حدیث میں ہے:

"وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ قَلْبِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ النَّاسُ عَلَيْهِ"

"جو چیز تیرے دل میں خلش پیدا کرے اور اس پر لوگوں کے مطلع ہونے کو ناپسند کرے اثم ہے۔

وَالْعُدْوَانِ، عَدْوٌ سے ہے تجاوز عن الحد کو کہتے ہیں۔ اثم اپنی ذات کے لحاظ سے ایک فعل شنیع ہے اور عدوان دوسروں پر ظلم کرنے کا نام ہے

وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ ـــ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ ـ اِنْ جازمہ يَاْتُوْ مضارع جمع مذکر غائب (اَتٰى يَاْتِيْ اِتْيَانًا) ـ اُسَارٰى، اسیر کی جمع ہے اور اُسْر زنجیر کو کہتے ہیں ـــ تُفَادُوْهُمْ مضارع جمع مذکر مخاطب اس کا مادہ فِدٰى ہے کسی کو بچانے کے لئے فدیہ دینا۔ یعنی جب وہ اسیر ہو کر تمہارے پاس پہنچتے ہیں تو تم فدیہ دے کر چھڑا لیتے ہیں۔

وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ـ هُوَ ضمیر اخراج کے لئے ہے ـــ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ مفعول (حَرَّمَ يُحَرِّمُ تَحْرِيْمًا) حالانکہ اس کا اخراج تمہارے لئے حرام تھا۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ـــ اَ کلمۂ استفہام تُؤْمِنُوْنَ مضارع جمع مخاطب (اٰمَنَ يُؤْمِنُ اِيْمَانًا) ـ وَتَكْفُرُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (كَفَرَ يَكْفُرُ كُفْرًا) کیا تم تورات کے بعض احکام کو مانتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو کیا یہ بات حماقت، تمسخر اور استہزاء پر مبنی نہیں ہے؟ کہ وہ آسان اور اپنی پسند کی باتوں پر ایمان رکھتا ہو اور دوسری باتوں سے انکار کرے حالانکہ ایمان ایک کلی ہے جسے تقسیم نہیں

کیا جاسکتا بعض امور کا انکار تمام سے انکار کے مترادف ہے

فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ـ

فَمَا استفہامیہ ـ جَزَاءُ صلہ بدلہ ـ مَنْ موصول ـ اِلَّا کلمۂ استثناء ـ خِزْيٌ عذاب و رسوائی۔ ایسا کرنے والوں یعنی اللہ کی نازل کردہ کتاب میں سے بعض کو ماننا اور بعض سے انکار اور کفر کرنا ایک ایسا شنیع امر ہے کہ ان کے لئے ذلت و رسوائی اور عذاب و تباہی کے سوا اور کچھ نہیں۔

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ـ يُرَدُّوْنَ مضارع جمع مذکر غائب (رَدَّ يَرُدُّ رَدًّا) ـ اِلٰى اَشَدِّ الْعَذَابِ شدید ترین عذاب کی طرف۔ جبکہ دنیاوی سعادت اعمال بدنی کا اجر نہیں بلکہ تزکیۂ نفس کا ثمر ہے تو پھر آخرت کی سعادت کیسے اس کا سبب بن سکتی ہے۔

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ ـ مَا نافیہ ـــ عَمَّا (عن ـ ما) اس سے جو ـ تَعْمَلُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (عَمِلَ يَعْمَلُ عَمَلًا) اللہ تعالیٰ اعمال کو اچھی طرح جانتے ہیں کوئی چیز اس سے مخفی نہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ـ اُولٰٓئِكَ اسم اشارہ بعید ـ الَّذِيْنَ موصول ـ اشْتَرَوْا ماضی جمع مذکر غائب ـــ (اِشْتَرٰى يَشْتَرِيْ اِشْتِرَاءً) ـ بِالْاٰخِرَةِ الباء للعوض آخرت کے بدلے یعنی جن لوگوں کے ان قبیح اعمال کا ذکر کیا گیا وہی لوگ ہیں جنہوں نے آخرت پر دنیوی زندگی کو ترجیح دی

فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ ـــ فَلَا يُخَفَّفُ مضارع واحد مذکر غائب (خَفَّفَ يُخَفِّفُ تَخْفِيْفًا) ان کے ان قبیح اعمال کی وجہ سے ان کے

Scanned with CamScanner

عذاب میں کمی اور تخفیف نہیں کی جائے گی۔

وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ مضارع مجہول جمع مذکر غائب (نَصَرَ يَنْصُرُ نَصْرًا) اللہ تعالیٰ کے عذاب سے انہیں کوئی بچا نہیں سکے گا۔

بنو قریظہ اور بنو نضیر دونوں یہودی تھے۔ بنو قریظہ اوس کے حلیف اور بنو نضیر خزرج کے حلیف بنے۔ جب ان قبائل میں جنگ بھڑکی تو یہود کے ہر قبیلہ نے اپنے حلیف کے ساتھ مل کر دوسرے پر حملہ کیا اس طرح یہودی کے ہاتھوں یہودی قتل ہوئے اور ایک یہودی قبیلہ نے دوسرے یہودی قبیلہ کے لوگوں کا اخراج کیا اور ان کے گھر بار کو لوٹا حالانکہ تورات کے حکم کے لحاظ سے ایسا کرنا ان کے لئے حرام تھا لیکن جب باہم قتل و غارت سے وہ تباہ ہوئے تو تورات کے حکم کے مطابق دوسرے گروہ سے فدیہ دیکر اپنے قیدی چھڑاتے اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ

"کہ تم کتاب مقدس کی بعض باتوں پر ایمان لاتے ہو اور بعض سے انکار کرتے ہو"

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۡ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ اَفَكُلَّمَا جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۡ

وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَمَّا جَاۗءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَي الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝

وَ	لَ قَدْ	اٰتَيْنَا	مُوْسَى	الْكِتٰبَ
اور	البتہ بیشک	ہم نے دی	موسیٰ (کو)	کتاب
وَ	قَفَّيْنَا	مِنْ	بَعْدِ ہٖ	بِالرُّسُلِ
اور	پے در پے بھیجے	(سے)	بعد اسکے	رسول
وَ	اٰتَيْنَا	عِيْسَى	ابْنَ	مَرْيَمَ
اور	ہم نے دیئے	عیسیٰ	بیٹے	مریم کو
الْبَيِّنٰتِ	وَ	اَيَّدْنَا	ہُ	بِرُوْحِ
کھلے نشان	اور	ہم نے تائید کی	اس کی	ساتھ روح
الْقُدُسِ	اَ	فَ	كُلَّمَا	جَاۗءَ
پاکیزہ (کے)	کیا	پس	جب کبھی	آیا
				كُمْ
				تمہارے پاس

Scanned with CamScanner

تحقیق کلام ـــ اٰتَیْنَا ماضی جمع متکلم (اٰتٰی یَاْتِیْ اِیْتَاءً) کِتٰبَ۔ التوراۃ یعنی ہم نے موسیٰؑ کو کتاب عطا کی۔

وَقَفَّیْنَا مِنْ بَعْدِہٖ بِالرُّسُلِ ۔ وَقَفَّیْنَا ماضی جمع متکلم من القفا (قَفّٰی یُقَفِّیْ تَقْفِیَۃً) پیچھے بھیجنا۔ مِنْ بَعْدِہٖ من بعد موسیٰ ضمیر کا مرجع موسیٰؑ کی طرف ہے۔ بِالرُّسُلِ جمع رسول کی۔ یعنی موسیٰؑ کے بعد بہت سے اور رسول ہم نے بھیجے۔

وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ ـــ وَاٰتَیْنَا ماضی جمع متکلم (اٰتٰی یَاْتِیْ اِیْتَاءً) ـــ اَلْبَیِّنٰتِ واحد بَیِّنَۃٌ واضح اور روشن دلیل کو کہا جاتا ہے ـــ عِیْسٰی بروزن فعلیٰ، بعض کے نزدیک یہ لفظ عجمی ہے۔ سریانی میں یہ ایسوع ہے اور انجیل میں یسوع آیا ہے جس کے معنی "سید" یا "مبارک" کے ہیں ـــ مَرْیَمَ کے معنی سریانی میں خادمہ اور عابدہ کے ہیں۔ قاموس میں ہے مریم عربی لفظ ہے اس عورت کو کہتے ہیں "اَلَّتِیْ تُحِبُّ مُعَادَثَۃَ الرِّجَالِ وَ لَا تَفْجُرُ" "جو مردوں سے گفتگو کو پسند کرے اور فاجرہ نہ ہو"۔

مریم کی والدہ کا نام حنہ اور والد کا نام عمران تھا۔

وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ـــ وَاَیَّدْنَا ماضی جمع متکلم (اَیَّدَ یُؤَیِّدُ تَاْیِیْدًا) ـــ رُوْحُ الْقُدُسِ روح نفس کے معنی میں بھی آتا ہے۔ جبریل کو بھی روح القدس اور روح الامین کہا جاتا ہے ـــ حدیث میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ شعر ہے:

وَجِبْرِیْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْنَا
وَرُوْحُ الْقُدُسِ لَیْسَ لَہٗ کِفَاءٌ

عیسیٰ علیہ السلام کا ارض گلیل میں ناصرہ نامی قصبہ سے تعلق ہے ولادت بیت المقدس کے ایک گوشہ میں ہوئی آپ کا سال ولادت مسیحی تقویم سے تین سال بعد کا ہے ۳۳ سال کی عمر میں آپ زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے ـــ آپؑ کی والدہ ماجدہ مریم بنت عمران بنی اسرائیل کے معزز خاندان سے تھیں، قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام کا جہاں بھی ذکر ہے آپ کو عیسیٰؑ ابن مریم کہا گیا جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ خدا یا فرزند خدا نہیں بلکہ ایک عورت مریم کے بیٹے تھے۔

رُوْحِ الْقُدُسِ روح پاک۔ جان پاک۔ جمہور مفسرین کی رائے کے مطابق روح القدس سے مراد حضرت جبریل ہیں جو انبیاء کے پاس اللہ تعالیٰ کا پیغام لاتے رہے۔

اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَھْوٰٓی اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرْتُمْ

اَ استفہام للتعجب ـــ کُلَّمَا (کُلّ۔ مَا) کُلَّ حِیْنٍ شرط۔ جس وقت۔ جب کبھی۔ جَآءَکُمْ ماضی واحد مذکر (جَاءَ یَجِیْءُ مَجِیْءً) ـــ بِمَا حرف جار اور موصول ـــ لَا تَھْوٰی (ھَوٰی یَھْوِیْ ھَوًی) چاہنا۔ خواہش کرنا ـــ اَنْفُسُکُمْ واحد نفس کُمْ ضمیر جمع مخاطب ـــ اسْتَکْبَرْتُمْ ماضی جمع مذکر مخاطب (اِسْتَکْبَرَ یَسْتَکْبِرُ اِسْتِکْبَارًا) باب استفعال۔

اے بنی اسرائیل جب کبھی تمہاری طرف کوئی رسول آیا اور تمہیں دعوت دی تم نے اپنی خواہشات و شہوات کی پیروی کی اور ان رسولوں کی نافرمانی کی۔

فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝ فَ جواب شرط ـ فَرِیْقًا گروہ۔ جماعت ـ کَذَّبْتُمْ ماضی جمع مذکر مخاطب (کَذَّبَ یُکَذِّبُ تَکْذِیْبًا)

Scanned with CamScanner

باب تفعیل ـــ تَقْتُلُوْنَ کو مضارع کی صورت میں لاکر یہ بتایا ہے کہ تم اس وقت بھی ایک رسول کے قتل کے درپے ہو۔ اِنَّکُمْ الْاٰنَ فِیْہِ فَاَنْتُمْ حَوْلَ قَتْلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ عَصَمَہُ اللّٰہُ لَقَتَلْتُمُوْہُ (روح المعانی)

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ـــ قَالُوْا ماضی جمع مذکر غائب (قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا) ـــ قُلُوْبُنَا جمع قلب ـــ غُلْفٌ جمع اغلف و غلاف یعنی ہمارے دل فہم و تمیز سے مستور ہیں۔ ہمارے دلوں میں دعوتِ حق کا مفہوم نہیں پہنچ سکتا غلف اغلف سے مستعار ہے جس کے معنی ہیں نامختون۔

بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ ـــ بَلْ کلمہ اضراب ـ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ـ لَعَنَ ماضی واحد مذکر غائب (لَعَنَ یَلْعَنُ لَعْنًا) لعنت رحمتِ الٰہی سے بُعد اور توفیقِ الٰہی سے دوری کا نام ہے ـ بِكُفْرِهِمْ ـ ب سببیہ ـ كُفْرٌ پردہ انکارِ حق یعنی کفر اور گمراہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت سے دھتکار دیا ہے

فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ ـــ قَلِيْلًا کے ساتھ مَا تاکید قلت کے لئے ہے یعنی بہت ہی کم ـ مَا مَزِيْدَةٌ لِلْمُبَالَغَةِ لِلتَّقْلِيْلِ (بیضاوی) يَجُوْزُ اَنْ تَكُوْنَ الْقِلَّةُ بِمَعْنَى الْعَدَمِ (کشاف) یہاں قلت سے مراد عدم کے معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ یعنی وہ ایمان سے بالکل خالی ہیں۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ

وَلَمَّا کلمہ شرط ـ جَآءَ فعل ماضی واحد مذکر غائب ـ هُمْ ضمیر مفعول ـ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ـ القرآن ـ مُصَدِّقٌ اسم فاعل (صَدَّقَ یُصَدِّقُ تَصْدِيْقًا) باب تفعیل ـ لِمَا (ل ـ ما) لئے واسطے ما موصول ـ مَعَهُمْ

(مَعَ ـ هُمْ) جو ان کے پاس ہے یعنی التوراۃ۔

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ـــ كَانُوْا ماضی جمع مذکر غائب (كَانَ يَكُوْنُ كَوْنًا) ـــ مِنْ قَبْلُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ـ يَسْتَفْتِحُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب (اِسْتَفْتَحَ يَسْتَفْتِحُ اِسْتِفْتَاحًا) باب استفعال استفتاح کے معنی ہیں طلب فتح ـ یعنی مشرکین کو بتاتے تھے کہ ایک نبی ان میں مبعوث ہونے والا ہے اور آپ کے مبعوث ہونے سے پہلے وہ اپنے دشمنوں کے خلاف آپ کی ذات سے استنصار کرتے اور کہتے تھے کہ "اے اللہ نبی آخر الزمان سے جس کا ذکر تورات میں ہے ہمیں دشمنوں پر نصرت عطا فرما"

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ـــ فَلَمَّا کلمہ شرط ـ جَآءَهُمْ فعل ماضی واحد مذکر غائب ـ مَا عَرَفُوْا ـ مَا موصول ـ عَرَفُوْا ماضی جمع مذکر غائب (عَرَفَ يَعْرِفُ عَرْفًا) ـ كَفَرُوْا ماضی جمع مذکر غائب (كَفَرَ يَكْفُرُ كُفْرًا) مَا عَرَفُوْا سے مراد قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہو سکتے ہیں یعنی جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا تو انہوں نے آپ کی رسالت کا انکار کیا حالانکہ انہیں آپ کی نبوت کا حال اچھی طرح معلوم تھا۔

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ یہود جان بوجھ کر انکار رسالت کی وجہ سے مستحق لعنت ہوئے ـ لعنت کے لغوی معنی ناراضگی کی وجہ سے دوری کے ہیں۔

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ

Scanned with CamScanner

عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ
عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا
وَرَآءَهٗ ۗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ؕ قُلْ فَلِمَ
تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝
وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ
مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝

بِئْسَ	مَا	اشْتَرَوْا	بِهٖ	اَنْفُسَهُمْ
بُری ہے	وہ چیز جو	خریدی انہوں نے	بدلے اسکے	اپنے نفسوں کے
اَنْ	يَّكْفُرُوْا	بِمَآ	اَنْزَلَ	اللّٰهُ
یہ کہ	کفر کریں	ساتھ اسکے	نازل کیا	اللہ نے
بَغْيًا	اَنْ	يُّنَزِّلَ	اللّٰهُ	مِنْ
بغاوت سے	یہ کہ	نازل کرتا ہے	اللہ	(سے)
فَضْلِ	هٖ	عَلٰى	مَنْ	يَّشَآءُ
فضل	اپنے سے	اوپر	جس کے	چاہیے

مِنْ	عِبَادِهٖ	فَ	بَآءُوْ	بِ غَضَبٍ
(سے)	اپنے بندوں (عبد سے)	پس	کما لائے	ساتھ غضب
عَلٰى	غَضَبٍ	وَ	لِ	الْكٰفِرِيْنَ
پر	غضب	اور	واسطے	کافروں (کے)
عَذَابٌ	مُّهِيْنٌ	وَ	اِذَا	قِيْلَ	لَ هُمْ
عذاب	ذلیل وخوار کردینے والا	اور	جب	کہا گیا	واسطے ان کے
اٰمِنُوْا	بِ مَا	اَنْزَلَ	اللّٰهُ	قَالُوْا
ایمان لاؤ	ساتھ اس پر	کہ نازل کیا	اللہ نے	انہوں نے کہا
نُؤْمِنُ	بِ مَا	اُنْزِلَ	عَلَيْ نَا	وَ
ہم ایمان لائیں گے	ساتھ اسکے جو	نازل کیا گیا	اوپر ہمارے	اور
يَكْفُرُوْنَ	بِ مَا	وَرَآءَ	هٗ	وَ هُوَ
وہ کفر کرتے ہیں	ساتھ اسکے جو	علاوہ۔ سوا	اسکے	اور وہ
الْحَقُّ	مُصَدِّقًا	لِّ مَا	مَعَ	هُمْ
حق ہے	تصدیق کرتا ہے	واسطے اسکے جو	ساتھ۔ پاس	ان کے ہے
قُلْ	فَ لِمَ	تَقْتُلُوْنَ	اَنْۢبِيَآءَ	اللّٰهِ
کہہ دو	پس کیوں	تم قتل کرتے ہو	نبیوں کو	اللہ کے
مِنْ	قَبْلُ	اِنْ	كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ
(سے)	پہلے	اگر	تم تھے	ایماندار
وَ	لَ قَدْ	جَآءَ	كُمْ	مُّوْسٰى
اور	البتہ بیشک	آچکا	تمہارے پاس	موسیٰ

Scanned with CamScanner

بِ	الْبَيِّنٰتِ	ثُمَّ	اتَّخَذْتُمُ	الْعِجْلَ
ساتھ	واضح دلائل کے	پھر	تم نے ٹھہرا لیا (بنا لیا)	بچھڑے کو
مِنْ	بَعْدِهٖ	وَ	اَنْتُمْ	ظٰلِمُوْنَ
(سے)	بعد اسکے	اور	تم	ظلم کرنے والے ہو

"بُری ہے وہ چیز جس کے عوض میں انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا ہے کہ انکار کرتے ہیں اس (کلام) کا جو اللہ نے نازل کیا ہے (محض) اس ضد پر کہ اللہ نے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہا اپنا فضل (خاص) نازل کیا سو وہ مستحق ہو گئے غضب بالائے غضب کے اور کافروں کے لئے عذاب ذلت والا ہے۔ ۹۰ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ اس (کلام) پر جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں جو ہمارے اوپر نازل ہوا ہے اور جو کچھ اس کے علاوہ ہے اس سے یہ کفر کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ (خود بھی) حق ہے اور اس کی (بھی) تصدیق کرنے والا ہے جو ان کے پاس ہے۔ آپؐ کہئے کہ اچھا تو تم اسکے قبل انبیاء کو قتل کرتے رہے ہو، اگر تم واقعی ایمان والے تھے؟ ۹۱ اور موسیٰؑ تمہارے پاس کھلے ہوئے نشان لے کر آئے اس پر بھی تو تم نے ان کے پیچھے گوسالہ کو اختیار کر لیا اور تم تو ہی ہو ظالم۔" ۹۲

تشریحات لغوی و تفسیری مطالب

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ـ بِئْسَ فعل ذم ہے اس کا مادہ "بُؤس" ہے جس کے معنی شدت اور کراہت کے ہیں ـ بِئْسَ ذم کیلئے اور نِعْمَ مدح کے لئے آتا ہے ـ اشْتَرَوْا یعنی جمع مذکر غائب (اشْتَرٰی یَشْتَرِیْ اِشْتِرَاءً) ـ باب افتعال ـ اضداد میں سے ہے۔ خرید و فروخت دونوں معنوں میں آتا ہے۔

مَعْنَاهُ بَاعُوْا (بیضاوی) ـ اَلْاِشْتِرَاءُ هٰهُنَا بِمَعْنَی الْبَیْعِ (معالم) یہاں الاشتراء کے معنی بیع کے ہیں۔ یعنی ان یہود نے اپنے آپ کو بدترین چیز کے لئے بیچا۔

اَنْ یَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ کہ وہ انکار کرتے ہیں اس کلام کا جسے اللہ نے نازل کیا ہے۔

بَغْیًا فساد اور ظلم کی وجہ سے یا حسد کی وجہ سے۔

اَنْ یُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۔

یُنَزِّلَ اللّٰهُ مضارع واحد مذکر غائب (نَزَّلَ یُنَزِّلُ تَنْزِیْلًا) باب تفعیل ـ مِنْ فَضْلِهٖ اپنے فضل و کرم سے ـ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے ـ یَشَآءُ مضارع واحد مذکر غائب (شَاءَ یَشَاءُ مَشِیَّةً) عِبَادِهٖ جمع عبد کی۔

فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ ـ ماضی جمع مذکر غائب (بَاءَ یَبُوْءُ بَوْءًا) رجعوا اکثر شر کے معنوں میں مستعمل ہوتا ہے ـ پس وہ غضب پر

Scanned with CamScanner

غضب کا محل بن گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار ان کے لئے غضب کا باعث بنا اور اس کے ساتھ اس سے قبل عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت کا انکار بھی غضب تھا اس طرح وہ بہت بڑے غضب کے مستحق بن گئے۔

اَلْمُرَادُ بِهٖ تَاكِيْدُ الْغَضَبِ وَتَكْثِيْرُهٗ (کبیر) وَالتَّكْثِيْرُ لِلتَّعْظِيْمِ (جلالین)

وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ — مُّهِيْنٌ اسم فاعل (اَهَانَ يُهِيْنُ اِهَانَةً) "ھوان" کے معنی ذلت و رسوائی کے ہیں۔ اَیْ مَقْرُوْنٌ بِالْاِهَانَةِ وَالْاِذْلَالِ (المنار) یعنی ان کے لئے اہانت اور ذلت کے ساتھ عذاب شدید ہے۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ — اِذَا کلمہ شرطیہ قِيْلَ ماضی مجہول (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) — اٰمِنُوْا امر جمع مذکر (اٰمَنَ يُؤْمِنُ اِيْمَانًا) بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ جو اللہ نے نازل کیا یعنی قرآن مجید۔

قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا — قَالُوْا ماضی جمع مذکر غائب (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) — نُؤْمِنُ مضارع جمع متکلم (اٰمَنَ يُؤْمِنُ اِيْمَانًا) — اُنْزِلَ عَلَيْنَا ماضی مجہول واحد مذکر غائب (اَنْزَلَ يُنْزِلُ اِنْزَالًا) انهم انما يدعون هٰذا الايمان بالسنتهم (المنار)

وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۚ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ

وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ مضارع جمع مذکر غائب (كَفَرَ يَكْفُرُ كُفْرًا) بِمَا وَرَآءَهٗ — وراء کے دو معنی ہیں "بالاتر" اور "علاوہ"۔ یہاں بِمَا وَرَآءَهٗ کے معنی ہیں اسکے علاوہ — وَهُوَ الْحَقُّ یعنی قرآن ایک حق اور ثابت شدہ

امر ہے — مُصَدِّقًا اسم فاعل (صَدَّقَ يُصَدِّقُ تَصْدِيْقًا) باب تفعیل — لِّمَا مَعَهُمْ اس کتاب کی جو ان کے پاس یعنی تورات۔ یعنی وہ قرآن کا انکار کرتے ہیں باوجودیکہ یہ قرآن ان کی مسلمہ کتاب کی تصدیق کرتا ہے۔

قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

قُلْ فعل امر واحد مذکر — فَلِمَ کلمہ استفہام — تَقْتُلُوْنَ جمع مذکر مخاطب — قَتَلَ يَقْتُلُ قَتْلًا) — اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ واحد نبی ہے — مِنْ قَبْلُ — مِنْ قَبْلِ هٰذَا الْوَقْتِ — اِنْ شرطیہ — كُنْتُمْ ماضی جمع مذکر مخاطب (كَانَ يَكُوْنُ كَوْنًا) مُؤْمِنِيْنَ جمع مؤمن کی یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تورات پر تمہارے ایمان کا دعویٰ صحیح ہے تو پھر تم اس سے قبل اپنے انبیاء کو کیوں قتل کرتے تھے۔

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ — لَ تاکید کے لئے اور قَدْ تحقیق کلام کے لئے — جَآءَ ماضی واحد مذکر غائب كُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب — بِالْبَيِّنٰتِ بینہ کی جمع ہے، واضح دلیل کو کہتے ہیں۔

ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ — ثُمَّ استبعاد کے لئے ہے اتَّخَذْتُمْ ماضی جمع مذکر مخاطب (اِتَّخَذَ يَتَّخِذُ اِتِّخَاذًا) — اَلْعِجْلَ بچھڑا، گوسالہ — اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ کے معنی ہیں کہ تم نے گوسالہ کو معبود بنالیا — مِنْۢ بَعْدِهٖ حضرت موسیٰؑ کی عارضی غیر حاضری کے بعد۔

وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ اور تم ظالم تھے۔ یعنی تمہارا یہ شرکیہ فعل سخت ظالمانہ تھا۔

Scanned with CamScanner

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ
خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا
وَعَصَيْنَا ۗ وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ
بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾
قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً
مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾
وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا ۢبِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى
حَيٰوةٍ ۚۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚۛ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ
اَلْفَ سَنَةٍ ۚۛ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ
يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾

وَ	اِذْ	اَخَذْنَا	مِيْثَاقَ	كُمْ	وَ
اور	جب	ہم نے لیا	پختہ عہد	تمہارا	اور
رَفَعْنَا	فَوْقَ	كُمُ	الطُّوْرَ	خُذُوْا
ہم نے بلند کیا	اوپر	تمہارے	کوہ طور کو	پکڑو
مَا	اٰتَيْنٰ	كُمْ	بِ	قُوَّةٍ
اسکو جو	ہم نے دیا	تم کو	ساتھ	مضبوطی سے زور سے
وَ	اسْمَعُوْا	قَالُوْا	سَمِعْنَا	وَ
اور	سنو	ان لوگوں نے کہا	ہم نے سنا	اور
عَصَيْنَا	وَ	اُشْرِبُوْا	فِيْ	قُلُوْبِ	هِمُ
نافرمانی کی ہم نے	اور	وہ پلائے گئے تھے	(میں)	دلوں میں اپنے
الْعِجْلَ	بِ	كُفْرِ	هِمْ	قُلْ
بچھڑا	سبب	کفر	اپنے کے	کہہ دے
بِئْسَ	مَا	يَاْمُرُ	كُمْ	بِ	هٖٓ
بہت بری ہے	وہ بات	کہ حکم دیتا ہے	تم کو	ساتھ اسکے
اِيْمَانُ	كُمْ	اِنْ	كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ
ایمان	تمہارا	اگر	ہو تم	ایمان والے
قُلْ	اِنْ	كَانَتْ	لَ	كُمُ	الدَّارُ
کہہ دے	اگر	ہے	واسطے تمہارے	گھر
الْاٰخِرَةُ	عِنْدَ	اللّٰهِ	خَالِصَةً	مِّنْ
آخرت کا	پاس	اللہ کے	خالص	(سے)

Scanned with CamScanner

دُوْنِ	النَّاسِ	فَ	تَمَنَّوُا	الْمَوْتَ
سوائے۔علاوہ	لوگوں کے	پس	تمنا کرو	موت کی
اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ	وَ لَنْ	يَّتَمَنَّوْهُ
اگر	ہو تم	سچے	اور ہرگز	تمنا نہ کریں گے اس کی
اَبَدًا ۢ	بِ مَا	قَدَّمَتْ	اَيْدِيْ	هِمْ
کبھی	سبب اسکے کہ	آگے بھیجے ہیں	ہاتھوں	ان کے
وَ	اللّٰهُ	عَلِيْمٌ	بِالظّٰلِمِيْنَ	وَ لَ
اور	اللہ	خوب جانتا ہے	ظالموں کو	اور البتہ
تَجِدَنَّ	هُمْ	اَحْرَصَ	النَّاسِ	عَلٰى
پائے گا تو	ان کو	زیادہ حریص	سب لوگوں سے	اوپر
حَيٰوةٍ ۚ	وَ مِنَ	الَّذِيْنَ	اَشْرَكُوْا ۚ	يَوَدُّ
زندگانی کے	اور (سے)	ان سے جو	جنہوں نے شرک کیا	چاہتا ہے
اَحَدُهُمْ	لَوْ	يُعَمَّرُ	اَلْفَ سَنَةٍ	
ایک ایک	ان کا	کہ کاش	وہ عمر حاصل کرے زندہ رہے	ہزار سال کی
وَ مَا	هُوَ	بِمُزَحْزِحِهٖ	مِنَ	الْعَذَابِ
اور نہیں	وہ	دور کرنے کرنیوالا اسکو	(سے)	عذاب سے
اَنْ	يُّعَمَّرَ ؕ	وَ	اللّٰهُ	بَصِيْرٌ
یہ کہ	اسے عمر دی جائے	اور	اللہ	دیکھتا ہے
	بِ	مَا	يَعْمَلُوْنَ	
	ساتھ	اس چیز کے	جو وہ کرتے ہیں	

"اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے قول و قرار لیا تھا اور تمہارے اوپر کوہِ طور کو بلند کیا تھا کہ (جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اسے مضبوطی کے ساتھ پکڑو اور سنو یہ (اس وقت) بولے تھے کہ (ہاں) ہم نے سن تو لیا مگر ہم نے مانا نہیں اور ان کے دلوں میں گوسالہ ان کے کفر سابق کے سبب سے پیوست ہو گیا تھا۔ آپ کہہ دیجئے (کیسی) بری ہے وہ بات جس کا حکم تمہارا ایمان تمہیں دے رہا ہے اگر تم (واقعی) ایمان والے ہو۔ ۹۳ آپ کہہ دیجئے کہ اگر عالمِ آخرت خاص تمہارے ہی لئے ہے دوسروں کو چھوڑ کر تو موت کی آرزو کر دیکھو اگر تم سچے ہو ۹۴ لیکن وہ اس کی آرزو ہرگز کبھی بھی نہ کریں گے بہ سبب ان (اعمالِ بد) کے جو یہ اپنے ہاتھوں سمیٹ چکے ہیں اور اللہ ظالموں سے (خوب) واقف ہے۔ ۹۵ اور آپ انہیں زندگی پر حریص سب لوگوں سے بڑھ کر پائیں گے (یہاں تک کہ) مشرکوں سے بھی بڑھ کر ان میں سے ایک ایک یہ چاہتا ہے کہ ہزار (ہزار) برس کی عمر پائے۔ حالانکہ اگر اتنی عمر وہ پا بھی جائے تو یہ (امر) اسے عذاب سے تو نہیں بچا سکتا اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ اسے (خوب) دیکھ رہا ہے۔" ۹۶۔

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

وَاذْكُرُوْا ، اذکروا۔

Scanned with CamScanner

اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۔ اَخَذْنَا ماضی جمع متکلم (اَخَذَ يَاْخُذُ اَخْذًا) ۔ مِيْثَاقَ پختہ عہد ۔ اَلْعَهْدُ الْمُؤَكَّدُ بِيَمِيْنٍ ۔ وَ رَفَعْنَا ماضی جمع متکلم (رَفَعَ يَرْفَعُ رَفْعًا) بلند کرنا ۔ اٹھانا ۔ الطُّوْرَ ۔ اَلطُّوْرُ اِسْمُ جَبَلٍ مَخْصُوْصٍ وَقِيْلَ اِسْمٌ لِكُلِّ جَبَلٍ (راغب) ہر پہاڑ کو طور کہہ سکتے ہیں اور ایک خاص پہاڑ کا نام بھی ہے حضرت موسیٰ کے ذکر میں جبل طور سے مراد جبل سینا ہے۔

پہاڑ کو ان کے اوپر بلند کرنے سے کیا مراد ہے ۔ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے ۔ بعض کا خیال ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ طور پہاڑ کی چوٹی تمہارے سامنے تھی اور اس کے نیچے تم سے عہد لیا گیا۔

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ ۔ خُذُوْا امر جمع مذکر (اَخَذَ يَاْخُذُ اَخْذًا) ۔ مَآ اٰتَيْنٰكُمْ ماضی جمع متکلم مراد تورات (اَتٰى يَاْتِيْ اِيْتَانًا) ۔ بِقُوَّةٍ پختہ عزم اور مضبوطی سے اسے تھامو ۔ یعنی اسے سمجھو اور اس پر عمل کرو۔

وَّاسْمَعُوْا امر جمع مذکر (سَمِعَ يَسْمَعُ سَمْعًا) ۔ اَلْمَعْنٰى اسْمَعُوْا اَطِيْعُوْا اِنَّمَا الْمُرَادُ اِعْمَلُوْا مَا سَمِعْتُمْ وَالْتَزِمُوْهُ (قرطبی) اسے سنو اور اس پر عمل کرو۔

قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ماضی جمع مذکر غائب (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) ۔ سَمِعْنَا ماضی جمع متکلم (سَمِعَ يَسْمَعُ سَمْعًا) ۔ وَ عَصَيْنَا ماضی جمع متکلم (عَصٰى يَعْصِيْ عِصْيَانًا) مطلب یہ ہے کہ انہوں نے میثاق کو قبول کیا اسے سمجھا لیکن اس پر عمل نہ کیا بلکہ تاویل سے کام لیتے ہوئے اس کی مخالفت کی اور اس سے مراد بعینہٖ انہی دو کلمات کا زبان سے کہنا مراد نہیں ہے بلکہ عملی طور پر نافرمانی اور سرکشی مراد ہے۔

وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ۔ اُشْرِبُوْا کسی سیال چیز کے پینے کو شرب کہتے ہیں ۔ جب کسی چیز کا سرایت کر جانا بتانا ہو تو اسے پینے کی چیز سے تشبیہ دیتے ہیں جس طرح مشروب فوراً رگ رگ میں سرایت کر جاتا ہے اسی طرح بچھڑے کی محبت ان کے اندر سرایت کر گئی ۔ وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ سے مراد حُبُّ الْعِجْلِ ہے، بچھڑے کی محبت ۔ بلاغت قرآن کے سلسلہ میں یہ استعارہ ایک بے مثل استعارہ ہے ۔ اِشْرَابُ الشَّيْءِ بِالشَّيْءِ کے معنی ہیں مُخَالَطَتَهٗ اِيَّاهُ وَاِمْتِزَاجُهٗ بِهٖ یہاں مضاف محذوف ہے اور اس سے مراد "حُبُّ الْعِجْلِ" ہے گویا بچھڑے کی محبت ان کے دلوں میں رچ گئی اور ان کی روئیں روئیں میں سرایت کر گئی ۔ بِكُفْرِهِمْ بسبب كُفْرِهِمْ کفر کے سبب سے۔

قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ ۔ قُلْ فعل امر واحد مذکر (بِئْسَ + مَا) کلمہ ذم مذمت کے مقام پر بولا جاتا ہے يَاْمُرُكُمْ مضارع واحد مذکر غائب (اَمَرَ يَاْمُرُ اَمْرًا) اِيْمَانُكُمْ تمہارا ایمان ۔ اِنْ شرطیہ كُنْتُمْ ماضی جمع مذکر مخاطب ۔ مُّؤْمِنِيْنَ واحد مُؤْمِنٌ یعنی اگر تمہارا یہ زعم درست ہے کہ تم اپنی شریعت پر ایمان رکھتے ہو اور ایمان حقیقی عمل کا تقاضا کرتا ہے تو تمہارا یہ ایمان نہایت بدترین بات یعنی عبادت عجل قتل انبیاء اور نقض عہد کا حکم دیتا ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ ۔ قُلْ امر واحد مذکر ۔ اِنْ شرطیہ ۔ كَانَتْ ماضی واحد مؤنث غائب الدَّارُ الْاٰخِرَةُ سے مراد جنت اور اس کی نعمتیں ہیں خَالِصَةً مصدر بمعنی الخلوص یعنی تمہارے لئے مخصوص جس میں کوئی اور شریک نہ ہو۔

Scanned with CamScanner

دُوْنِ کا لفظ یہاں اختصاص اور قطع شرکت کے لئے استعمال ہوا ہے۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیجئے کہ اگر جنت صرف تمہارے لئے مخصوص ہے بلا شرکت غیرے جیسے کہ تمہارا زعم ہے۔

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ ۔ تَمَنَّوْا امر جمع مذکر۔ (تَمَنّٰى يَتَمَنّٰى تَمَنِّيًا) ۔ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ اگر تم اپنے دعویٰ میں صادق ہو تو موت کی تمنا کرو۔

وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۔ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ مضارع منفی تاکید بلن جمع مذکر غائب۔ اَبَدًا کبھی بھی۔ زندگی بھر اَیْ لَنْ يَّتَمَنَّوْهُ مَا عَاشُوْا وہ زندگی بھر موت کی تمنا نہیں کریں گے۔

بخاری شریف میں ہے: رسول اللہ کے عہد کے ان یہودیوں میں سے کسی نے بھی اس کی تمنا نہ کی اور اگر وہ موت کی تمنا کرتے تو البتہ ان پر موت وارد ہوتی۔

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۔ بِمَا اس بنا پر۔ اس سبب سے، قَدَّمَتْ ماضی واحد مؤنث غائب (قَدَّمَ يُقَدِّمُ تَقْدِيْمًا) ۔ اَيْدِيْهِمْ اپنے ہاتھوں سے ان اعمال کی وجہ سے جن کا ارتکاب وہ خود کر چکے ہیں وہ کبھی بھی موت کی تمنا نہیں کریں گے۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ ۔ عَلِيْمٌ صفت مشبہ۔ اللہ ان کے جرموں اور مظالم کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اسکی سزا انہیں ضرور دی جائیگی

وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ

وَلَتَجِدَنَّ ۔ ل تاکید کے لئے۔ تَجِدَنَّ مضارع مؤکد بنون

ثقیلہ (وَجَدَ يَجِدُ وِجْدَانًا) ۔ اَحْرَصَ النَّاسِ لوگوں میں سے سب سے زیادہ حریص۔ اَحْرَصَ ۔ اَفْعَلُ التَّفْضِيْلِ مِنَ الْحِرْصِ کسی چیز کو حد سے زیادہ چاہنے کو حرص کہتے ہیں ۔ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۔ ماضی جمع مذکر غائب (اَشْرَكَ يُشْرِكُ اِشْرَاكًا) شرک کے معنی کسی چیز کو دوسری چیز سے ملانا اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں مخلوق میں سے کسی کو شریک کرنا شرک ظلم عظیم ہے ۔ اَیْ اَنَّهُمْ اَحْرَصُ النَّاسِ مِنْ جَمِيْعِ النَّاسِ حَتّٰى مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا (المنار) یہود دنیوی زندگی کے لئے سب سے زیادہ حریص ہیں حتیٰ کہ مشرکین عرب سے بھی زیادہ۔ مشرکین عرب علم آخرت سے بالکل بیگانہ تھے۔

يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۔ يَوَدُّ مضارع واحد مذکر غائب (وَدَّ يَوَدُّ وَدًّا) ۔ وَدَّ شدت سے چاہنا ۔ اَحَدُهُمْ احد الیہود یہود میں سے ایک لَوْ کلمہ تمنا کاش کہ يُعَمَّرُ مضارع واحد مذکر غائب (عَمَّرَ يُعَمِّرُ تَعْمِيْرًا) آباد رہنا زندہ رہنا۔ ہر یہودی کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ وہ ہزاروں سال تک زندہ رہے۔

وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ۔ مَا نافیہ ۔ هُوَ ضمیر راجع الی احدہم بِمُزَحْزِحِهٖ زحزح اسکا مادہ زَحٌّ ہے کسی چیز کو اس کی جگہ سے ہٹا دینے کو کہتے ہیں ۔ دوری اور کنارہ کشی کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے ۔ اَنْ مصدریہ يُعَمَّرَ مضارع واحد مذکر غائب (عَمَّرَ يُعَمِّرُ تَعْمِيْرًا) کسی چیز کے آباد کرنے کو کہتے ہیں، ویرانی اسکی نقیض ہے۔ طول عمر اور مدت حیات کی طوالت اسے عذاب سے بچا نہیں سکتی۔

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ ۔ بَصِيْرٌ صفت مشبہ اس کا مادہ

Scanned with CamScanner

بصر ہے بصیر کے معنی ہیں وہ جلی اور خفی ہر چیز کی بصیرت رکھتا ہے تمہارا کوئی عمل بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝

قُلْ	مَنْ	كَانَ	عَدُوًّا لِّ	جِبْرِيْلَ
کہہ دے	جو کوئی	ہو	دشمن واسطے	جبریل (کے)
فَ	اِنَّ ہٗ	نَزَّلَ	ہٗ	عَلٰى
پس	بیشک اسے	اتارا۔ نازل کیا	اسکو	اوپر
قَلْبِ كَ	بِ	اِذْنِ	اللّٰهِ	مُصَدِّقًا
دل تیرے	ساتھ	اذن۔ اجازت	اللہ	تصدیق کرتا ہے
لِّ	مَا	بَيْنَ	يَدَيْهِ	وَ
واسطے	اسکی جو	درمیان	ہاتھوں اسکے ہے	اور

هُدًى	وَّ	بُشْرٰى	لِ	الْمُؤْمِنِيْنَ
ہدایت ہے	اور	خوشخبری ہے	واسطے	مؤمنوں کے
مَنْ	كَانَ	عَدُوًّا	لِّلّٰهِ	وَ
جو کوئی	ہو	دشمن	اللہ کا	اور
مَلٰٓئِكَتِهٖ	وَ	رُسُلِ ہٖ	وَ	جِبْرِيْلَ
اس کے فرشتوں کا	اور	اسکے رسولوں کا	اور	جبریل کا
وَ	مِيْكٰلَ	فَ	اِنَّ	اللّٰهَ
اور	میکائیل کا	پس	بیشک	اللہ
عَدُوٌّ	لِّ	الْكٰفِرِيْنَ		
دشمن ہے	واسطے	کافروں کے		

آپ کہہ دیجئے کہ جو کوئی جبریل کا مخالف ہے تو انہوں نے (قرآن) کو آپ کے قلب پر اللہ کے حکم سے اتارا ہے (وہ) تصدیق کرنے والا ہے اس (کلام) کا جو اس کے قبل سے ہے اور ہدایت ہے اور ایمان والوں کے لئے خوشخبری ہے ۹۷ جو کوئی مخالف ہو اللہ کا یا اس کے فرشتوں کا یا اس کے پیغمبروں کا یا جبریل کا یا میکائیل کا تو اللہ (بھی) بالیقین مخالف ہے (ایسے) کافروں کا۔ ۹۸

تشریحات لغوی و تفسیری مطالب

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ ۔ قُلْ امر واحد مذکر ۔ مَنْ موصول كَانَ ماضی واحد مذکر غائب ۔ عَدُوًّا ۔ العداوۃ اس کے لغوی معنی تجاوز

Scanned with CamScanner

کے ہیں ۔ علاوہ محبت اور التیام کی ضد ہے۔ جِبْرِیْلَ ۔ جبر اور ایل سے مرکب ہے جس کے معنی عبداللہ کے ہیں اور بعض نے جبر بمعنی بادشاہ اور ایل اَوّل سے بمعنی رجوع کے مراد لئے ہیں یعنی بادشاہ کی طرف بار بار رجوع کرنے والا۔ اسباب نزول میں سے ہے کہ یہود کے علماء میں سے عبداللہ بن صوریا نے رسول اللہ علیہ وسلم سے وحی لانے والے فرشتے کے بارے میں پوچھا آپؐ نے بتایا کہ اس فرشتے کا نام جبریل ہے۔ یہودی نے کہا کہ وہ تو یہود کا دشمن ہے اسی فرشتہ نے بیت المقدس کی تباہی کی خبر دی تھی اور وہ تباہ ہوا ــــ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ یہود کی عبادت گاہ میں گئے اور آپؓ نے حضرت جبریل کا ذکر کیا یہود نے کہا کہ یہ تو ہمارا دشمن ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے اسرار سے آگاہ کرتا ہے اور سرتباہی اور عذاب یہی لاتا ہے۔ یعنی اے رسولؐ ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو جبریل کا دشمن ہے وہ گویا کہ وحی الٰہی کا دشمن ہے اس لئے کہ جبریل وہ فرشتہ ہے جو اللہ کی وحی انبیاء پر لاتا ہے۔ یہی فرشتہ حضرت موسیٰؑ پر تورات لایا۔

فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ــــ فَاِنَّهٗ۔ الھاء الاولیٰ یعودُ الی جبریل (کبیر)۔ اِنَّهٗ کی ضمیر کا مرجع جبریل ہے ــــ نَزَّلَهٗ ماضی واحد مذکر غائب (نَزَّلَ یُنَزِّلُ تَنْزِیْلًا) باب تفعیل کے بعد دیگرے بتدریج اتارنا ــــ ہٗ ضمیر قرآن کی طرف ہے ــــ عَلٰى قَلْبِكَ قلب کسی چیز کے کسی دوسری چیز کی طرف پھرنے کو کہتے ہیں ۔ قلب کے معنی اصل اور خلاصہ کے بھی ہیں۔ جسمانی قلب کے علاوہ یہاں مراد روحانی قلب ہے۔ اِذْنِ

اللّٰہ اذن اُذن کان کو کہتے ہیں یہ لفظ علم کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ بِاِذْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے حکم سے یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جبریل امین نے یہ قرآن آپ کے قلب پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اتارا ہے (یہ پہلی حجت ہے)۔

مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ اسم فاعل (صَدَّقَ یُصَدِّقُ تَصْدِیْقًا) باب تفعیل ــــ بَیْنَ یَدَیْهِ ہاتھوں کے درمیان مراد کتب سابقہ سماویہ تورات وانجیل (یہ دوسری حجت ہے)

وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ ــــ هُدًى مصدر (هَدَى یَهْدِیْ هِدَایَةً وَهُدًى) اَیْ نَزَّلَهٗ هَادِیًا مِّنَ الضَّلَالَاتِ وَالْبِدْعَةِ الَّتِیْ طَرَأَتْ عَلَى الْاَدْیَانِ۔ ادیانِ سابقہ پر چھائی ہوئی بدعات اور ضلالتوں سے حق کی طرف رہنمائی کرتی ہے (یہ تیسری حجت ہے) ــــ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِیْنَ چہرے کے اوپر کے حصہ کو بُشْرٰی کہتے ہیں اسی وجہ سے انسان کو بشر کہا جاتا ہے ــــ بُشْرٰی بشارت اور خوشخبری ــــ اللہ تعالیٰ نے یہ قرآن مؤمنوں کی بشارت کے لئے نازل کیا ہے۔ (یہ چوتھی حجت ہے)۔

حضرت جبریل کے ساتھ ان کی عداوت کے احمقانہ دعویٰ پر یہ چار دلائل قائم کرنے کے بعد ان کی اس عداوت کی حقیقت کو بیان فرمایا:

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِیْلَ وَمِیْكٰلَ

مَنْ موصولہ ــــ كَانَ ماضی واحد مذکر غائب ــــ عَدُوًّا اس کا مادہ عداوت ہے جس کے معنی ہیں تجاوز کرنا یہ محبت والتیام کی ضد ہے ــــ مَلٰٓئِكَتِهٖ واحد مَلَكٌ ہے ــــ رُسُلِهٖ جمع رسول کی ــــ جِبْرِیْلَ وَمِیْكٰلَ جبریل

Scanned with CamScanner

کی تشریح ہو چکی ہے ۔ میکال یا میکائیل جبریل کی طرح ایک مقرب فرشتہ کا نام ہے۔ مخلوق کی رزق رسانی اور بارش کا کام اس کے سپرد ہے۔ اگرچہ دونوں فرشتوں کے کام مختلف ہیں لیکن اصل حقیقت اور فطرت کے لحاظ سے ایک ہی ہیں ۔ لِاَنَّ فِطْرَتَهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَقِيْقَتُهُمَا وَاحِدَةٌ (المنار) ملائکہ کے بعد جبریل و میکائیل کا الگ ذکر گویا کہ "ذکر الخاص علی العام" ہے آیت کے معنی یہ ہیں کہ جس نے اللہ، اسکے فرشتوں اور رسولوں سے عداوت کی اور بالخصوص جبریل و میکائیل سے تو وہ کافر ہے اور اللہ کا دشمن ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾ یعنی جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے ان مقربین سے عداوت کی تو وہ کافر ہے اللہ اس سے عداوت کرتے ہیں اس میں ایسے لوگوں کے لئے سخت وعید ہے جو اس کے مقربین سے عداوت کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی عداوت اللہ کی عداوت کا سبب بنتی ہے۔ اسی طرح قرآن سے عداوت تمام کتب سماوی سے عداوت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت تمام انبیاء کی عداوت کا سبب بنے گی۔

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ

نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

وَ لَ	قَدْ	اَنْزَلْنَآ	اِلَيْ	كَ
اور البتہ	تحقیق	نازل کیں ہم نے	طرف	تیرے
اٰيٰتٍ	بَيِّنٰتٍ ج	وَ مَا	يَكْفُرُ	بِ هَا
نشانیاں	روشن اور واضح	اور نہیں	کفر کرتا	ساتھ انکے
اِلَّا	الْفٰسِقُوْنَ	اَوَ	كُلَّمَا	عٰهَدُوْا
مگر	فاسق لوگ	کیا اور	جب کبھی	انہوں نے عہد کیا
عَهْدًا	نَّبَذَ هٗ	فَرِيْقٌ	مِّنْ هُمْ	بَلْ
کسی عہد کا	پھینک دیا اسکو	ایک فریق نے	(سے) ان سے	بلکہ
اَكْثَرُهُمْ	لَا	يُؤْمِنُوْنَ	وَ لَمَّا	جَآءَ هُمْ
اکثر ان کے	نہیں	ایمان رکھتے	اور جب	آیا انکے پاس
رَسُوْلٌ	مِّنْ	عِنْدِ	اللّٰهِ	مُصَدِّقٌ
رسول	(سے)	پاس	اللہ سے	تصدیق کرنے والا
لِّمَا	مَعَ	هُمْ	نَبَذَ	فَرِيْقٌ
لئے اسکے جو	ساتھ	ان کے	پھینک دیا	ایک فریق نے
مِّنَ	الَّذِيْنَ	اُوْتُوا	الْكِتٰبَ	كِتٰبَ
(سے)	ان لوگوں سے جنکو	دی گئی تھی	کتاب	کتاب

Scanned with CamScanner

اللہ	وَرَآءَ	ظُهُوْرِ	هِمْ	كَاَنَّ
اللہ	پیچھے	پشت	اپنی کے	گویا کہ
	هُمْ	لَا	يَعْلَمُوْنَ	
	وہ	نہیں	جانتے ہیں	

" اور بالیقین ہم نے آپ پر روشن نشان اتارے ہیں اور ان سے کوئی (بھی) انکار نہیں کرتا بجز نافرمانوں کے ۹۹۔ کیا یہ ہے کہ انہوں نے جب کبھی بھی کوئی عہد کیا ہے تو انہیں میں سے کسی (نہ کسی) جماعت نے توڑ ہی پھینکا ہے اصل یہ ہے کہ ان میں سے زیادہ تر تو اعتقاد ہی نہیں رکھتے ۱۰۰۔ اور جب ان کے پاس پیمبر اللہ کی طرف سے آئے تصدیق کرتے ہوئے اس (کتاب) کی جو ان کے پاس موجود تھی تو (ان) اہل کتاب میں سے ایک جماعت نے کتاب اللہ کو اپنی پشت کے پیچھے پھینک مارا گویا وہ جانتے ہی (بوجھتے) نہیں ۱۰۱

تشریحات لغوی وتفسیری مطالب

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۚ ۔ وَلَقَدْ ۔ لام وقد تاکید کلام کے لئے اَنْزَلْنَا ماضی جمع متکلم (اَنْزَلَ يُنْزِلُ اِنْزَالًا) اٰيٰتٍ جمع اٰيَت ۔ بَيِّنٰتٌ جمع بَيِّنَةٌ واضح دلیل کو کہتے ہیں ۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ پر آیات بینات یعنی کتاب ہدایت نازل فرمائی ۔

اَلْاَظْهَرُ اَنَّ الْمُرَادَ اٰيَاتُ الْقُرْاٰنِ الَّذِيْ لَا يَاْتِيْ بِمِثْلِهِ الْجِنُّ وَالْاِنْسُ (کبیر) ظاہر ہے کہ آیات بینات سے مراد کتاب مقدس القرآن ہے کہ

جس جیسا کلام لانے سے جن وانس عاجز ہوئے ۔

وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ۝ ۔ ما نافیہ ۔ يَكْفُرُ مضارع واحد مذکر غائب (كَفَرَ يَكْفُرُ كُفْرَانًا) انکار کرنا اِلَّا کلمہ استثنائے کلام اَلْفَاسِقُوْنَ جمع فاسق کی حدود الٰہی سے تجاوز کرنے والے کو فاسق کہتے ہیں ۔ بِهَا ضمیر کا مرجع آیات ۔ حد مقررہ سے خروج کو فسق کہتے ہیں اور یہاں فسق سے مراد کفر ہے ۔

اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۔ اَوَ ہمزہ لاستفہام وعطف کے لئے ۔ كُلَّمَا کلمہ شرط ظرف کے لئے ماضی پر داخل ہوتا ہے اس کے معنی ہیں جب جب ۔ جب کبھی ۔ یہ لفظ كُلٌّ اور مَا سے مرکب ہے ۔ عٰهَدُوْا ماضی جمع مذکر غائب (عَاهَدَ يُعَاهِدُ مُعَاهَدَةً ۔ باب مفاعلہ ۔ نَبَذَهٗ ماضی واحد مذکر غائب (نَبَذَ يَنْبِذُ نَبْذًا) نبذ کے معنی کسی چیز کو پھینک دینا ۔ قدر نہ کرنا کے ہیں ۔ ہٗ ضمیر کا مرجع عہد ہے فَرِيْقٌ گروہ ۔ جماعت اسم جنس ہے اس کا استعمال کثیر وقلیل کے لئے ہوتا ہے کیا یہ ہے کہ جب کبھی بھی انہوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں سے کسی نہ کسی گروہ نے اسے توڑ پھینکا ۔

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ بَلْ کلمہ اضراب کلام ۔ یعنی اکثر یہود تورات پر بھی سچا ایمان نہیں رکھتے اسکے بھی اکثر احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں ۔ کفر اور گمراہی انکی فطرت ثانیہ بن چکی ہے :

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۔ وَلَمَّا کلمہ شرط ظرف کے لئے ہے یہ بھی ماضی پر داخل ہوتا ہے ۔ جَآءَ ماضی واحد مذکر غائب ۔ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔

Scanned with CamScanner

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۔ مُصَدِّقٌ اسم فاعل (صَدَّقَ يُصَدِّقُ تصدیق تفعیل) لِمَا (لِ۔ مَا) لام جار اور ما موصول۔ اس کتاب کی مَعَهُمْ (مَعَ۔ هُمْ) ان کے پاس ہے یعنی تورات کی یعنی توحید۔ اصول دین اور مقاصد میں قرآن تورات کی تصدیق کرتا ہے۔

نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ ۔ نَبَذَ ماضی واحد مذکر غائب ۔ پھینک دیا۔ ترک کر دیا ۔ فَرِيْقٌ جماعت۔ گروہ ۔ اسم جنس قلیل و کثیر کے لئے ۔ مِنَ الَّذِيْنَ ان میں سے اُوْتُوا الْكِتٰبَ ماضی مجہول مذکر غائب (اَتٰى يَاْتِيْ (اِيْتَاءً) كِتٰبَ اللّٰهِ سے مراد تورات ہے ۔ قِيْلَ اَنَّهُ الْقُرْاٰنُ وَقِيْلَ اَنَّهُ التَّوْرٰتُ وَهٰذَا هُوَ الْاَقْرَبُ (کبیر) وَرَآءَ مصدر ہے جسے بطور ظرف استعمال کیا جاتا ہے اسکے معنی آگے اور پیچھے دونوں آتے ہیں۔ ظُهُوْرِ جمع ظَهْرٌ بمعنی پشت ۔ تورات کو پس پشت ڈال دینے سے مراد یہ نہیں ہے کہ کلی طور پر انہوں نے تورات کے ماننے سے انکار کر دیا بلکہ یہ مراد ہے کہ تورات کے ان بیانات کو پس پشت ڈال دیا جن میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی بشارت دی گئی تھی اور ان پر ایمان لانے کا انہیں حکم دیا گیا تھا اس طرح احکام تورات میں سے کچھ کا ترک گویا کہ کل کا ترک کرنا ہے۔ اس لحاظ سے یہود اور نصاریٰ میں کوئی فرق نہیں ہے ان میں سے ہر ایک نے آیوائے نبی کی تکذیب کی اور تورات اور انجیل کے احکامات کو پس پشت ڈالا۔

كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ۔ كَاَنَّ مشبہ بفعل تشبیہ کے معنی دیتا ہے گویا کہ وہ جانتے ہی نہیں کہ تورات میں آنے والے نبی کے بارے میں کیا احکام ہیں۔ یہود کی اس حرکت کو ایک جاہل کے عمل سے تشبیہ دی گئی گویا

کہ وہ سرے سے اس امر سے نابلد ہیں۔

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۭ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا

Scanned with CamScanner

يَعْلَمُوْنَ ع ﴿١٠٢﴾

وَ	اتَّبَعُوْا	مَا	تَتْلُوا	الشَّيٰطِيْنُ
اور	اتباع کیا انہوں نے	اس چیز کا جو	تلاوت کرتے تھے	شیطان
عَلٰى	مُلْكِ	سُلَيْمٰنَ	وَ مَا	كَفَرَ
اوپر	سلطنت	سلیمان کی	اور نہیں	کفر کیا
سُلَيْمٰنُ	وَ	لٰكِنَّ	الشَّيٰطِيْنَ	كَفَرُوْا
سلیمانؑ نے	اور	لیکن	شیطانوں نے	انہوں نے کفر کیا
يُعَلِّمُوْنَ	النَّاسَ	السِّحْرَ	وَ مَآ	اُنْزِلَ
وہ تعلیم دیتے ہیں	لوگوں کو	جادو (سحر) کی	اور اسکا جو	نازل کیا گیا
عَلَى	الْمَلَكَيْنِ	بِ بَابِلَ	هَارُوْتَ	وَ
اوپر	دو فرشتوں	(میں) بابل میں	ہاروت	اور
مَارُوْتَ	وَ مَا	يُعَلِّمٰنِ	مِنْ	اَحَدٍ
ماروت	اور نہیں	وہ دونوں سکھاتے	(سے)	کسی کو
حَتّٰى	يَقُوْلَآ	اِنَّمَا	نَحْنُ	فِتْنَةٌ
یہانتک کہ	وہ دونوں کہہ دیتے	سوائے اسکے نہیں	ہم (تو)	ایک فتنہ ہیں
فَلَا	تَكْفُرْ	فَ	يَتَعَلَّمُوْنَ	مِنْهُمَا
پس نہ	تو کفر کر	پس	وہ سیکھتے ہیں	(سے)
مَا	يُفَرِّقُوْنَ	بِ هٖ	بَيْنَ	
وہ چیز کہ	تفریق پیدا کریں	ساتھ اسکے	درمیان	

الْمَرْءِ	وَ	زَوْجِهٖ	وَ مَا	هُمْ
مرد	اور	اسکی زوجہ کے	اور نہیں	وہ
بِضَآرِّيْنَ	بِ هٖ	مِنْ اَحَدٍ	اِلَّا	بِ
نقصان پہنچانے والے	ساتھ اسکے	کسی کو	مگر	ساتھ
اِذْنِ	اللّٰهِ	وَ	يَتَعَلَّمُوْنَ	مَا
اذن	اللہ کے	اور	وہ سیکھتے ہیں	وہ چیز جو
يَضُرُّ	هُمْ	وَ لَا	يَنْفَعُ	هُمْ
ضرر پہنچائے	ان کو	اور نہ	نفع دے	ان کو
وَ لَ	قَدْ	عَلِمُوْا	لَ مَنِ	اشْتَرٰى
اور البتہ	تحقیق	انہوں نے جانا	البتہ جس کسی نے	خریدا
هُ	مَا	لَ هٗ	فِى	الْاٰخِرَةِ
اسکو	نہیں	لئے اسکے	(میں)	آخرت میں
مِنْ	خَلَاقٍ	وَ لَ	بِئْسَ	مَا
سے (کچھ)	حصہ	اور البتہ	بہت ہی بری ہے	وہ، جو
شَرَوْا	بِ هٖ	اَنْفُسَ	هُمْ	لَوْ كَانُوْا
انہوں نے بیچا	ساتھ اسکے	جانوں نفسوں	اپنے کے	کاش ہوتے
يَعْلَمُوْنَ	وَ لَوْ	اَنَّ هُمْ	اٰمَنُوْا	وَ
جانتے	اور اگر	بیشک وہ	ایمان لاتے	اور
اتَّقَوْا	لَ	مَثُوْبَةٌ	مِّنْ	عِنْدِ اللّٰهِ
تقویٰ اختیار کرتے	البتہ	ثواب	(سے)	پاس اللہ کے

Scanned with CamScanner

خَيْرٌ	لَوْ	كَانُوْا	يَعْلَمُوْنَ
بہتر	کاش	ہوتے	جانتے

"اور (یہ لوگ) پیچھے لگ گئے اس (علم) کے جو سلیمانؑ کی بادشاہت میں شیطان پڑھا کرتے تھے اور سلیمانؑ نے (تو کبھی) کفر نہیں کیا (البتہ شیطان (ہی) کفر کیا کرتے تھے۔ لوگوں کو سحر کی تعلیم دیتے اور (وہ پیچھے لگ گئے) اس (علم) کے بھی جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت وماروت پر اتارا گیا تھا اور وہ دونوں کسی کو بھی (اس فن کی باتیں) نہیں بتاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو بس ایک (ذریعہ) امتحان ہیں سو تم (کہیں) کفر نہ اختیار کرلینا مگر (لوگ) ان دونوں سے وہ (سحر) سیکھ ہی لیتے جس سے وہ جدائی ڈال دیتے درمیان مرد اور اس کی زوجہ کے حالانکہ وہ (فی الواقع) کسی کو بھی اس کے ذریعہ سے نقصان نہ پہنچا سکتے مگر ہاں ارادۂ الٰہی سے اور یہ وہ چیز سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچا سکتی ہے اور انہیں نفع نہیں پہنچا سکتی اور (یہ بھی) یہ خوب جانتے ہیں کہ جس نے اسے اختیار کرلیا اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور بہت ہی بُری وہ چیز ہے جس کے عوض میں انہوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا ہے۔ کاش وہ اتنا ہی جانتے ۱۰۲ اور اگر وہ ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو اس کا ثواب اللہ کے ہاں کہیں بہتر ہوتا کاش وہ (اتنا) جانتے" ۱۰۳

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ - وَاتَّبَعُوْا

ماضی جمع مذکر غائب (اِتَّبَعَ يَتَّبِعُ اِتِّبَاعًا) انہوں نے پیروی کی۔ اتباع کیا مَا موصول تَتْلُوْا مضارع واحد مؤنث غائب (تَلٰى يَتْلُوْ تِلَاوَةً) تلاوت کے عربی میں دو معنی ہیں ایک اتباع اور دوسرے قراءۃ اور پڑھنا۔ تلاوت کا لفظ کتب سماوی کے لئے مخصوص ہے۔ يَتْلُوْا عَلٰى فُلَانٍ کے معنی ہیں کسی پر جھوٹ یا افترا باندھنا۔ اَلشَّيٰطِيْنُ جمع شیطان کی ہے اور یہاں مراد سرکش اور متمرد جنات ہیں جو حضرت سلیمانؑ کے عہد میں تھے۔ اَیْ مَرَدَةُ الْجِنِّ هُوَ قَوْلُ الْاَكْثَرِيْنَ (راغب)۔ امام راغب نے شیاطین الانس و الجن دونوں مراد لئے ہیں۔ اَلشَّيَاطِيْنُ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَوْ مِنْهُمَا (بیضاوی) عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ سلیمان کے عہد میں عربی میں عَلٰى بمعنی فِيْ اور فِيْ بمعنی عَلٰى مستعمل ہے۔ سُلَيْمٰنَ۔ سلیمان بن داؤد علیہما السلام ۹۹۰ ق م تا ۹۳۰ ق م ایک عظیم پیغمبر اور بادشاہ تھے۔ آپکی وسعتِ سلطنت، عظمت اور شوکت پر سب کا اتفاق ہے۔ جنات بھی آپؑ کے تابع احکام تھے وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوْا سے یہود کی ایک اور عظیم گمراہی کا بیان ہے کہ وہ سحر و کہانت کو حضرت سلیمانؑ سے منسوب کر کے اتباع کرتے رہے یعنی وحیِ الٰہی کے اتباع کے بجائے شیاطین اور ساحروں کا اتباع شروع کر دیا۔

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ - مَا نافیہ كَفَرَ ماضی واحد مذکر غائب سلیمانؑ نے تو کبھی کفر نہیں کیا یعنی سلیمانؑ ساحر نہیں تھے اور نہ ہی

Scanned with CamScanner

انہوں نے کبھی سحر و ساحری کی تعلیم دی۔

مَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ کے معنی مفسرین نے "ما سحر" کئے ہیں یعنی سلیمانؑ نے کبھی سحر و ساحری نہیں کی۔

وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۔ وَلٰكِنَّ کلمۂ استدراک کلام ۔ الشَّيٰطِيْنَ جمع شیطان کی ۔ كَفَرُوْا ماضی جمع مذکر غائب يُعَلِّمُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب (عَلَّمَ يُعَلِّمُ تَعْلِيْمًا) ۔ السِّحْرَ مصدر (سَحَرَ يَسْحَرُ سَحْرًا) ہر وہ چیز جس کا ماخذ دقیق اور لطیف ہو اسے سحر کہتے ہیں۔ خدع دھوکہ اور بے حقیقت تخیلات کو بھی سحر کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں سحر کے بارے میں بتایا ہے کہ یہ ایک تخیل ہے جو آنکھوں کو فریب دیتا ہے جس سے آنکھ ایک غیر حقیقی چیز کو حقیقت تصور کرنے لگتی ہے اور قوتِ واہمہ نفس میں ایک فاسد عقیدہ پیدا کر دیتی ہے۔ یہود کی ایک گمراہی یہ بھی تھی کہ وہ حضرت سلیمانؑ کی طرف سحر اور بت پرستی کو منسوب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ سلیمانؑ نے اپنی بت پرست بیویوں کی خوشنودی کے لئے بت پرستی اختیار کر لی تھی (معاذ اللہ)

یہود کے بعض علماء نے کہا کہ تعجب ہے کہ "محمدؐ" ابن داؤد کو نبی خیال کرتا ہے حالانکہ اللہ کی قسم وہ تو صرف ایک ساحر تھا۔ اسی پر یہ آیت نازل ہوئی کہ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ یہ آیت اللہ تعالیٰ نے یہود کے اسی انتہائی غلط عقیدہ کے رد میں نازل فرمائی کہ سلیمانؑ تو اللہ تعالیٰ کے سچے نبی تھے ان کی طرف سحر و ساحری اور کفر کو منسوب کرنا بہت بڑا افتراء ہے ـــــ دورِ حاضرہ کی تحقیق سے بھی یہ ثابت ہو چکا ہے

کہ یہود کا حضرت سلیمانؑ پر یہ محض افتراء اور بہتان تھا۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینکا کے آخری ایڈیشن میں ہے:

"سلیمان خدائے واحد کے مخلص پرستار تھے"

بائبل میں ان کی ذات سے کفر و سحر کے یہ انتسابات الحاقی اور افتراء ہیں۔

شیاطین جن و انس کی شیطنت یہ تھی کہ اپنی کافرانہ اور ساحرانہ حرکتوں کو حضرت سلیمانؑ کی جانب منسوب کر دیتے تھے۔ آج مسلمانوں میں بھی بعض گمراہ اس قسم کے طلسمات کو "خاتم سلیمان" کا نام دیتے ہیں اور اعمالِ سحریہ سے کام لیتے ہیں۔ قرآن نے واضح الفاظ میں اس کی تردید کرتے ہوئے بتایا کہ شیاطین کا یہ افتراء اور بہتان ہے وہ خود لوگوں کو سحر و مکر و فریب کی تعلیم دیتے ہیں جس کا حضرت سلیمانؑ سے کوئی تعلق نہیں۔

وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۔

وَ عاطفہ ہے اس کا عطف "وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ" پر ہے اور بعض نے "وَمَا اُنْزِلَ" کا عطف "السحر" پر بتایا ہے وَمَا اُنْزِلَ میں مَا نافیہ ہے لیکن اکثر مفسرین نے اسے ما کے موصولہ بمعنی الذی مانا ہے۔ ابن جریر اور حافظ ابن کثیر کی یہی رائے ہے ۔ اُنْزِلَ ماضی مجہول (اَنْزَلَ يُنْزِلُ اِنْزَالًا) انزال سے مراد صرف کتاب و حکمت نہیں بلکہ تمام امورِ کائنات اللہ ہی کی طرف سے نازل ہوتے ہیں۔ عذاب و انعام و اکرام سب کے نزول کا تعلق اللہ تعالیٰ ہی سے ہے ۔ عَلَى الْمَلَكَيْنِ تثنیہ ملک کا اَلْقِرَاءَةُ الْمَشْهُوْرَةُ بِفَتْحِ اللَّامِ (مَلَكَ) (کبیر) دوسری قراءت مَلِكَ بِكَسْرِ اللَّامِ

Scanned with CamScanner

بھی صحابہؓ اور تابعین سے منقول ہے۔ اس دوسری قراءت کی بنا پر بعض مفسرین نے کہا ہے کہ وہ اصلاً فرشتے نہ تھے بلکہ بشر اور بادشاہ تھے نیکی اور تقویٰ کی وجہ سے انہیں مجازاً فرشتہ کہا گیا۔ لیکن جمہور کی رائے ہے کہ وہ فرشتے تھے ۔۔ ابوبکر جصاص رازی نے احکام القرآن میں لکھا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے اپنے دو فرشتے بھیجے کہ وہ دنیا پر سحر کا مفہوم روشن کر دیں اور یہ بتا دیں کہ یہ تمام تر کذب و کفر ہے جس سے بچنا واجب ہے"۔

بابل عراق عرب میں بغداد سے ساٹھ میل جنوب میں جہاں آج کل اہلہ کی آبادی ہے۔ ۳۰۰۰ ق م ایک نہایت آباد اور عظیم شہر تھا۔ دجلہ اور فرات دو مشہور دریا اس علاقہ کو سیراب کرتے تھے ۔ بابل اپنے سحر طلسمات اور عملیاتِ سفلی کے لئے مشہور تھا اسی ملک کا دوسرا نام کالڈیا (کلدانیہ) انگریزی زبان میں کالڈین بمعنی ساحر کے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کے صحائف میں اس کی عظمت اور سیاہ کاریوں کا کثرت سے ذکر ہے چنانچہ پرانے کتبات سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ بابلی مذہب کا جزوِ اعظم اقسام و انواع کے سحر و کہانت تھے بابلی مذہب کی کتب کہانت اور طلسمات کے سوا کچھ بھی نہیں۔ انسائیکلو پیڈیا ریلجس اینڈ اتھیکس میں ہے کہ یہ سحر پیشہ قوم ۵۳۸ ق م میں ایرانیوں کے ہاتھوں برباد اور منتشر ہوئی اور جہاں بھی یہ لوگ گئے اپنے ساتھ سحر و کہانت کو بھی لیتے گئے جب اہل بابل کی گمراہی حد سے بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لئے دو فرشتوں کو انسانی صورت و قالب میں بھیجا۔

ہاروت و ماروت دو فرشتوں کا نام ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں

کی اصلاح کے لئے انسانی قالب میں بھیجا ۔۔ بعض مفسرین نے ہاروت و ماروت کے سلسلہ میں ایک مشہور رقاصہ زہرہ کا قصہ نقل کیا ہے جو بالکل لغو اور مردود ہے اگرچہ اسے تابعین نے بھی نقل کیا ہے لیکن اس کی سند حدیثِ صحیح سے نہیں ملتی۔ وَاعْلَمْ اَنَّ هٰذِهِ الرِّوَايَةَ فَاسِدَةٌ مَرْدُوْدَةٌ غَيْرُ مَقْبُوْلَةٍ (کبیر)

الشہاب العراقی نے صریحاً لکھا ہے کہ: جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ ہاروت و ماروت دو فرشتے ہیں جو زہرہ نامی رقاصہ کے ساتھ ملوث ہونے کی وجہ سے گرفتارِ عذاب ہیں، وہ مطلقاً کافر ہے"۔ (روح)۔

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ

وَمَا نافیہ۔ يُعَلِّمٰنِ مضارع تثنیہ مذکر غائب ۔۔ عَلَّمَ يُعَلِّمُ تَعْلِيْمٌ تعلیم دینا۔ آگاہ کرنا۔ متنبہ کرنا ۔۔ مِنْ اَحَدٍ کسی ایک کو بھی مِنْ زائدہ لِتَاكِيْدِ اِسْتِغْرَاقِ الْجِنْسِ (بحر) تاکید استغراق کے لئے ۔ حَتّٰى يَقُوْلَآ ۔ حَتّٰى (یہاں تک) حرف جر ہے جو انتہا غائت کے لئے آتا ہے۔ يَقُوْلَآ مضارع تثنیہ مذکر غائب ۔ اِنَّمَا کلمہ حصر فِتْنَةٌ امتحان و آزمائش ۔ فَلَا تَكْفُرْ تم کفر اختیار نہ کرو۔ یہ دونوں فرشتے کسی کو سحر کی تعلیم نہیں دیتے حتیٰ کہ اسے نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے امتحان و آزمائش ہے تم اس کی وجہ سے کفر اختیار نہ کرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے:

قَالَ عَلِيٌّ كَانَ يُعَلِّمَانِ تَعْلِيْمَ اِنْذَارٍ لَا تَعْلِيْمَ دَعَاءٍ اِلَيْهِ كَاَنَّهُمَا يَقُوْلَانِ لَا تَفْعَلْ كَذَا كَمَا لَوْ سَاَلَ سَائِلٌ عَنْ صِفَةِ الزِّنَا اَوِ الْقَتْلِ فَاَخْبَرَ بِصِفَةِ الْجِنْسِ (بحر) ۔۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ان کی تعلیم اس سے انذار اور ڈرانے

Scanned with CamScanner

کے لئے تھی نہ کہ اس علم سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے گویا کہ وہ انہیں کہتے تھے ایسا مت کرو ـــ فَلَا تَكْفُرْ سابقہ بیان کی تاکید ہے سحر کے سیکھنے میں اختلاف ہے بعض نے اسے مطلقاً حرام قرار دیا ہے بعض نے علم کو جائز اور عمل کو حرام قرار دیا ہے

فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ

فَيَتَعَلَّمُونَ وہ سیکھتے ہیں۔ مضارع جمع مذکر غائب (تَعَلَّمَ يَتَعَلَّمُ تَعَلُّمًا باب تفعل)۔ مِنْهُمَا۔ مِنْ ہاروت و ماروت ما بمعنی الذی۔ يُفَرِّقُونَ مضارع جمع مذکر غائب (فَرَّقَ يُفَرِّقُ تَفْرِيقًا) ـــ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهِ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان یعنی وہ ان فرشتوں سے ایسا علم حاصل کرتے تھے جس سے مرد اور عورت میں تفرقہ پیدا کرسکیں۔ فرشتے تو انہیں سحر کی حقیقت سے مطلع کرتے تھے لیکن وہ خبیث فطرت لوگ اپنے مذموم مقاصد کے لئے اسے استعمال میں لاتے۔ دورِ حاضرہ کے علمائے یہود بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

"سحر کی سب سے زیادہ عام متداول صورت اس نقش کی تھی جو عشق و محبت کے لئے دیا جاتا تھا خاص کر وہ نقش جو ناجائز آشنائیوں کے لئے لکھا جاتا تھا اس قسم کے سحر کی ماہر عورتیں ہی زیادہ ہوتی تھیں چنانچہ ذکر بھی سحر اور حرام کاری کا عموماً ساتھ ہی ساتھ آیا ہے" (جیوش انسائیکلو پیڈیا)

وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ

مَا نافیہ۔ بِضَارِّينَ اسم فاعل جمع مذکر من الضار بِهِ بالسحر۔ إِلَّا کلمہ استثنا۔ إِذْنِ اللَّهِ مشیئتِ الٰہی ـــ أَيْ بِإِرَادَتِهِ وَ قَضَائِهِ لِأَمْرِهِ (قرطبی)۔ یہ مشیت

الٰہی اور اس کی تقدیر سے نہ اس کے حکم سے۔ اسباب و مسببات کے بارے میں مذہبِ حق یہ ہے کہ مؤثر حقیقی مشیئتِ الٰہی ہے وہی جب چاہتی ہے سبب و نتیجہ کے درمیان حائل بن جاتی ہے اور جب نہیں چاہتی تو حائل نہیں ہوتی (روح)، یعنی اسباب و مسببات کے علاوہ انہیں کوئی غیبی قوت حاصل نہیں ہے۔ یہ سب کچھ مشیئتِ الٰہی سے سرانجام پاتا ہے (المنار)

وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ـــ يَتَعَلَّمُونَ مضارع جمع مذکر غائب (تَعَلَّمَ يَتَعَلَّمُ تَعَلُّمًا باب تفعل)، ما بمعنی الذی۔ يَضُرُّهُمْ مضارع واحد مذکر غائب ضرر اور نقصان جس کے معاوضہ میں کوئی نفع نہ ہو۔ یعنی سحر کی یہ تعلیم انہیں نقصان تو پہنچا سکتی ہے لیکن اس سے وہ کوئی نفع حاصل نہیں کرسکتے۔

وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ

وَلَقَدْ لام اور قَدْ تحقیقِ کلام کے لئے۔ عَلِمُوا ماضی جمع مذکر غائب لَمَنِ اشْتَرَاهُ ضمیر سحر کی طرف اس شخص کے لئے جس نے اسے اختیار کیا خریدا۔ مَا نافیہ۔ خَلَاقٍ قف نصیب حصہ۔ عام طور پر یہ لفظ خیر اور بھلائی کے لئے مستعمل ہوتا ہے ـــ قَالَ الْحَسَنُ مَا لَهُ مِنْ دِينٍ وَ هٰذَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْعَمَلَ بِالسِّحْرِ وَقَبُولَهُ كُفْرٌ (جصاص)، یعنی سحر اختیار کرنے والے کا دین میں کوئی حصہ نہیں اور اس سے پتہ چلا سحر پر عمل کفر ہے۔

وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝

وَلَبِئْسَ لام تاکید کے لئے۔ بِئْسَ کلمۂ ذم بمعنی بدترین۔ مَا بمعنی الذی۔ شَرَوْا ماضی جمع مذکر غائب۔ انہوں نے بیچا۔ ـــ بِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ وہ بری چیز اعمال سحریہ

Scanned with CamScanner

کے بدلے انہوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا ۔ لَوْ کاش تمنّی کے لئے ۔ کَانُوْا ماضی جمع مذکر غائب ۔ یَعْلَمُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب ۔ کاش وہ یہ جانتے۔ حَیْثُ اخْتَارُوا السِّحْرَ وَالْکُفْرَ عَلٰی دِیْنِ الْحَقِّ (معالم) دینِ حق پر سحر اور کفر کو ترجیح دی ۔ کاش وہ اتنا ہی شعور رکھتے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا ۔ لَوْ کلمۂ شرط اور اگر یہ سحر کی تعلیم حاصل کرنے والے اللہ پر ایمان لاتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے۔

لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَیْرٌ لَّوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۔ لَمَثُوْبَةٌ لام تاکید ۔ مَثُوْبَةٌ ثواب وجزاء اور اگر وہ سحر اور کفریہ اعمال کو چھوڑ کر اپنے اندر حقیقی ایمان پیدا کرتے تو ایمانِ کامل اور عمل صالح کا ثواب ان کے لئے بہت بڑے ثواب و اجر کا باعث بنتا ۔ کاش کہ وہ اپنے توہمات اور ظنِ باطل کو ترک کر کے دینِ حق کا اتباع کرتے اور فلاحِ دارین حاصل کر سکتے۔ مثوبۃ اس کا مادہ ثوب ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز کا اپنی اصلی حالت کی طرف رجوع کرنا جزائے اعمال کے لئے مثوبہ اور ثواب استعمال کیا جاتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں لوگ کثرت سے سحر و ساحری کی لعنت میں مبتلا تھے ۔ ساحروں کی تعظیم کرتے اور انہیں انبیاء کا درجہ عطا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے دو فرشتوں ہاروت و ماروت کو انسانی شکل وصورت میں بھیجا تاکہ لوگوں کو سحر و جادوگری کی اصل حقیقت سے آگاہ کریں سحر اور معجزہ میں فرق اور امتیاز قائم کریں اور لوگوں کو اس گمراہی سے باز رکھیں۔

آج مسلمانوں میں بھی اس قسم کی بہت سی خرافات پیدا ہو چکی ہیں اور بعض باطل پرست لوگ یہود کی طرح سحر و طلسمات میں مستغرق ہیں اور دین

اسلام میں بہت سی غلط باتوں کو داخل کر دیا ہے ۔ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ کا مصداق بن رہے ہیں۔

مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ بَکْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَکَانَ مُتَّکِئًا اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ ثُمَّ قَعَدَ فَقَالَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَالشَّهَادَةُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ یُکَرِّرُهَا حَتّٰی قُلْنَا لَیْتَهٗ سَکَتَ۔

حضرت ابی بکرۃ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا درآنحالیکہ تکیہ لگائے ہوئے تھے کہ کیا تمہیں کبیرہ ترین گناہوں کے بارے میں جو اللہ کی ذات کے ساتھ شرک اور والدین کی نافرمانی ہے نہ بتاؤں اسکے بعد آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا جھوٹی بات اور جھوٹی شہادت بھی کبیرہ میں سے ہے آپ متواتر اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَالشَّهَادَةُ الزُّوْرِ کا تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے دل میں کہا کاش کہ آپ خاموش ہو جائیں"

یہ اکبر الکبائر جن سے بچنے کے لئے آپ نے سخت تاکید فرمائی آج ہم بری طرح انہیں میں مبتلا ہیں ۔ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۰۴﴾ مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِکِیْنَ اَنْ

Scanned with CamScanner

يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ
بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿١٠٥﴾ مَا
نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۗ
اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٠٦﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ
اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَمَا لَكُمْ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿١٠٧﴾

يٰٓاَيُّهَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا	تَقُوْلُوْا
اے وہ لوگو!	جو	ایمان لائے ہو	نہ	تم کہو
رَاعِنَا	وَ	قُوْلُوا	انْظُرْنَا	وَ اسْمَعُوْا
راعنا	اور	کہو تم	انظرنا	اور سنو
وَ	لِ	الْكٰفِرِيْنَ	عَذَابٌ	اَلِيْمٌ
اور	واسطے	کافروں کے	عذاب	دردناک
مَا	يَوَدُّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	مِنْ
نہ	دوست رکھتے ہیں	وہ لوگ جو	کافر ہوئے	(سے)
اَهْلِ	الْكِتٰبِ	وَ	لَا	الْمُشْرِكِيْنَ
اہل	کتاب سے	اور	نہ	مشرک

اَنْ	يُّنَزَّلَ	عَلَيْ	كُمْ	مِّنْ
یہ کہ	نازل کی جائے	اوپر	تمہارے	(سے)
خَيْرٍ	مِّنْ	رَّبِّ	كُمْ	وَ اللّٰهُ
بھلائی سے	(سے)	رب	تمہارے سے	اور اللہ
يَخْتَصُّ	بِ	رَحْمَتِ	هٖ	مَنْ
مختص کرلیتا ہے	ساتھ	رحمت	ان کے	جس کو
يَّشَآءُ	وَ اللّٰهُ	ذُو	الْفَضْلِ	الْعَظِيْمِ
چاہتا ہے	اور اللہ	مالک	فضل کا	بڑے
مَا	نَنْسَخْ	مِنْ	اٰيَةٍ	اَوْ
جو کہ	ہم نسخ کرتے ہیں	(سے)	آیت سے	یا
نُنْسِهَا	نَاْتِ	بِ	خَيْرٍ	مِّنْهَا
بھلا دیتے ہیں ہم اسکو	لاتے ہیں ہم	ساتھ	خیر	اس سے
اَوْ	مِثْلِ	هَا	اَ	لَمْ تَعْلَمْ
یا	مانند	اسکی	کیا	تو نہیں جانتا
اَنَّ	اللّٰهَ	عَلٰى	كُلِّ	شَيْءٍ
بیشک	اللہ	اوپر	ہر	چیز کے
قَدِيْرٌ	اَ	لَمْ تَعْلَمْ	اَنَّ	اللّٰهَ
قدرت رکھتا ہے	کیا	تو نہیں جانتا	بیشک	اللہ
لَ	هٗ	مُلْكُ	السَّمٰوٰتِ	وَ
واسطے اسکے	بادشاہی	آسمانوں کی	اور	زمین

Scanned with CamScanner

وَ	مَا	لَ	كُمْ	مِّنْ	دُوْنِ	اللّٰهِ
اور	نہیں	واسطے	تمہارے	(سے)	سوائے	اللہ کے
مِنْ	وَّلِيٍّ	وَّ	لَا			نَصِيْرٍ
(سے)	دوست	اور	نہیں			مددگار

"اے ایمان والو! "راعنا" مت کہا کرو اور "انظرنا" کہا کرو اور سنتے رہا کرو اور کافروں کے لئے عذاب دردناک ہے۔ ۱۰۴ جو لوگ کافر ہیں (خواہ) اہلِ کتاب میں سے ہوں یا مشرکین میں سے وہ اسے (ذرا بھی) پسند نہیں کرتے کہ تمہارے اوپر کوئی بھی بھلائی تمہارے پروردگار کی طرف سے اتر کر رہے حالانکہ اللہ اپنی رحمت سے جسے چاہے مخصوص کر لے اور وہ بڑے ہی فضل والا ہے۔ ۱۰۵ ہم جس آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو (کوئی) اس سے بہتر ہی یا مثل اسکے لے آتے ہیں۔ کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۰۶ کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ ہی کے لئے سلطنت آسمانوں اور زمین کی ہے اور اللہ کے سوا کوئی تمہارا یار و مددگار نہیں"۔ ۱۰۷

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ـــ یا کلمہ ندا ـــ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا منادی۔ الَّذِيْنَ موصول ـ اٰمَنُوْا ماضی جمع مذکر غائب۔ (اٰمَنَ يُؤْمِنُ اِيْمَانًا) اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ قرآن مجید میں اٹھاسی

مقامات پر اہلِ ایمان کو مخاطب ٹھہرایا گیا ہے۔ سورۃ البقرۃ میں پہلی بار یہ خطاب ہے۔

لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا ـــ لَا تَقُوْلُوْا فعل نہی مضارع جمع مذکر مخاطب (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) ـــ رَاعِنَا مراعاۃ سے ہے اس کا اصل مادہ رعایت ہے (رَعٰى يَرْعٰى رَعَايَةً) انسانی مصالح کو پیش نظر رکھنے کو رعایت کہتے ہیں۔ یعنی ہماری رعایت کیجئے اور توجہ فرمائیے۔

صحابہ کرامؓ بعض اوقات کسی بات کے سمجھنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے "راعنا" کا لفظ استعمال کرتے تھے جس کے واضح معنی صرف یہ ہیں کہ ہماری رعایت کیجئے لیکن یہود اپنی فطری خبث کی بنا پر "راعنا" کے عین کو کھینچ کر اس طرح پڑھتے تھے جس سے رعونت کے معنی پیدا ہوتے تھے۔ سورۃ النساء میں "راعنا" کی ممانعت کی وجہ یوں بیان کی ہے: "رَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ" راعنا کا لفظ اپنی زبانیں مروڑ کر بولتے ہیں۔ یہود کی اس شرارت کی وجہ سے اس لفظ کے استعمال سے منع فرمایا اور حکم دیا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا امر جمع مذکر (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) اُنْظُرْنَا (نَظَرَ يَنْظُرُ نَظْرًا) ہماری طرف نظر کیجئے اور توجہ کیجئے "اَیْ اِنْتَظِرْنَا وَارْقُبْنَا" (روح)

وَاسْمَعُوْا (سَمِعَ يَسْمَعُ سَمْعًا) اور غور سے سنو۔ جن الفاظ سے اہانت یا سوءِ ادب کا احتمال پیدا ہوتا ہو ان کا ترک کرنا لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو کفار کی مشابہت سے قولاً و عملاً ہر طرح سے منع فرمایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو ادب و تعظیم سے سننے کا حکم دیا ہے۔

Scanned with CamScanner

وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ دردناک عذاب ۔ عَذَابٌ دکھ تکلیف ۔ اَلِيْمٌ الم سے ہے عذاب کی صفت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے والوں اور اسلام کا مذاق اڑانے والوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۔ مَا نافیہ ۔ يَوَدُّ مضارع واحد مذکر غائب (وَدَّ يَوَدُّ وَدًّا) ۔ اَلْوُدُّ مَحَبَّةُ الشَّيْءِ وَتَمَنِّيْ وُقُوْعِهٖ کسی چیز کی محبت اور اسکے وقوع کی تمنا کو وُدّ کہتے ہیں ۔ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۔ اَهْلُ کسی شخص کے وہ ہیں جن میں اتحاد و یگانگت پائی جاتی ہے ۔ اَهْلُ الْكِتٰبِ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ایک کتاب پر مجتمع ہیں ۔ یہود و نصاریٰ دونوں مراد ہو سکتے ہیں ۔ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا کفر یعنی انکارِ حق کرنے والوں کی دو بڑی قسمیں ہیں:

ایک مشرکین جو توحید کے منکر ہیں اور اوہامِ باطلہ میں گرفتار ہیں۔

دوسرے اہلِ کتاب جو اگرچہ کتب سماوی پر ایمان رکھتے ہیں لیکن اس میں بہت سی باتوں کو اپنی خواہش کے مطابق ڈھال لیا ہے۔

وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اور نہ ہی مشرکین یعنی جو سرے ہی سے توحید و نبوت کے قائل نہیں ہے ۔ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ میں "مِنْ" بیان و تفصیل کے لئے ہے ۔ مِنْ لِلْبَيَانِ لِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جِنْسٌ تَحْتَهٗ نَوْعَانِ اَهْلُ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكُوْنَ (کشاف) اس لحاظ سے اس کا ترجمہ یہ نہیں ہوگا کہ اہلِ کتاب میں سے جو کافر ہیں وہ پسند نہیں کرتے اور نہ ہی مشرک بلکہ مِنْ

بیانیہ کی وجہ سے صحیح ترجمہ یہ ہوگا جو لوگ کافر ہیں (خواہ) اہلِ کتاب میں سے ہوں یا مشرکین میں سے وہ ذرا بھی پسند نہیں کرتے۔

اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۔ اَنْ مصدریہ ۔ يُنَزَّلَ مضارع مجہول واحد مذکر غائب (نَزَّلَ يُنَزِّلُ تَنْزِيْلًا) ۔ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ خیر وہ چیز ہے جو سب کے لئے مرغوب ہو۔ یہاں خیر سے مراد وحی الٰہی ہے اہلِ کتاب اور مشرکین بالکل پسند نہیں کرتے کہ تمہارے اوپر کوئی بھی بھلائی تمہارے پروردگار کی طرف سے اترے۔

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ مضارع واحد مذکر غائب (اِخْتَصَّ يَخْتَصُّ اِخْتِصَاصٌ ۔ باب افتعال) کسی چیز کے کسی چیز سے خاص تعلق کو اختصاص کہتے ہیں ۔ بِرَحْمَتِهٖ رقتِ قلبی کا نام ہے اللہ کی طرف سے رحمت صرف انعام و افضال کو کہتے ہیں۔ مَنْ يَّشَآءُ جسے چاہتا ہے ۔ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔ ذو مالک ۔ صاحب یہ ان اسماء میں سے جن کا اعراب حروف سے آتا ہے ۔ فَضْلٌ درمیانہ حالت سے زیادہ کا نام ہے فضل کا لفظ اکثر محل مدح میں استعمال ہوتا ہے۔ اس آیت میں خیر۔ رحمۃ اور فضل وغیرہ سب سے مراد وحی الٰہی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی ۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام انبیاء اولادِ اسحٰقؑ سے آئے لیکن جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے اولادِ اسماعیلؑ سے مبعوث فرمایا تو یہ بات یہود کے لئے ناگواری کا باعث بنی۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا ۔ مَا نافیہ ۔ نَنْسَخْ مضارع جمع متکلم (نَسَخَ يَنْسَخُ نَسْخًا) نسخ کے معنی کسی چیز کا ازالہ کرنا اور کسی دوسری چیز کا

Scanned with CamScanner

اثبات کرنا ہے۔ لغت میں اس کے معنی ابطال اور ازالہ کے ہیں۔ اصطلاح شرع میں ایک حکم کی بجائے دوسرے حکم کا اجراء مراد ہے۔ مِنْ اٰیَۃٍ آیت سے مراد احکام ہیں اَوْ کلمۂ تردید۔ نُنْسِھَا مضارع جمع متکلم (اَنْسٰی یُنْسِیْ اِنْسَاءً) نسیان طاری کرنا۔

نَاْتِ مضارع جمع متکلم (اتی یاتی اتیان)۔

بِخَیْرٍ مِّنْھَآ اَوْ مِثْلِھَا ؕ اس سے بہتر یا اس جیسی۔

اہل لغت نے کہا ہے کہ نسخ کی اصل نقل کرنا ہے خواہ بذاتہٖ نقل کرنا ہو جیسے کہا جاتا ہے: نَسَخَتِ الشَّمْسُ الظِّلَّ یعنی سورج نے سایہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا یا اس کی صورت میں تبدیلی پیدا کرنا ہو۔ جیسے کہا جاتا ہے "نَسَخَتِ الْکِتَابُ" یعنی پہلی جیسی صورت میں اس سے نقل کی گئی اور نسیان کی اصل کسی چیز کا ترک کرنا ہے۔ اس لئے کہ یہ اس کی لازمی غائت ہے یہاں نسخ کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت سے مراد تبدیلی ہے یعنی جب ایک آیت دوسری آیت کے بدلہ میں لائی جاتی ہے تو ہم اس تبدیل شدہ آیت کو پہلی سے بہتر یا کم از کم اسی کی مانند لاتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے مراد نسخ تلاوت ہوگا اور وہ یہ کہتے ہیں کہ نسیان سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے عدم تلاوت کا حکم دیتے ہیں اور اسے بالکل فراموش کرا دیتے ہیں۔

دوسری صورت سے مراد آیت کے حکم کو منسوخ قرار دینا ہے خواہ صرف حکم کی منسوخی ہو یا حکم کے ساتھ تلاوت کی منسوخی بھی ہو۔ جمہور کے نزدیک یہی آخری صورت مختار ہے۔ جمہور نے اسکی توجیہ کی ہے کہ کسی آیت

کے منسوخ ہونے کے ذاتی طور پر کوئی معنی نہیں ہیں اور نہ ہی اس کی حاجت ہے البتہ یہ احکامات ہیں جو زمان و مکان اور حالات کے اختلاف سے اختلاف پذیر ہوتے ہیں اور "نسیان" کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یادداشت سے کسی آیت کے ازالہ کا نام ہے البتہ اس میں اختلاف ہے کہ کیا یہ نسیان تبلیغ آیت سے بعد ہے یا اس سے قبل۔ بعض کہتے ہیں تبلیغ کے بعد اور بعض کہتے ہیں قبل از تبلیغ حتیٰ کہ سیوطی نے اسباب النزول میں کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی آیت رات کو نازل ہوتی اور دن کے وقت اسے بھول جاتے۔ مفتی محمد عبدہٗ کہتے ہیں کہ یہ روایت سراسر کذب ہے اس قسم کا نسیان انبیاء علیہم السلام کے لئے محال ہے اس لئے کہ وہ تبلیغ احکام کے سلسلہ میں خطا و نسیان سے معصوم ہوتے ہیں۔ جیسے کہ آیت کریمہ میں ہے:

اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ (القیٰمہ: ۱۷)

"اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے"

اللہ تعالیٰ کے احکام میں تمام مسلمانوں کا جواز نسخ پر اتفاق ہے اس لئے کہ حکمت بالغہ کا یہی تقاضا ہے اور تمام اس کے وقوع کے قائل ہیں۔ (ابن کثیر)

ابو مسلم اصفہانی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ قرآن میں نسخ مطلقاً نہیں ہے لیکن اسکا قول ضعیف اور مردود ہے۔ (ابن کثیر)

متاخرین میں سے بعض کا خیال ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں نسخ نہیں ہے نسخ کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے اس سے مراد سابقہ انبیاء

Scanned with CamScanner

کے شرائع کا نسخ ہے۔ (احکام القرآن)۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں:

"فنِ تفسیر کے مشکل مقامات میں سے ایک ناسخ و منسوخ کی شناخت ہے اس میں بڑا اختلاف متقدمین اور متاخرین کی اصطلاح کا اختلاف ہے صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ "نسخ" کو اسکے لغوی معنی میں استعمال کرتے تھے یعنی ایک چیز کو ہٹا کر دوسری چیز لانا نہ کہ اہلِ اصول کے اصطلاحی معنی میں کہ ان کے نزدیک ایک آیت کے بعض اوصاف کا ازالہ کسی دوسری آیت سے کرنا نسخ ہے یہ ازالہ اوصاف عام ہے اس کا تعلق چاہے مدتِ عمل کی انتہا سے ہو یا کلام کو اس کے متبادر معنی سے غیر متبادر معنی کی طرف پھیرنے سے یا کہیں یہ بتا دیا کہ اتفاق سے یہ قید لگا دی گئی تھی کبھی عام کو خاص کر دیا وغیرہ اس طرح ان کے نزدیک نسخ کا میدان وسیع ہے اور منسوخ آیات کی تعداد پانچ سو تک پہنچ گئی لیکن متاخرین کی اصطلاح کی رُو سے یہ تعداد بہت قلیل ہے۔ علامہ سیوطی نے "اتقان" میں منسوخ آیات بیس بتائی ہیں مگر ہمارے نزدیک صرف پانچ آیات میں نسخ پایا جاتا ہے۔" (انتہیٰ قول شاہ ولی اللہ)

یہود نے نسخ کی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر زبان طعن دراز کی اسی کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں معتزلہ قرآن میں نسخ کے قائل نہیں ہیں۔ باقی تمام امتِ مسلمہ کا نسخ پر اجماع ہے۔

امام قرطبی فرماتے ہیں:

"نسخ کا جاننا ضروری ہے اور اس کا فائدہ عظیم ہے۔ علماء اس کی معرفت سے بے نیاز نہیں رہ سکتے صرف جہلاء ہی اس کا انکار کرتے ہیں۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مسجد میں ایک واعظ کو سنا آپؓ نے فرمایا، "کیا تم قرآن و حدیث کے ناسخ و منسوخ احکام کو جانتے ہو اس نے کہا نہیں میں نہیں جانتا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ہماری مسجد سے نکل جاؤ کبھی یہاں وعظ نہ کہو۔"

الطبرسی نے کہا ہے کہ

"نسخ سے متعلق تمام روایات ضعیف ہیں۔"

بعض مفسرین کی رائے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آیت کو منسوخ قرار نہیں دیا۔ بعض صحابہؓ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ فلاں آیت منسوخ ہے لیکن اکثر ایسی روایات موجود ہیں کہ ایک صحابی کسی آیت کو منسوخ قرار دیتے ہیں تو دوسرے صحابی سے اسکی تردید کا پتہ چلتا ہے نسخ کے بارے میں ایسی تمام روایات ضعیف ہیں چنانچہ الطبرسی کا قول ہے:

"اَلرِّوَایَاتُ النَّسْخِ کلھا ضعیف۔"

"بعض نے صرف پانچ آیات میں نسخ مانا ہے۔" (شاہ ولی اللہ)

اور بعض نے بے شمار آیات میں اصلی حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی شخص ایک آیت کو دوسری آیت کے ساتھ تطبیق نہ دے سکا تو اسنے اسے منسوخ کہہ دیا۔ متاخرین میں شاہ ولی اللہ دہلوی نے صرف پانچ آیات میں نسخ مانا ہے باقی ماندہ آیات میں تطبیق سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ منسوخ نہیں ہیں۔

Scanned with CamScanner

بعض نے اس آیت کا مفہوم یہ لیا ہے کہ سابقہ کتب سماوی کے احکام کے خلاف جو احکام قرآن میں وقت اور حالات کی مناسبت سے نازل ہوئے انہوں نے توریت اور انجیل کے بعض احکام کو منسوخ یا کالعدم قرار دیا اور ایسا کرنا عین مصلحت تھا۔ چنانچہ یہود نے اس پر اعتراض کیا یہ آیت کریمہ اسی کے جواب میں ہے کہ سابقہ شریعت کی بعض باتوں کو منسوخ کر دیا گیا یا فراموش کرا دیا گیا تو ہم نے اس کے بدلے اس سے بہتر یا اسی جیسے احکام تم کو عطا کئے ہیں۔ سابقہ شرائع ایک خاص قوم ملک اور زمانہ کے لئے تھے لیکن شریعتِ محمدیہ قیامت تک کے لئے تمام اقوام عالم کے لئے ہے۔ بنا برایں سابقہ شرائع کی بعض باتوں کا منسوخ کرنا قرین مصلحت تھا اس لحاظ سے یہ نسخ قرآنی آیات میں نہیں بلکہ سابقہ شرائع میں ماننا ہوگا۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ — اَ کلمہ استفہام — لَمْ تَعْلَمْ مضارع نفی جحد بلم واحد مخاطب — اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ منکرین نسخ سے مخاطب ہے اور فرمایا کہ احوال و مصالح کی رعایت سے نسخ پر تمہارا اعتراض بے معنی ہے۔ وہ قادرِ مطلق ہے اس کا ایسا کرنا قرینِ مصلحت ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ اَ کلمہ استفہام۔ لَمْ تَعْلَمْ نفی جحد بلم۔ لَہٗ میں لام تملیک کے لئے ہے۔ السَّمٰوٰتِ جمع سماء کی ہے۔

خِطَابٌ لِلنَّبِیِّ وَالْمُرَادُ هُوَ وَاُمَّتُهٗ (بیضاوی) خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے واسطے سے اُمت سے ہے۔

بتایا ہے کہ وہ تو تمام کائنات کا مالک ہے مصلحت اور احوال کے تفاوت کی بنا پر ایک حکم کی بجائے دوسرے حکم کے اجراء اور تبدیلی پر اعتراض بالکل بیجا اور فضول ہے وہ جیسے چاہے حکم دے سکتا ہے۔

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۝ — مَا نافیہ دُوْنِ غیر سوائے۔ وَلِیٍّ ولایت۔ دوست۔ نَصِیْرٍ اس کا مادہ نصرت ہے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ ناصر۔ مددگار اور کارساز۔ تمہارا ولی اور ناصر تو اللہ ہے۔ پس نسخ کی پیروی کرنے والوں کی پرواہ مت کرو۔ نہ تو وہ تمہیں نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ضرر خود ان کا نفع و ضرر بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِیْ سُوْرَةِ الزُّمَرِ:

قُلْ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ ؕ عَلَیْهِ یَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ. (آیت: ۳۸)

"کہو کہ بھلا دیکھو تو جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانی چاہے تو کیا وہ اس تکلیف کو دور کر سکتے ہیں، اگر مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو وہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں کہہ دو کہ مجھے اللہ ہی کافی ہے بھروسہ رکھنے والے اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔"

اَمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُىِٕلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ یَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ

Scanned with CamScanner

سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ
مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا
حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝
وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ
مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
بَصِيْرٌ ۝

اَمْ	تُرِيْدُوْنَ	اَنْ	تَسْـَٔلُوْا	رَسُوْلَ
یا	تم ارادہ کرتے ہو	یہ کہ	تم سوال کرو	رسول
كُمْ	كَ مَا	سُئِلَ	مُوْسٰى	مِنْ
اپنے سے	جیسے کہ	سوال کیا گیا	موسیٰ	سے
قَبْلُ	وَ	مَنْ	يَّتَبَدَّلِ	الْكُفْرَ
پہلے	اور	جو	تبدیل کرے	کفر
بِ	الْاِيْمَانِ	فَ	قَدْ	ضَلَّ
بدلے	ایمان کے	پس	بیشک	گمراہ ہوا

سَوَآءِ	السَّبِيْلِ	وَدَّ	كَثِيْرٌ	مِّنْ
سیدھی	راہ سے	دل سے چاہا	اکثر نے	(سے)
اَهْلِ	الْكِتٰبِ	لَوْ	يَرُدُّوْنَ	كُمْ
اہل	کتاب سے	کسی طرح	لوٹائیں وہ	تم کو
مِّنْۢ	بَعْدِ	اِيْمَانِ	كُمْ	كُفَّارًا
(سے)	بعد	ایمان	تمہارے	کافر
حَسَدًا	مِّنْ	عِنْدِ	اَنْفُسِ	هِمْ
حسد کے سبب	(سے)	پاس	نفسوں	اپنے سے
مِّنْۢ	بَعْدِ	مَا	تَبَيَّنَ	لَ هُمُ
(سے)	بعد	اسکے کہ	واضح ہوگئے	واسطے انکے
اَلْحَقُّ	فَ	اعْفُوْا	وَ	اصْفَحُوْا
حق	پس	تم معاف کردو	اور	درگزر کرو
حَتّٰى	يَاْتِيَ	اللّٰهُ	بِ	اَمْرِ
یہاں تک کہ	لائے	اللہ	ساتھ	حکم
ۭ	اِنَّ	اللّٰهَ	عَلٰى	كُلِّ
اپنا	بیشک	اللہ	اوپر	ہر
شَيْءٍ	قَدِيْرٌ	وَ	اَقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ
چیز کے	قادر ہے	اور	قائم کرو	نماز
وَ	اٰتُوا	الزَّكٰوةَ	وَ	مَا
اور	دو	زکوٰۃ	اور	جو کچھ

Scanned with CamScanner

تُقَدِّمُوْا	لِ	اَنْفُسِ	كُمْ	مِّنْ
آگے بھیجو گے تم	واسطے	نفسوں	اپنے کے	سے
خَيْرٍ	تَجِدُوْا	هُ	عِنْدَ	اللّٰهِ
نیکی سے	پاؤ گے	اسے	پاس	اللہ کے
اللّٰهَ	بِ	مَا	تَعْمَلُوْنَ	بَصِيْرٌ
اللہ	ساتھ	جو کچھ	تم کرتے ہو	دیکھتا ہے

"تم تو شاید یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسولؐ سے سوال کر ڈالو جیسا کہ (اسکے) قبل موسیٰؑ سے سوال کئے جا چکے ہیں اور جو کوئی ایمان کے بدلہ میں کفر اختیار کرلے گا سو وہ یقیناً سیدھی راہ سے بھٹک گیا ۱۰۸ بہت سے اہل کتاب تو دل ہی سے چاہتے ہیں کہ تمہیں ایمان (لے آنے) کے بعد پھر سے کافر بنا لیں حسد کی راہ سے جو ان کے نفسوں میں ہے (اور یہ بھی) بعد اس کے کہ ان پر حق واضح ہو چکا سو معاف کرتے رہو تا آنکہ اللہ اپنا حکم بھیج دے یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۰۹ اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور جو کچھ بھلائی تم اپنے واسطے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس پالو گے یقیناً تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ اس کا خوب دیکھنے والا ہے" ۱۱۰

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ

اَمْ بعض نے اسے ہمزہ کا مرادف اور استفہامیہ قرار دیا ہے لیکن اکثر کی رائے ہے کہ اَمْ "منقطعہ" ہے "بل" کے معنی میں ـــ اَمْ اِذَا جُرِّدَ عَنْ اَلِفِ الْاِسْتِفْهَامِ مَعْنَاهُ بَلْ (راغب) ـــ اَمْ مُنْقَطِعَةٌ اَلتَّقْدِيْرُ بَلْ تُرِيْدُوْنَ (مدارک) اَمْ جب الف استفہام کے بغیر آئے تو اسکے معنی بَل کے ہوتے ہیں۔

تَسْئَلُوْا مضارع جمع مذکر مخاطب (سَاَلَ يَسْاَلُ سُؤَالٌ) کما کلمۂ تشبیہ ـ سُئِلَ ماضی مجہول (سَاَلَ يَسْاَلُ سُؤَالًا) آیت کے معنی یہ ہیں کہ اے اہل ایمان کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم اپنے نبی سے ایسا ہی سوال کرو جیسا کہ موسیٰؑ کی قوم نے اپنے نبی سے اس سے قبل سوال کیا تھا۔ تمہاری مثال ان یہود کی مانند ہوگی جنہوں نے موسیٰؑ سے سوال کیا تھا کہ "اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً" اس طرح تم بھی یہود کی طرح گمراہ ہو جاؤ گے ـــ اگر مخاطب اہل ایمان کو ٹھہرایا جائے تو یہ مطلب ہوگا اور اگر مخاطب یہود کو قرار دیا جائے جیسے کہ بعض مفسرین نے اس قول کو ترجیح دی ہے جو اس صورت میں رَسُوْلَكُمْ سے مراد تمہارے زمانہ کے رسول ہوں گے۔

وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ مَنْ موصول ـ يَتَبَدَّلْ مضارع واحد مذکر غائب (تَبَدَّلَ يَتَبَدَّلُ تَبَدُّلًا ـ باب تَفَعُّل) ـ مَنْ يُّبَدِّلُ الْكُفْرَ اَيْ يَخْتَارُهُ وَيَاْخُذُهُ لِنَفْسِهٖ بِالْاِيْمَانِ اَيْ بِمُقَابَلَةِ الْاِيْمَانِ (ابومسعود) جو مقابلہ ایمان کفر اختیار کرتا ہے اور ایمان پر اسے ترجیح دیتا ہے۔

فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ قَدْ کلمۂ تحقیق کلام ـ ضَلَّ ماضی واحد مذکر غائب ـ بھٹکا۔ گمراہ ہوا۔ ـــ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ـ وسط الطریق ـ سَوَآءَ ہموار۔ درست اور حق کو کہتے ہیں۔ حق و خیر کا رستہ جو حق سے بھٹکتا ہے

Scanned with CamScanner

وہ لامحالہ باطل میں جا پڑتا ہے

فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ (یونس: ۳۲)

اللہ تعالیٰ اہلِ کتاب کے طریقہ پر چلنے سے اہلِ ایمان کو متنبہ کرتے ہیں اور ظاہر و باطن ہر لحاظ سے ان سے دُور رہنے کی تعلیم دیتے ہیں۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ ـ وَدَّ ماضی واحد مذکر غائب (وَدَّ يَوَدُّ وَدًّا) ـ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ ـ اَكْثَرُ مِنَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى۔

لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ـ لَوْ کلمہ تمنی ـ يَرُدُّوْنَ مضارع جمع مذکر غائب (رَدَّ يَرُدُّ رَدًّا) مضاعف ـ كُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب۔ واپس کریں۔ لوٹا دیں تم کو ـ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ایمان کے بعد کفر کی طرف۔

حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ ـ حَسَدًا دوسرے کی نعمت کے زوال کی تمنا کرنے کو حسد کہتے ہیں۔ یہ بدترین عادت ہے ـ حدیث میں ہے:

اَلْمُؤْمِنُ يَغْبِطُ وَالْمُنَافِقُ يَحْسُدُ مومن اچھے کاموں پر رشک کرتا ہے اور منافق حسد سے کام لیتا ہے۔ غِبْطَہ کسی اچھی بات پر رشک کرنا اور اسکے حصول کی کوشش کرنا بغیر اسکے کہ وہ نعمت اس دوسرے سے زائل ہو۔

مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ نفس جمع نفس کی۔ اپنے دلی حسد کی وجہ سے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کے دلی حسد و بغض کو بیان فرمایا ہے کہ اہلِ اسلام کو جو نعمت ایمان عطا ہوئی ہے اہلِ کتاب انہیں اس سے محروم کر دینا چاہتے ہیں۔ وہ اس بات کی تمنا کرتے ہیں کہ انہیں دوبارہ کفر کی طرف لوٹا دیں حاسد ہمیشہ دوسرے کی نعمت کے زوال کے درپے رہتا ہے گویا کہ وہ اپنے خبثِ باطن کی وجہ سے اہلِ ایمان

کو اس نعمتِ ایمان سے محروم کر کے پھر کفر کی طرف لانے کی کوشش میں مصروف ہیں

مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ـ مِنْ بَعْدِ مَا اس بات کے بعد تَبَيَّنَ ماضی واحد مذکر غائب (تَبَيَّنَ يَتَبَيَّنُ تَبَيُّنًا باب تفعل) یعنی دینِ حق کی وضاحت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن بشارات کے سامنے آنے کے بعد۔

فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا ـ فَاعْفُوْا امر جمع مذکر (عَفَى يَعْفُوْ عَفْوًا) عَفْو کے معنی ہیں گناہ پر مواخذہ نہ کرنا ـ لغوی معنی قصد و ارادہ کے ہیں ـــ وَاصْفَحُوْا امر جمع مذکر (صَفَحَ يَصْفَحُ صَفْحًا) وَالصَّفْحُ الْاِعْرَاضُ عَنِ الْمُذْنِبِ بِصَفْحَةِ الْوَجْهِ یعنی گناہگار کے گناہ کو معاف کر دینا اور اس پر اسے ملامت وغیرہ نہ کرنا۔ اَلصَّفْحُ میں اَلْعَفْوُ کی نسبت زیادہ بلاغت اور وسعت پائی جاتی ہے۔

حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ـ يَاْتِيَ مضارع واحد مذکر غائب (اَتٰى يَاْتِيْ اِتْيَانًا) تا آنکہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دے یعنی جہاد و قتال کا حکم دے۔ اَلْمُرَادُ بِاَمْرِهٖ ـ اَمْرُ الْقِتَالِ (روح)۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کے لئے اہلِ ایمان کو تقویت اور اہلِ کتاب کو ذلت و رسوائی میں مبتلا کرنا کوئی مشکل نہیں ہے۔

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ سے مراد بنی قریظہ کا قتل اور بنی نضیر کی جلاوطنی ہے۔

Scanned with CamScanner

حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود مدینہ سے امن اور ان کے جان و مال کی سلامتی کا معاہدہ کیا تھا لیکن یہود نے غداری کی اور معاہدہ کو توڑ دیا اور کئی بار مسلمانوں کے خلاف مشرکین کی مدد کی لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم درگزر اور معافی سے کام لیتے رہے آخر کار ان کی انتہائی طغیانی اور سرکشی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ قتال اور جلا وطنی کا حکم دیا۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ۔ صَلٰوۃ عبادتِ مخصوصہ کا نام ہے اور اسکے اصل معنی دعا کے ہیں ۔ ایمان بالغیب کے بعد عملی لحاظ سے اسلام کا سب سے بڑا رکن ہے ۔ اَقِیْمُوْا امر جمع مذکر (اقام یقیم اقامۃ) ۔ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کے معنی ہیں تعدیلِ ارکان اور خضوع و خشوع اور حضورِ قلب کے ساتھ نماز ادا کرو۔

وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ امر جمع مذکر (اَتٰی یَاْتِیْ اِیْتَانٌ) زکوٰۃ مال میں سے ایک مخصوص حصہ اللہ کی راہ میں دینا ۔ قرآن مجید میں اکثر مقامات پر الصلوٰۃ کے ساتھ الزکوٰۃ کا ذکر آیا ہے ۔ صلوٰۃ افراد کے نفوس کی اصلاح کے لئے ہے اور زکوٰۃ معاشرہ کی اصلاح کے لئے ۔ ہر دو اسلام کے عظیم ارکان ہیں ۔ ایک بدنی عبادت اور دوسری مالی عبادت۔

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ ۔ مَا موصول تُقَدِّمُوْا مضارع جمع مذکر مخاطب (قَدَّمَ یُقَدِّمُ تَقْدِیْمٌ) ۔ تَجِدُوْا مضارع جمع مذکر مخاطب (وَجَدَ یَجِدُ وِجْدَانٌ) ۔ لِاَنْفُسِکُمْ بحذف مضاف ای لِنَجَاۃِ اَنْفُسِکُمْ اور جو کچھ بھلائی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے اللہ کے پاس اسے

پاؤ گے۔

اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ یعنی اللہ تعالیٰ پر تمہاری کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے وہ تمہارے سب اعمال کو جانتا ہے۔ قیامت کے دن تمہارے تمام اعمال کا تمہیں پورا پورا بدلہ عطا کرے گا۔

وَقَالُوْا لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ کَانَ ھُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ؕ تِلْکَ اَمَانِیُّھُمْ ؕ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ بَلٰی ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗٓ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

وَ	قَالُوْا	لَنْ	یَّدْخُلَ	الْجَنَّۃَ
اور	انہوں نے کہا	ہرگز	داخل نہیں ہونگے	جنت (میں)
اِلَّا	مَنْ	کَانَ	ھُوْدًا	اَوْ
مگر	جو کوئی	ہو	یہودی	یا
نَصٰرٰی	تِلْکَ	اَمَانِیُّ	ھُمْ	قُلْ
نصرانی	یہ	تمنائیں ہیں	ان کی	کہہ دو

Scanned with CamScanner

هَاتُوْا	بُرْهَانَ	كُمْ	اِنْ	كُنْتُمْ
لاؤ	دلیل	اپنی	اگر	ہو تم
صٰدِقِيْنَ	بَلٰى	مَنْ	اَسْلَمَ	وَجْهَهٗ
سچے	کیوں نہیں	جو کوئی	سپرد کر دے	چہرہ اپنا
لِ	اللّٰهِ	وَ	هُوَ	مُحْسِنٌ
واسطے	اللہ کے	اور	وہ	نیکوکار ہو
فَ	لَ	هٗ	اَجْرُ	هٗ
پس	واسطے	اس کے	اجر	اس کا
عِنْدَ	رَبِّ	هٖ	وَ	لَا
پاس	ربّ	اسکے	اور	نہ
عَلَيْ	هِمْ	وَ	لَا	هُمْ
اوپر ان کے	اور	نہ	وہ	غمگین ہوں گے

" اور یہ کہتے ہیں کہ جنّت میں کوئی ہرگز داخل نہ ہوگا مگر وہی جو یہودی یا نصرانی ہوں یہ ان کی (نری) آرزوئیں ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اپنی سند لاؤ اگر تم سچے ہو۔ ۱۱۱ ہاں البتہ جو کوئی بھی اپنی ذات کو اللہ کے آگے جھکائے اور وہ مخلص بھی ہو تو ایسے کے لئے اس کے پروردگار کے پاس اس کا اجر ہے اور ایسوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے" ۱۱۲

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ

وَقَالُوْا ماضی جمع مذکر غائب (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) ۔ لَنْ يَّدْخُلَ مضارع منفی موکد بلن ۔ اِلَّا کلمہ استثنا ۔ مَنْ موصول ۔ هُوْدًا جمع هائد کی اور اس کے معنی تائب اور رجوع کرنے والے کے ہیں یہ هاد سے مشتق ہے ۔ هُوْد اسم مدح تھا لیکن اب یہود کے لئے مخصوص ہوگیا ہے اور معنی مدح ختم ہوگئے اسی طرح نصاریٰ، نصرانی کی جمع ہے ۔ حضرت عیسیٰؑ کے گاؤں ناصرہ سے لیا گیا ہے ۔ اس کی اصل اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ہے (مَنْ اَنْصَارِيْ اِلَى اللّٰهِ) لیکن دینِ عیسیٰ کے ماننے والوں کے لئے مخصوص ہوگیا ہے ۔

یہود کہتے تھے جنّت میں صرف یہود داخل ہوں گے اور عیسائی کہتے تھے کہ صرف عیسائی ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔

تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ ۔ تِلْكَ اسم اشارہ بعید واحد مؤنث ۔ اَمَانِيُّهُمْ جمع اُمْنِيَّةٌ کی جس چیز کی انسان تمنا اور خواہش کرے لیکن اسے حاصل نہ کرسکے اسے اُمْنِيَّةٌ کہتے ہیں ۔

قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ ۔ قُلْ امر (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) ۔ هَاتُوْا فعل امر جمع مذکر، یہ اصل میں اٰتُوْا تھا ہمزہ کو ھا سے بدل کر هَاتُوْا بنالیا جس کے معنی "لاؤ" ۔ بُرْهَانَ کا مادہ برہ ہے جس کے معنی "روشن ہونا" کے ہیں ۔ برہان ایسی دلیل کو کہتے ہیں جو دعویٰ کو روشن کردے ۔ حق و صداقت کے لئے یہ قاعدہ ہے کہ جو قول بلا دلیل ہو وہ قبول نہیں

Scanned with CamScanner

کیا جاتا اور برہان کے بغیر کسی دعویٰ پر حکم نہیں لگایا جاتا۔ قرآن حکیم ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے ہر دعویٰ پر دلیل طلب کرو دلیل و برہان شرعی کے بغیر کسی حکم کو قبول نہ کرو لیکن زمانہ ما بعد میں تقلید اور رسوم پرستی کی وجہ سے اس اصول کو ترک کر دیا گیا جس سے دین میں مختلف قسم کی خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ اہل کتاب کے رد میں فرماتے ہیں۔

بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ ۔ بَلٰى اس کا استعمال دو طرح سے ہوتا ہے ایک نفی ماقبل کی تردید کے لئے دوسرے استفہام منفی کے جواب میں ۔ مَنْ موصول ۔ اَسْلَمَ ماضی واحد مذکر غائب (اَسْلَمَ یُسْلِمُ اِسْلَامٌ) سپرد کر دیا۔ حوالے کیا ۔ وَجْهَهٗ سامنے کی چیز چہرہ بعض اوقات وجہ کہہ کر اس سے ذات یا عین شی مراد لی جاتی ہے رُبَّمَا عُبِّرَ عَنِ الذَّاتِ بِالْوَجْهِ (راغب) ۔ فَالْوَجْهُ اَمَّا مُسْتَعَارٌ لِلذَّاتِ اَمَّا مَجَازٌ عَنِ الْقَصْدِ (روح) ۔ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ کے معنی ہیں کہ اس نے اپنی ذات کو اللہ کے لئے مختص کر دیا اور اس میں کسی اور کو شریک نہیں ٹھہرایا گویا کہ وحدہٗ لاشریک کی طرف متوجہ ہونے اور اس کی عبادت میں غیر کو شریک نہ ٹھہرانے کا نام اسلام لوجہ اللہ ہے صحتِ ارادہ اور قلب کی سپردگی کو بھی اسلام لوجہ اللہ کہتے ہیں۔ کما فی قولہ تعالیٰ :

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (۶ : ۸۰)

دوسرے لفظوں میں اخلاص فی العمل اور توحید فی العبادۃ کا نام اسلام لوجہ اللہ ہے۔ بندہ اپنے اور اللہ کے درمیان یُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى کے طور پر کسی کو واسطہ نہ بنائے۔ اس لئے کہ وہ تو شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے

وَهُوَ مُحْسِنٌ اسم فاعل صاحب احسان (اَحْسَنَ یُحْسِنُ اِحْسَانًا) احسان ایمان کا آخری درجہ ہے ۔ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ اخلاص فی العمل اور توحید فی العبادۃ کے اثبات کے بعد ایک مسلمان اللہ کی طرف سے ایک بہت بڑے اجر کا مستحق ہو جاتا ہے۔

وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۚ اس کے بعد اس کے لئے نہ تو آخرت کے لئے کسی قسم کا خوف باقی رہتا ہے اور نہ ہی اس دنیا میں کوئی حزن و غم ۔ خوف کا تعلق مستقبل سے ہوتا ہے اور حزن و غم کا تعلق ماضی سے خوف و حزن اللہ تعالیٰ سے دوری اور شرک سے پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر یقینِ کامل رکھنے والا مؤمن ہر قسم کے خوف و حزن سے بالاتر ہوتا ہے۔

وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَیْءٍ ۖ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰى شَیْءٍ ۙ وَّهُمْ یَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِیْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ

Scanned with CamScanner

لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا
خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ وَ لِلّٰهِ
الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

وَ	قَالَتِ	الْيَهُوْدُ	لَيْسَتِ	النَّصٰرٰى
اور	کہا	یہودنے	نہیں	نصرانی
عَلٰى	شَيْءٍ	وَ	قَالَتِ	النَّصٰرٰى
اوپر	کسی شے کے	اور	کہا	نصاری نے
لَيْسَتِ	الْيَهُوْدُ	عَلٰى	شَيْءٍ	وَ
نہیں	یہودی	اوپر	کسی چیز کے	اور
هُمْ	يَتْلُوْنَ	الْكِتٰبَ	كَذٰلِكَ	قَالَ
وہ	تلاوت کرتے ہیں	کتاب	اسی طرح	کہا
الَّذِيْنَ	لَا	يَعْلَمُوْنَ	مِثْلَ	قَوْلِهِمْ
ان لوگوں نے جو	نہیں	علم رکھتے	مانند	قول انکے
فَ	اللّٰهُ	يَحْكُمُ	بَيْنَ	هُمْ
پس	اللہ	فیصلہ کرے گا	درمیان	انکے

يَوْمَ	الْقِيٰمَةِ	فِيْ	مَا	فِيْهِ
دن	قیامت کے	میں	اس بات کہ	(میں) اس
يَخْتَلِفُوْنَ	وَ	مَنْ	اَظْلَمُ	مِنْ - مَنْ
وہ اختلاف کرتے ہیں	اور	کون ہے	بڑا ظالم	اس سے جو
مَنَعَ	مَسٰجِدَ	اللّٰهِ	اَنْ	يُّذْكَرَ
منع کرے	مسجدیں	اللہ کی	اس سے کہ	ذکر کیا جائے
فِيْ	هَا	اسْمُ	هٗ	وَ
(میں)	ان (مساجد) میں	اسم	اس کا	اور
سَعٰى	فِيْ	خَرَابِ	هَا	اُولٰٓئِكَ
کوشش کرے	(میں)	خرابی اور تباہی میں	ان کے (مساجد)	وہی لوگ ہیں
مَا كَانَ	لَ	هُمْ	اَنْ	يَّدْخُلُوْا
نہیں ہے	واسطے	ان کے	یہ کہ	داخل ہوں
هَا	اِلَّا	خَآئِفِيْنَ	لَ	هُمْ
اس میں	مگر	خوف کرتے ہوئے	واسطے	ان کے
فِي	الدُّنْيَا	خِزْيٌ	وَّ	لَ هُمْ
(میں)	دنیا میں	رسوائی ہے	اور	واسطے انکے
فِي	الْاٰخِرَةِ	عَذَابٌ	عَظِيْمٌ	وَ
میں	آخرت میں	عذاب	بہت بڑا	اور
لِ	اللّٰهِ	الْمَشْرِقُ	وَ	الْمَغْرِبُ
واسطے	اللہ کے	مشرق	اور	مغرب

Scanned with CamScanner

فَ	اَيْنَ مَا	تُوَلُّوْا	فَ ثَمَّ	وَجْهُ
پس	جہاں کہیں	تم رُخ پھیرو	پس وہیں	رخ ہے
اللّٰهَ	اِنَّ	اللّٰهَ	وَاسِعٌ	عَلِيْمٌ
اللہ کا	بیشک	اللہ	وسعت والا	علم والا ہے

"اور یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ کسی بنیاد پر نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود کسی بنیاد پر نہیں درآنحالیکہ وہ سب (ایک ہی) کتاب (آسمانی) پڑھتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ بھی کہنے لگے انھیں کا سا قول جو (کچھ بھی) علم نہیں رکھتے۔ سو اللہ ان کے درمیان قیامت کے دن اس باب میں فیصلہ کر دے گا جس میں وہ جھگڑتے رہتے ہیں ۱۱۳ اور اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں کو اس سے روک دے کہ ان میں اس کا نام لیا جائے اور ان کی بربادی کی کوشش کرے یہ لوگ اس لائق ہی نہیں کہ ان میں داخل ہوں مگر ہاں یہ کہ ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں (بھی بڑی) رسوائی ہے اور آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہے ۱۱۴ اور اللہ ہی کا مشرق (بھی) اور مغرب (بھی) سو تم جدھر کو بھی منہ پھیرو اللہ ہی کی ذات اللہ بڑا وسعت والا ہے، بڑا علم والا ہے" ۱۱۵

تشریحات لغوی و تفسیری مطالب

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۔ وَقَالَتْ فعل ماضی واحد مؤنث غائب (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) ۔ لَيْسَتِ فعل ماضی مؤنث

لَيْسَ نفی کے لئے آتا ہے اسم مرفوع اور خبر منصوب ہوتی ہے۔ لَيْسَ سے صرف ماضی کے صیغے آتے ہیں مضارع اور امر نہیں آتا ۔ شَيْءٌ کسی ثابت شدہ موجود کو "شَيْءٌ" کہتے ہیں ۔ محض خیالی اعتقادی باتوں کا جنکا خارج میں کوئی وجود نہ ہو ان پر "شَيْءٌ" کے لفظ کا اطلاق نہیں کیا جاتا۔ یہود نے کہا کہ نصاریٰ کا دین صحیح نہیں اور وہ دین حقیقی سے بیگانہ ہیں۔

وَقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۔ نصاریٰ نے کہا انکار مسیح کی وجہ سے یہود باطل پر ہیں اور حق سے بیگانہ۔

وَهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۔ وَهُمْ ضمیر جمع مذکر غائب "اَنْ يَتْلُوْا كُلٌّ مِنْهُمْ" ۔ يَتْلُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب (تَلٰى يَتْلُوْ تِلَاوَةً) ۔ اَلْكِتٰبَ سے مراد تورات و انجیل۔ حالانکہ ان میں سے ہر فریق اپنی کتاب پڑھتا ہے گروہ اول یعنی یہود کی کتاب تورات ہے جس میں حضرت مسیحؑ کی بشارت موجود ہے پس اس لحاظ سے وہ خود اپنی کتاب کے مخالف ہیں۔ دوسرے گروہ نصاریٰ کی کتاب انجیل ہے جو تورات کا تتمہ ہے۔ اس لحاظ سے ان دونوں گروہوں کا دین ایک ہی ہے اور ان کی مشترکہ کتاب ان پر حجت ہے۔ وَهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ میں واؤ حال کے لئے درآنحالیکہ وہ کتاب کی تلاوت کرتے ہیں

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۔ كَذٰلِكَ ۔ نَحْوَ ذٰلِكَ اسی طرح کی بے معنی اور بیہودہ بات۔ اَلَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ لَا کو نفی۔ يَعْلَمُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب۔ اَلَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ سے مراد مشرکین عرب ہیں۔ مِثْلَ قَوْلِهِمْ انہی جیسی بات یعنی یہود و نصاریٰ

Scanned with CamScanner

جس طرح ایک دوسرے کی تکذیب کرتے تھے اسی طرح مشرکین عرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے لگے ۔ وَقَالَ السُّدِّی فَهُمْ الْعَرَبُ قَالُوْا لَيْسَ مُحَمَّدٌ عَلٰى شَيْءٍ (ابن کثیر)

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

يَحْكُمُ مضارع واحد مذکر غائب (حکم یحکم حکما) ۔ بَيْنَهُمْ سے مراد اہلِ حق وایمان اور اہلِ باطل وکفر کے درمیان۔ يَحْكُمُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْمُبْطِلِ (کبیر) فِيْمَا (فِيْ۔ مَا) اس بات میں يَخْتَلِفُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب (اِخْتَلَفَ يَخْتَلِفُ اِخْتِلَافٌ (باب افتعال) اس آیت کے سبب نزول میں روایت ہے کہ یہودِ مدینہ نے نجرانی نصاریٰ کے وفد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھگڑا کیا ۔ ہر گروہ نے دوسرے گروہ کو گمراہ قرار دیا اور اس کے دین کو باطل ٹھہرایا اس آیت میں ان دونوں کے لئے تنبیہ اور عبرت ہے کہ ان کا ایک دوسرے کو گمراہ قرار دینا خلافِ حقیقت ہے اسلئے کہ یہود کی کتاب ہی کتاب نصاریٰ کی بنیاد ہے اور کتابِ نصاریٰ یہود ہی کی کتاب کا تتمہ ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ۔ مَنْ استفہامیہ انکاریہ ۔ اَظْلَمُ افعل تفضیل من الظلم بڑا ظالم ۔ مِمَّنْ 'مِنْ' اور 'ما' سے مرکب ہے (مِنْ + مَا) ۔ مَنَعَ ماضی واحد مذکر غائب (مَنَعَ يَمْنَعُ مَنْعًا) مَسَاجِدَ واحد مسجد سجدہ کرنے کی جگہ ۔ اَنْ ناصبہ ۔ يُذْكَرَ مضارع مجہول واحد مذکر غائب (ذَكَرَ يَذْكُرُ ذِكْرًا) ۔ فِيْهَا ضمیر مؤنث راجع اِلَى الْمَسْجِدِ اِسْمُهٗ اس کا نام

یعنی اللہ کی عبادت ۔ سَعٰى ماضی واحد مذکر غائب (سَعٰى يَسْعٰى سَعْيًا) فِيْ خَرَابِهَا تعمیر کے مقابلہ میں خراب اور تخریب کا لفظ آتا ہے ۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں جو اللہ کے گھروں میں لوگوں کو عبادت سے منع کرتا ہے اور ان کی تخریب اور ہدم کی کوشش کرتا ہے اس آیت کی تشریح کی مختلف وجوہ ہیں ۔ ایک یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے اس حادثہ کی طرف جو مسیحؑ کے ستر سال بعد وقوع پذیر ہوا اور یہ نبطش رومانی کا بیت المقدس میں دخول اور اس کی تخریب سے متعلق ہے حتیٰ کہ شہر مٹی کا ڈھیر بن کر رہ گیا ۔ اس نے ہیکل سلیمانؑ کو توڑا یہاں تک کہ صرف اس کے منتشر ٹکڑے رہ گئے ۔ یہود کے پاس تورات کے جو نسخے موجود تھے انہیں بھی جلا ڈالا ۔ مفتی محمد عبدہٗ کہتے ہیں کہ اس خبر کے سچے یا جھوٹے ہونے کی ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے ۔ جب تک کوئی صحیح تاریخی شہادت اس کی تائید نہ کرے عجیب بات یہ ہے کہ ابن جریر الطبری نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ بخت نصر بابلی نے مسیحوں کے اتحاد سے بیت المقدس کو تباہ کیا تھا حالانکہ بخت نصر کا حادثہ مسیحؑ سے ۶۳۳ برس پہلے پیش آیا تھا ۔ اور نیال الرومانی نے مسیحؑ سے ایک سو تیس سال بعد پرانے یروشلم کے کھنڈرات پر نئے شہر کی بنیاد رکھی اور اسے مزین کیا اس نے اس شہر میں یہود کے داخلہ کو ممنوع قرار دیا اور حکم دیا کہ جو یہودی اس شہر میں داخل ہو اسے قتل کر دیا جائے اس کے بے پناہ ظلم و ستم کی وجہ سے یہود اسے بخت نصر ثانی کے نام سے پکارتے ہیں ۔

توجیہ ثانی: بعض مفسرین کی رائے ہے کہ یہ آیت عمرہ حدیبیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جبکہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے

Scanned with CamScanner

صحابہ کرامؓ کو مکہ میں داخل ہونے سے روکا لیکن اس پر یہ اعتراض کیا گیا کہ مشرکین نے دخول مکّہ سے تو روکا تھا لیکن کعبہ کی تخریب کی بجائے وہ اس کی تعظیم کرتے تھے اور اسے ہمیشہ کے لئے اپنے لئے باعثِ عزت و افتخار سمجھتے تھے لیکن ہو سکتا ہے کہ آیت الگ الگ دو باتوں کے بارے میں نازل ہو پس مساجد اللہ میں ذکر اللہ سے روکنے والوں سے مراد مشرکین مکہ ہوں اور مساجد اللہ کی تخریب میں سعی کرنے والوں سے مراد مشرکین رومانی ہوں۔

تیسری توجیہ: آیت سے اس بات کا پتہ نہیں چلتا کہ یہ امر واقع ہو چکا ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ بعد میں آنے والے حادثہ کے بارے میں ہو جیسے کہ بعد کے زمانہ میں صلیبی جنگوں کے دوران عیسائیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کو مسجدِ اقصیٰ میں داخل ہونے سے روکا اور اکثر جگہوں پر مسلمانوں کی مساجد کو منہدم کیا۔

چوتھی توجیہ: یہ بھی آنے والے حادثات سے متعلق ہو سکتی ہے جیسے کہ قرامطہ نے کعبۃ اللہ کو منہدم کیا مسلمانوں کو وہاں جانے سے روکا اور بہت سی مساجد کو مسمار کیا گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اخبار بالغیب کے طور پر اس حادثہ عظیمہ کی خبر دی۔ بہرحال آیتِ کریمہ خواہ کسی گزشتہ حادثہ یا آنے والے حادثہ کی خبر دیتی ہو، ایسے معابد جہاں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہو ان کی تعظیم کو واجب قرار دیتی ہے اور تخریب کو حرام اور جو کوئی بھی ان کی تخریب کی کوشش کریگا وہ اظلم الناس میں شامل ہوگا۔

أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَن يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ ۚ — أُولَٰئِكَ اسم اشارہ جمع مذکر بعید۔ مَا نافیہ۔ كَانَ فعل ماضی واحد مذکر غائب

مَا كَانَ لَهُمْ — ما ینبغی لھم ان کے لئے مناسب ہی نہیں۔ یہ لوگ اس لائق ہی نہیں — أَنْ مصدریہ۔ يَدْخُلُوا مضارع جمع مذکر غائب (دَخَلَ يَدْخُلُ دُخُولًا)۔ هَا ضمیر راجع الی المساجد۔ إِلَّا کلمہ استثنا۔ خَائِفِينَ واحد خائف ہے۔ ڈرتے ہوئے۔ غیر مسلم کفار کے لئے مساجد میں مسلمانوں کی اجازت کے بغیر داخلہ ممنوع ہے اگر مساجد سے مراد مسجد الحرام لی جائے تو غیر مسلموں کے لئے داخلہ مطلقاً ممنوع ہوگا۔ اَلْمُرَادُ بِالْمَسَاجِدِ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ (معالم)

لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ — خِزْيٌ۔ هَوَانٌ وَذِلَّةٌ ان کے لئے دنیا میں ذلت و خواری ہے۔

وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ یعنی دنیا کی ذلت و خواری کے ساتھ آخرت میں بھی انہیں عذاب عظیم یعنی عذابِ جہنم کا سامنا کرنا ہوگا۔

وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ — وَلِلَّهِ لام اختصاص کے لئے ہے — اللَّامُ لِاخْتِصَاصٍ أَيْ هُوَ خَالِقُهَا وَمَالِكُهَا (کبیر) — الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ سے مراد تمام سرزمین مشرق اور مغرب اس کے دو اطراف ہیں۔

فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ ۚ — فَأَيْنَمَا — حَيْثُ مَا — عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ (ابن جریر) جہاں کہیں بھی تم ہو۔ تُوَلُّوا تم رخ کرو۔ منہ پھیرو۔ مضارع جمع مذکر حاضر۔ یعنی تم جس طرف بھی منہ پھیرو فَثَمَّ ظرف مکان بعید وَجْهُ اللَّهِ وجہ۔ جہت۔ وجہ اللہ سے مراد اللہ کی ذات۔ بِمَا عُبِّرَتْ عَنِ الذَّاتِ بِالْوَجْهِ (راغب) — هٰذَا يَدُلُّ عَلَىٰ نَفْيِ الْجِهَةِ وَالْمَكَانِ عَنْهُ تَعَالَىٰ لِاسْتِحَالَةِ ذٰلِكَ عَلَيْهِ (ابن العربی) اللہ تعالیٰ کے لئے جہت و مکان کا تعین محال ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں جس طرف بھی تم رخ کرو اسی طرف اللہ کی ذات ہے۔

Scanned with CamScanner

عابد کے لئے ضروری ہے کہ اپنی عبادت میں اپنے معبود کی ذات کو اپنا قبلہ قرار دے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات مادہ اور جہت سے منزہ ہے اس طور پر اللہ کی ذات کا استقبال محال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مخصوص مکان کو مقرر فرمایا کہ اس کے بندے اپنی عبادت میں اس مخصوص مکان کا استقبال کریں اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس مکان کے استقبال کو اپنی ذات کا استقبال قرار دیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ ۔ وَاسِعٌ یعنی تمام کائنات پر محیط ہے عَلِيْمٌ ۔ مبالغہ من العلم ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات محدود نہیں، وہ جہت و مکان سے بالاتر ہے۔ تم جہاں کہیں بھی اس کی طرف متوجہ ہو گے وہ تمہاری عبادت سے باخبر ہوگا۔ ملل سابقہ میں ہیکل اور معبد کے بغیر اللہ کی عبادت نہیں کی جا سکتی ہے۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اس کی عبادت ہیکل اور معبد کے ساتھ منحصر نہیں ہے۔ عبادت گاہوں کی تخریب اور بے حرمتی گناہِ عظیم ہے اس لئے کہ اس کی عبادت کے لئے یہ مخصوص مقامات ہیں لیکن اس کی عبادت تو ہر کہیں ہو سکتی ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا

يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ۝ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

وَ	قَالُوا	اتَّخَذَ	اللّٰهُ	وَلَدًا
اور	انہوں نے کہا	بنالیا	اللہ نے	بیٹا

Scanned with CamScanner

سُبْحَانَ	هٗ	بَلْ	لَّ هٗ	مَا
پاک ہے	وہ	بلکہ	واسطے اسی کے	جو کچھ
فِی	السَّمٰوٰتِ	وَ	الْاَرْضِ	كُلٌّ
میں	آسمانوں	اور	زمین میں ہے	سب کے سب
لَّ هٗ	قَانِتُوْنَ	بَدِیْعُ	السَّمٰوٰتِ	وَ
واسطے اسکے	فرمانبردار ہیں	بنانے والا ہے	آسمانوں	اور
الْاَرْضِ	وَ اِذَا	قَضٰٓی	اَمْرًا	فَ
زمین کا	اور جب	حکم کرتا ہے	کوئی کام	پس
اِنَّمَا	یَقُوْلُ	لَ هٗ	كُنْ	فَیَكُوْنُ
سوائے اسکے نہیں	وہ کہتا ہے	واسطے اسکے	ہوجا	پس ہوجاتا ہے
وَ قَالَ	الَّذِیْنَ	لَا	یَعْلَمُوْنَ	لَوْلَا
اور کہا	ان لوگوں نے	کہ نہیں	علم رکھتے	کیوں نہیں
یُكَلِّمُ	نَا	اللّٰهُ	اَوْ	تَاْتِیْنَا
کلام کرتا ہے	ہم سے	اللہ	یا	آتی ہمارے پاس
اٰیَةٌ	كَذٰلِكَ	قَالَ	الَّذِیْنَ	مِنْ
کون نشانی	اسی طرح	کہا	ان لوگوں نے	(سے)
قَبْلِ	هِمْ	مِثْلَ	قَوْلِ	هِمْ
پہلے سے	ان سے	مانند	قول	انکے
تَشَابَهَتْ	قُلُوْبُ	هُمْ	قَدْ	بَیَّنَّا
ملتے جلتے ہوگئے ہیں	دل	ان کے	بیشک	ہم نے بیان کردیں

الْاٰیٰتِ	لِ	قَوْمٍ	یُّوْقِنُوْنَ	اِنَّآ
نشانیاں	واسطے	قوم	جو یقین رکھتے ہیں	بیشک ہم نے
اَرْسَلْنَا	كَ	بِ	الْحَقِّ	بَشِیْرًا
ہم نے بھیجا	تجھے	ساتھ	حق	بشارت دینے والا
وَّ	نَذِیْرًا	وَ لَا	تُسْئَلُ	عَنْ
اور	ڈرانے والا	اور نہ	تو پوچھا جائیگا	(سے)
اَصْحٰبِ	الْجَحِیْمِ	وَ	لَنْ	تَرْضٰی
صاحب ساتھی	جہنم کے	اور	ہرگز	راضی نہ ہونگے
عَنْ	كَ	الْیَهُوْدُ	وَ لَا	النَّصٰرٰی
(سے)	تجھ سے	یہودی	اور نہ	نصاریٰ
حَتّٰی	تَتَّبِعَ	مِلَّتَ	هُمْ	قُلْ
یہاں تک کہ	تو اتباع کرے	ملت۔ مذہب	ان کی	کہہ دے
اِنَّ	هُدَی	اللّٰهِ	هُوَ	الْهُدٰی
بیشک	ہدایت	اللہ (کی)	وہ (وہی)	ہدایت ہے
وَ	لَئِنِ	اتَّبَعْتَ	اَهْوَآءَ	هُمْ
اور	اگر	تو نے تابعداری کی	خواہشات	ان کی
بَعْدَ	الَّذِیْ	جَآءَكَ	مِنَ	الْعِلْمِ
بعد	اسکے کہ	آیا تیرے	(سے)	علم سے
مَا	لَ	كَ	مِنَ	اللّٰهِ
نہیں	واسطے	تیرے	سے	اللہ

Scanned with CamScanner

مِنْ	وَّلِيٍّ	وَّ	لَا	نَصِيْرٍ
سے	دوست	اور	نہ	مددگار

"یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ نے ایک بیٹا بنا لیا ہے۔ پاک ہے وہ اصل یہی ہے کہ اسی کی مِلک ہے جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کے حکم بردار ہیں ۱۱۶ وہ (موجد) ہے آسمانوں اور زمین کا اور جب کسی کام کا کرنا ٹھہرا لیتا ہے تو بس اتنا ہی اس سے کہتا ہے (کہ) ہو جا۔ بس وہ ہو جاتا ہے ۱۱۷ اور جنہیں علم سے بہرہ نہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ ہم سے کلام کیوں نہیں کرتا؟ یا ہمارے پاس کوئی نشان (عظیم) کیوں نہیں آجاتا؟ اسی طرح وہ لوگ کہہ چکے ہیں جو ان سے پہلے ہو چکے ہیں انہیں کا سا کہنا ان کے قلوب متشابہ ہو گئے ہم نے اپنے نشان تو کھول کھول دیئے ہیں ان لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں ۱۱۸ ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر اور آپ سے اہلِ دوزخ کی بابت کچھ بھی پوچھ نہ ہوگی ۱۱۹ اور آپ سے یہود و نصاریٰ ہرگز خوش نہ ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے مذہب کے پیروکار نہ ہو جائیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کی (بتلائی ہوئی) تو راہ بس وہی ہے اور اگر آپ بعد اس علم کے جو آپ کو پہنچ چکا ہے ان کی خواہشوں کی پیروی کرنے لگے تو آپ کے لئے اللہ (کی گرفت) کے مقابلہ میں نہ کوئی یار ہوگا نہ مددگار ۱۲۰"

تشریحات لغوی و تفسیری مطالب

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۔ وَقَالُوْا ماضی جمع مذکر غائب (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) ۔ اِتَّخَذَ ماضی واحد مذکر غائب (اِتَّخَذَ يَتَّخِذُ اِتِّخَاذًا ۔ باب افتعال) پکڑنا۔ بنا لینا۔ ٹھہرا لینا بنا رکھا ہے ایک بیٹا ۔ اِتِّخَاذِ وَلَد کے معنی ہیں کہ گویا اللہ نے کسی کو متبنیٰ کر لیا ہے۔

یہود عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا اور نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ قرار دیتے تھے اور مشرکین ملائکہ کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔

سُبْحٰنَهٗ ۔ سُبْحَانَ مصدر ہے بمعنی تسبیح (سَبَّحَ يُسَبِّحُ تَسْبِيْحًا باب تفعیل) صاحب قاموس نے اسے تسبیح کا اسم علم قرار دیا ہے یعنی اس کی ذات اس سے پاک منزہ اور بالاتر ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے "سبحان" کے کلمہ سے اپنی ذات کو منزہ قرار دیا ہے اور اس میں تنزیہہ سے التعجب کے معنی پائے جاتے ہیں ولد ہونے کے لئے والد اور ولد میں مجانست ضروری ہے ۔ کائنات کی کوئی چیز اس کی ہم جنس نہیں ہو سکتی زمین و آسمان اور ان کے اندر سب کچھ کا وہ مالک ہے (المنار)

بَلْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ بَلْ کلمۂ اضراب بلکہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ سب کا مالک ہے۔

كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۔ کائنات کی تمام اشیاء ۔ قَانِتُوْنَ اسم فاعل مِنَ الْقُنُوْتِ ۔ قنوت کے معنی طاعت اور خضوع کے ہیں ۔ مُنْقَادُوْنَ لَا يَمْتَنِعُوْنَ عَنْ مَشِيَّتِهٖ وَتَكْوِيْنِهٖ (بیضاوی) کائنات کی تمام چیزیں اپنے جسم

Scanned with CamScanner

کی شہادت اور زبانِ حال سے اللہ کی عبودت و طاعت کا اقرار کرتی ہیں اور اس کی مشیت اور تکوین کے مطابق کام کرتی ہیں۔

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ بَدِيْعٌ فعیل کے وزن پر مُبْدِعٌ کے معنی میں ہے جیسے سمیع مسمع کے معنی میں آتا ہے اس کا مادہ ابداع ہے جس کے معنی ہیں (اِخْتَرَعَ الشَّيْءَ عَلٰى غَيْرِ مِثَالٍ سَبَقَ) کسی سابقہ مثال یا مادہ کے بغیر کسی چیز کے عالمِ وجود میں لانے کو ابداع کہتے ہیں۔ (اَبْدَعَ يُبْدِعُ اِبْدَاعًا) اَلْاِبْدَاعُ اِنْشَاءُ صَنْعَةٍ بِلَا اِحْتِذَاءٍ وَاِقْتِدَاءٍ (راغب) کسی مثال یا نمونہ کے بغیر کسی چیز کی ایجاد کو اِبْدَاع کہا جاتا ہے۔ اِبْدَاع کا لفظ تمام مشرک قوموں کے غلط مفروضات کی تردید کرتا ہے۔

وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ ۔ اِذَا کلمہ شرط قَضٰٓى واحد مذکر غائب (قَضٰى يَقْضِيْ قَضَاءً) ۔ اَرَادَ وَ قَدَّرَ۔ قَضٰى کے معنی ہیں اس نے ارادہ کیا اور مقدر کیا۔ فَاِنَّمَا کلمہ حصر۔ يَقُوْلُ مضارع واحد مذکر غائب (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) ۔ كُنْ فعل امر (كَانَ يَكُوْنُ كَوْنًا)۔ فَيَكُوْنُ۔ مضارع جمع مذکر یعنی جب وہ کسی امر کے ایجاد اور پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو صرف یہ کہہ دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ چیز موجود ہو جاتی ہے جمہور علماء کی رائے ہے کہ فَيَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ بطور تمثیل کے ہے مطلب یہ ہے کہ اس کا ارادہ اس چیز کے عالمِ وجود میں آنے کا فوراً باعث بنتا ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ وہ لفظ "کُنْ" کہتا ہے تو اشیاء عالمِ وجود میں آتی ہیں۔ اَلْمُرَادُ مِنْ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ سُرْعَةُ نَفَاذِ قُدْرَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ تَكْوِيْنِ الْاَشْيَاءِ (کبیر)

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ لَا يَعْلَمُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب (علم يعلم علما) مشرکینِ عرب کتاب و شرائع سے جاہل۔ وَالْمُرَادُ جَهَلَةُ الْمُشْرِكِيْنَ وَعَلَيْهِ اَكْثَرُ الْمُفَسِّرِيْنَ (روح)۔

لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ لَوْلَا بمعنی هَلَّا کیوں نہیں يُكَلِّمُنَا مضارع واحد مذکر غائب (كَلَّمَ يُكَلِّمُ تَكْلِيْمًا) وہ ہم سے کلام کیوں نہیں کرتا جیسے کہ انبیاء اور رسولوں سے کرتا ہے (ابن جریر)۔

اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ۔ اَوْ کلمہ اختیار دو میں سے ایک چیز بتلانے کے لئے آتا ہے تَاْتِيْنَا مضارع واحد مؤنث (اَتٰى يَاْتِيْ اِتْيَانًا) اٰيَةٌ نشانی۔ علامت۔ آیۃ کا لفظ معجزہ کے معنی میں بھی آتا ہے۔ تکبر اور عناد کے طور پر کہتے یا ہمارے پاس عظیم معجزہ کیوں نہیں آجاتا۔

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۔ كَذٰلِكَ کلمہ تشبیہ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ پرانے زمانہ کے مشرکین نے بھی ایسی ہی بات کہی تھی۔ مِثْلَ قَوْلِهِمْ اَيْ مِثْلَ هٰذَا الْبَاطِلِ الشَّنِيْعِ۔

تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ۔ تَشَابَهَتْ ماضی واحد مؤنث غائب (تَشَابَهَ يَتَشَابَهُ تَشَابُهًا) ۔ باب تفاعل) ۔ قُلُوْبٌ جمع قلب کی یعنی ان کے قلب حق ناشناسی اور بے بصیرتی میں پچھلوں کے قلب سے پوری مشابہت رکھتے ہیں۔

قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ ۔ قَدْ کلمہ تحقیق کلام بَيَّنَّا ماضی جمع متکلم (بَيَّنَ يُبَيِّنُ تَبْيِيْنًا) واضح کرنا۔ کھول کر بیان کرنا۔ الْاٰيٰتِ واحد اٰيَةٌ۔ نشانی۔ يُوْقِنُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب (اَيْقَنَ يُوْقِنُ اِيْقَانًا)

Scanned with CamScanner

شک وشبہ کے دُور کرنے کو یقین کہا جاتا ہے۔ اَلْیَقِیْنُ اِزَاحَۃُ الشَّکِّ وَالْعِلْمُ وَتَحْقِیْقُ الْاَمْرِ وَنَقِیْضُہُ الشَّکُّ ـــ حق ایک ہے اور اس کے مقابل باطل اور ضلال ہے جس کی بیشمار صورتیں ہوسکتی ہیں ـــ آیت کے معنی ہیں کہ ہم نے حق ویقین طلب کرنے والوں کے لئے دلائل اور براہین قائم کردیئے ہیں۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ ـ اَرْسَلْنٰكَ ماضی جمع متکلم (اَرْسَلَ یُرْسِلُ اِرْسَالًا) ـ بِالْحَقِّ صداقت اور حقانیت کے ساتھ یا دینِ حق کے ساتھ ـ بَشِیْرًا بروزن فعیل بمعنی مبشر کے ہیں۔ بشارت دینے والا ـ نَذِیْرًا بروزن فعیل بمعنی المنذر ڈرانے والا۔ خوف دلانے والا ـ (انذر ینذر انذارا) یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تمہیں دینِ حق کے ساتھ مومنوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور انکار حق کرتے والوں کے لئے عذاب جہنم سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ۝ ـ لَا کلمہ نفی تُسْئَلُ مضارع مجہول واحد مؤنث (سَئَلَ یَسْئَلُ سؤالا) ـ اَلْجَحِیْمِ آگ کے شعلوں کی شدت کو کہتے ہیں یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعوتِ حق کی آپکی طرف سے مکمل تبلیغ کے بعد بھی اگر وہ حق کی طرف رجوع نہیں کرتے تو ایسے اہلِ جہنم کے بارے میں آپ سے کچھ بھی پوچھ نہیں ہوگی

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ـ

وَلَنْ تَرْضٰی مضارع واحد مخاطب تاکید نفی بلن (رَضِیَ یَرْضٰی رَضًا)۔ اَلْیَھُوْدُ وَلَا النَّصَارٰی نہ یہود اور نہ نصاریٰ ـ حَتّٰی ناصبۃ المضارع یہاں تک

کہ تَتَّبِعَ مضارع واحد مذکر مخاطب (اِتَّبَعَ یَتَّبِعُ اِتِّبَاعًا) ـ مِلَّتَ کے معنی مذہب اور طریقہ کے ہیں اس کی جمع ملل آتی ہے ملت کے لغوی معنی الطَّرِیْقَۃُ الْمُسْتَوِیَۃُ کے ہیں پھر شریعتِ الٰہی کے لئے مستعمل ہونے لگا۔ دین اور ملت میں یہ فرق ہے کہ دین کا استعمال اللہ اور افرادِ امت کے سلسلہ میں ہوتا ہے مثلاً دینِ اللہ اور ملت کا استعمال نبی اور جماعت کے لئے مثلاً ملتِ ابراہیم یا ملت یہود (راغب)۔ یعنی آپ سے یہود اور نصاریٰ قطعاً راضی نہیں ہونگے یہاں تک کہ آپ اپنے دینِ اسلام کو چھوڑ کر ان کے غلط مذہب کی پیروی نہ کریں۔

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ ـ قُلْ فعل امر (قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا) ـ هُدَى اللّٰهِ دینِ اسلام (اللہ کی ہدایت) ـ هُوَ الْهُدٰى ـ هُوَ الْحَقُّ وہی حق ہے یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ دینِ اسلام ہی حق ہے اور اس کے ماسوا گمراہی اور ضلال ہے۔

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ـــ

وَلَئِنِ لام قسم کا ہے اور اِنْ شرطیہ ـ اتَّبَعْتَ ماضی واحد مذکر مخاطب (اِتَّبَعَ یَتَّبِعُ اِتِّبَاعًا) ـ اَھْوَآءَ نفسانی خواہشوں پر مبنی آراء ـ بَعْدَ الَّذِیْ اس کے بعد کہ ـ جَآءَ ماضی واحد مذکر غائب ـ کَ ضمیر مخاطب ـ اَلْعِلْمِ سے مراد وحی الٰہی ہے یعنی وحیِ الٰہی کے بعد اگر آپ نے ان کے خیالاتِ فاسدہ کی پیروی کی۔

مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ ـ ما نافیہ ـ وَلِیٍّ دوست یار ـ نَصِیْرٍ مددگار ـ اَلْخِطَابُ مَعَ الرَّسُوْلِ وَالْاَمْرُ لِاُمَّتِہٖ (ابن کثیر) خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف لفظاً ہے ورنہ مراد امت ہے۔

Scanned with CamScanner

اس میں یہود و نصاریٰ کے طور طریقے اپنانے میں اُمت کے لئے سخت تنبیہ اور وعیدِ شدید ہے، اور قیامت تک کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب کی صورت میں امتِ مسلمہ کو کتاب و سنت سے انحراف اور یہود و نصاریٰ کے اتباع سے سختی سے روکا گیا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝

اَلَّذِيْنَ	اٰتَيْ	نٰا هُمْ	الْكِتٰبَ	يَتْلُوْنَ
وہ جو کہ	دی	ہم نے ان کو	کتاب	وہ تلاوت کرتے ہیں

ۀ	حَقَّ	تِلَاوَتِ	ۀ	اُولٰٓئِكَ
اس کو	(جیسے کہ حق ہے)	تلاوت	اسکی کا	وہی لوگ
يُؤْمِنُوْنَ	بِ ۀ	وَ	مَنْ	يَّكْفُرْ
ایمان رکھتے ہیں	ساتھ اسکے	اور	جو کوئی	کفر کرتا ہے
بِ ۀ	فَ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْخٰسِرُوْنَ
ساتھ اسکے	پس	وہی	وہ	خسارہ پانے والے ہیں
يٰ	بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اذْكُرُوْا	نِعْمَتِ	يَ
اے	بنی اسرائیل	یاد کرو	نعمت	میری
الَّتِيْٓ	اَنْعَمْتُ	عَلَيْ	كُمْ	وَ
جو	میں نے انعام کی	پر	تمہارے	اور
اَنِّيْ	فَضَّلْتُ	كُمْ	عَلَى	الْعٰلَمِيْنَ
بیشک میں نے	فضیلت دی	تم کو	اوپر	تمام جہانوں کے
وَ	اتَّقُوْا	يَوْمًا	لَّا	تَجْزِيْ
اور	ڈرو	(ایسے دن سے)	نہ	کام آئے گا
نَفْسٌ	عَنْ	نَّفْسٍ	شَيْـًٔا	وَّ لَا
کوئی نفس	(سے)	کسی نفس سے	کچھ بھی	اور نہ
يُقْبَلُ	مِنْ هَا	عَدْلٌ	وَّ لَا	تَنْفَعُ
قبول کیا جائیگا	(سے) اس (نفس) سے	کوئی عوض	اور نہ	نفع دے گی
هَا	شَفَاعَةٌ	وَ لَا	هُمْ	يُنْصَرُوْنَ
اس (نفس) کو	کوئی شفاعت	اور نہ	وہ	مدد کئے جائیں گے

Scanned with CamScanner

"جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے اور وہ اسے پڑھتے ہیں جس طرح اس کے پڑھنے کا حق ہے۔ وہ لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے اور جو کوئی اس سے کفر (اختیار) کرے گا تو یہی لوگ (پورا) نقصان اٹھانے والے ہیں ۱۲۱ اے بنی اسرائیل میری وہ نعمتیں یاد کرو جو میں نے تم کو بخشیں اور یہ کہ میں نے تمہیں دنیا جہان والوں پر فضیلت دی ۱۲۲ اور اس روز سے ڈرو جب نہ کوئی کسی کے بھی کام آئے گا اور نہ اس کی طرف سے معاوضہ قبول کیا جائے گا اور نہ اسے سفارش نفع پہنچا سکے اور نہ انہیں مدد ہی پہنچ سکے گی ۱۲۳"

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

اَلَّذِیْنَ اسم موصول جمع مذکر۔ واحد اَلَّذِیْ۔

اٰتَیْنٰھُمُ ماضی جمع متکلم (اٰتٰی یَاْتِیْ اِتْیَانًا)

الْکِتٰبَ سے مراد توریت ہے۔ "ھُوَ التَّوْرٰۃُ" (ابن جریر)، یہ مبتداء ہے

اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ اس کی خبر ہے۔

یَتْلُوْنَہٗ مضارع واحد مذکر غائب (تَلٰی یَتْلُوْ تِلَاوَۃً) اس کی تلاوت کرتے ہیں۔

حَقَّ تِلَاوَتِہٖ کا مطلب یہ ہے کہ اسے سمجھتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ۔ یُؤْمِنُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب

(اٰمَنَ یُؤْمِنُ اِیْمَانًا)۔ یہ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ کی خبر ہے۔ بِہٖ کی ضمیر کا مرجع۔ بعض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض نے الکتٰب کو قرار دیا ہے مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب میں سے جو لوگ اپنی کتاب کو غور و تدبر سے پڑھتے ہیں وہ لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اسلام قبول کرلیں گے اور قرآن کی صداقت اور حقانیت کے قائل ہو جائیں گے۔

وَمَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۔ وَمَنْ موصول

یَکْفُرْ مضارع واحد مذکر غائب (کَفَرَ یَکْفُرُ کُفْرًا)۔ بِہٖ۔ بِالْکِتٰبِ۔ بالقرآن

فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ الْخٰسِرُوْنَ اسم فاعل الْخَاسِرُ واحد (خَسِرَ یَخْسَرُ خَسَارَۃً) جس نے کفر کی راہ اختیار کی اور قرآن کا انکار کیا دنیا اور آخرت دونوں میں خسارے میں رہا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ آیات ایک عظیم امر کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ جو شخص قرآن کو محض تلاوت کی غرض سے پڑھتا ہے اس کی مثال گدھے جیسی ہے جس پر بھاری کتب لدی ہوں

کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا (جمعہ: ۵)

ایمان بالکتاب سے وہ کچھ حظ حاصل نہ کر سکا اس لئے کہ وہ اس کے اسرار کو نہیں سمجھتا اور اللہ کی ہدایت کی معرفت نہیں رکھتا محض الفاظ کا پڑھ لینا ہدایت کا فائدہ نہیں دیتا جبکہ پڑھنے والا ان کے مدلولات کو نہ سمجھتا ہو جیسے کہ ارشاد ہے:

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا۔ (محمد: ۲۴)

"کیا وہ قرآن میں تدبر و غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل لگے

Scanned with CamScanner

ہوتے ہیں"

اور ایک مقام پر ارشاد ہے:

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُوا الْأَلْبَابِ. (ص: ۲۹)

"یہ مبارک کتاب تیری طرف نازل کی گئی تاکہ اس کی آیات میں غور وتدبر سے کام لیں اور اہلِ عقل وشعور اس کی تذکیر کریں۔"

اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص قرآن کے محض الفاظ کی تلاوت کرتا ہے اور اس کی ہدایت سے روگرداں ہے اور اس قرآن کے وعدہ وعید کی طرف دھیان نہیں دیتا گویا کہ وہ اپنے رب سے استہزاء کرتا ہے اور قرآن اس کے خلاف حجت اور دلیل ہے۔ (وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ)۔

مفتی محمد عبدہٗ مصریؒ کے درسِ قرآن میں شریک حضرات میں سے ایک نے پوچھا کہ علماء تو قرآن کی خالی تلاوت کو عبادت قرار دیتے ہیں؟

مفتی مرحوم نے جواب دیا ہاں یہ درست ہے لیکن انہوں نے یہ نہیں کہا کہ یہ محض اس امر کے لئے نازل کیا گیا ہے اور وہ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں جبکہ اس کا نازل فرمانے والا کہتا ہے کہ

"یہ اس لئے نازل کیا گیا ہے تاکہ اس کی آیات پر تدبر کریں اور اہلِ عقل وشعور اس سے تذکیر حاصل کریں"

قرآن وسنت دونوں متعدد مقامات پر اس کی تصریح کرتے ہیں اس کے برخلاف یہ مطلب ہوگا کہ گویا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے تدبر اور تذکر کے بغیر قرآن پڑھنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ حدیث میں بعد میں آنے والی قوم کا ذکر ہے

"کہ وہ قرآن پڑھیں گے کہ ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اترے گا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شرار الخلق کے نام سے پکارا ہے پس ان اشرار نے قرآن کو گیت اور نغمہ قرار دے لیا ہے اگر ان سے کوئی فہم و تدبر کا مطالبہ کرتا ہے تو انہیں انکا وقار گناہ پر آمادہ کرتا ہے اور اس کہنے والے کے خلاف حجت بازی سے کام لیتے ہوئے مختلف لوگوں کے اقوال وآراء پیش کرتے ہیں۔

مفتی محمد عبدہٗ فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان پر خواہ وہ کسی زمان و مکان سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہو قرآن سے ہدایت حاصل کرنا واجب اور لازم ہے پس ہر پڑھنے والے کے لئے لازم ہے کہ وہ قرآن کو تدبر و غور سے پڑھے اور اپنے نفس سے اس کے فہم اور اس پر عمل کرنے کا مطالبہ کرے عربی زبان کی معمولی سی تعلیم و معرفت قرآن کو سمجھنے اور اس سے ہدایت حاصل کرنے کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ "حق تلاوت" کے لحاظ سے تین گروہ ہو سکتے ہیں:

ایک گروہ ان لوگوں کا ہے جو الفاظ وحروف کے صحیح مخارج سے ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور حسن تغنی سے کام لیتے ہیں فہم معانی پر کوئی توجہ نہیں دیتے۔ ان کی مثال:

كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا (جمعہ: ۵)

"ان کی مثال گدھے کی سی ہے جس پر بڑی بڑی کتابیں لدی ہوں"

دوسرا گروہ وہ ہے، جو صحتِ لفظی اور حسنِ ادا کے ساتھ معانی پر بھی غور کرتا ہے لیکن عمل کے معاملے میں صفر ہے۔

تیسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو حقیقی معنوں میں اس آیت کا مصداق ہیں

Scanned with CamScanner

وہ غور وتدبر کے ساتھ قرآن کے مفہوم پر عمل پیرا بھی ہوتے ہیں فلاح وکامرانی انہی لوگوں کے لئے ہے۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ اس آیت میں تیسری مرتبہ بنی اسرائیل کو مخاطب ٹھہرایا گیا ہے پہلے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ـــ دوسری مرتبہ حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کے انبیاءؑ کی پیش گوئیوں کی طرف توجہ دلائی گئی ـــ اب تیسری مرتبہ قدیم ترین دور عہد ابراہیمی کی طرف توجہ دلائی گئی اور بتایا کہ توحید ونبوت اور امانتِ الٰہی کی پوری طور پر حفاظت کریں۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ یا کلمہ ندا يٰ اِسْرَآءِيْلَ منادیٰ۔ اذْكُرُوْا فعل امر جمع مذکر (ذَكَرَ يَذْكُرُ ذِكْرًا) ـــ نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ۔ اَنْعَمْتُ ماضی واحد متکلم (اَنْعَمَ يُنْعِمُ اِنْعَامًا) ـــ وَاَنِّيْ (اَنَّ۔ ی) بیشک میں نے فَضَّلْتُكُمْ ماضی واحد متکلم (فَضَّلَ يُفَضِّلُ تَفْضِيْلًا۔ باب تفعیل) فضیلت اور برتری عطا کی كُمْ ضمیر مخاطب ـــ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ واحد عَالَمٌ دنیا جہان والوں پر۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا ـــ وَاتَّقُوْا فعل امر جمع مذکر (اتَّقٰى يَتَّقِيْ اِتِّقَاءً۔ باب افتعال) ـــ يَوْمًا اس دن سے مراد یوم قیامت لَا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ ـــ لَا تَجْزِيْ مضارع منفی (جَزٰى يَجْزِيْ جَزَاءً) بدلہ اور جزاء۔ شَيْـًٔا نکرہ مزید تاکید نفی کے لئے ہے۔ کچھ بھی۔ ذرہ بھر بھی۔ گویا وہ ایسا دن ہے کہ اس دن کوئی بھی کسی کی طرف سے کسی قسم کا بدلہ اور جزاء نہیں دے سکے گا۔

بخاری اور مسلم میں ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِيْ

مِنْ مَالِيْ مَا شِئْتِ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہؓ سے کہا تو میرے مال سے جو چاہے مانگ سکتی ہے۔ اللہ کی طرف سے میں تمہیں کچھ بھی عطا نہیں کر سکتا"

قیامت کے دن ہر نفس کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔

كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ (المدثر: ۳۸)

وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ مضارع مجہول منفی (قَبِلَ يَقْبَلُ قَبُوْلًا) ـــ عَدْلٌ فدیہ۔ معاوضہ۔ یعنی اس دن کسی سے معاوضہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ ـــ مضارع منفی (نَفَعَ يَنْفَعُ نَفْعًا) ـــ شَفَاعَةٌ سفارش۔ یہود اور نصاریٰ کا عقیدہ کفارہ پر ہے کہ وہ اپنے انبیاءؑ کی شفاعت سے عذابِ الٰہی سے نجات پالیں گے۔

وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ ـــ يُنْصَرُوْنَ مضارع مجہول جمع مذکر غائب (نَصَرَ يَنْصُرُ نَصْرًا) اور نہ ہی کسی قسم کی انہیں مدد پہنچ سکے گی۔ یہی بیان آیت نمبر ۴۸ میں اس سے قبل بیان ہو چکا ہے۔ یہاں پھر بطور تاکید اسکا اعادہ کیا گیا ہے۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ

Scanned with CamScanner

مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ
اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ
اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ
السُّجُوْدِ ۝ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا
اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا
ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

وَ	اِذَا	ابْتَلٰى	اِبْرٰهٖمَ	رَبُّ ـهٗ	ب
اور	جب	مبتلا کیا	ابراہیمؑ کو	رب اسکے نے	ساتھ
كَلِمٰتٍ	فَ	اَتَمَّ	هُنَّ	قَالَ
کچھ باتوں کے	پس	پورا کیا	ان کو	اس نے فرمایا
اِنِّيْ	جَاعِلُ	كَ	لِ	النَّاسِ
بیشک میں	بنانے والا ہوں	تجھے	واسطے	لوگوں کے

اِمَامًا	قَالَ	وَ مِنْ	ذُرِّيَّتِيْ	
پیشوا	کہا	اور (سے)	اولاد	میری سے
قَالَ	لَا	يَنَالُ	عَهْدِ	ىْ
کہا	نہ	پہنچے گا	عہد	میرا
الظّٰلِمِيْنَ	وَ	اِذْ	جَعَلْنَا	الْبَيْتَ	مَثَابَةً
ظالموں تک	اور	جب	ہم نے ٹھہرایا	گھر	(اجتماع کی جگہ)
لِ	النَّاسِ	وَ	اَمْنًا	وَ
واسطے	لوگوں کے	اور	مقامِ امن	اور
اِتَّخِذُوْا	مِنْ	مَّقَامِ	اِبْرٰهٖمَ	مُصَلًّى
مقرر کرلو	(سے)	جائے قیام	ابراہیمؑ	نماز کی جگہ
وَ	عَهِدْنَا	اِلٰى	اِبْرٰهٖمَ	وَ
اور	ہم نے عہد کیا	طرف	ابراہیمؑ	اور
اِسْمٰعِيْلَ	اَنْ	طَهِّرَ	بَيْتِيَ	لِ
اسمٰعیلؑ کے	یہ کہ	تم دونوں پاک صاف کرو	گھر میرے کو	واسطے
الطَّآئِفِيْنَ	وَ	الْعٰكِفِيْنَ	وَ	الرُّكَّعِ
طواف کرنیوالوں کے	اور	اعتکاف کرنیوالوں کے	اور	رکوع کرنیوالوں کے
السُّجُوْدِ	وَ	اِذْ	قَالَ	اِبْرٰهٖمُ	رَبِّ
سجدہ کرنیوالوں کے	اور	جب	کہا	ابراہیمؑ نے	اے رب
اجْعَلْ	هٰذَا	بَلَدًا	اٰمِنًا
بنائے	اس	شہر (کو)	امن والا

Scanned with CamScanner

وَ	اُرْزُقْ	اَهْلَ	هٗ	مِنَ
اور	رزق دے	باشندوں	اسکے کو	(سے)
الثَّمَرٰتِ	مَنْ	اٰمَنَ	مِنْ	هُمْ
پھلوں سے	جو کوئی	ایمان لائے	(سے)	ان سے
بِ اللّٰهِ	وَ	الْيَوْمِ	الْاٰخِرِ	قَالَ
ساتھ اللہ	اور	دن	آخرت	فرمایا
وَ مَنْ	كَفَرَ	فَ	اُمَتِّعُ	هٗ
اور جس کسی نے	کفر کیا	پس	میں متاع دونگا	اس کو
قَلِيْلًا	ثُمَّ	اَضْطَرُّ	هٗ	اِلٰى
تھوڑا سا	پھر	مجبور کردوں گا	اس کو	طرف
عَذَابِ	النَّارِ	وَ	بِئْسَ	الْمَصِيْرُ
عذاب	جہنم کے	اور	بدترین	رہنے کی جگہ

"اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ابراہیمؑ کو ان کے پروردگار نے چند امور میں آزمایا اور انہوں نے وہ انجام دے دیئے۔ ارشاد ہوا کہ میں یقیناً تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں بولے اور میری نسل سے بھی؟ ارشاد ہوا کہ میرا وعدہ نافرمانوں کو نہیں پہنچتا ۱۲۴ اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے خانۂ (کعبہ) کو لوگوں کے لئے ایک مقامِ رجوع اور مقامِ امن مقرر کیا اور مقامِ ابراہیمؑ کو نماز کی جگہ بنالو اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی طرف حکم بھیجا کہ تم دونوں میرے گھر کو پاک صاف رکھو۔ طواف

کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے ۱۲۵۔ اور (وہ وقت بھی یاد رکھنے کے قابل ہے) جب ابراہیمؑ نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار اس شہر کو امن والا بنادے اور اس میں رہنے بسنے والوں کو روزی دے پھلوں سے (یعنی) ان رہنے والوں کو جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لائیں (اللہ نے) ارشاد فرمایا کہ جو کفر کرے گا میں اسے بھی کچھ دن مزہ اٹھانے دونگا پھر اسے کشاں کشاں عذابِ جہنم تک پہنچا دوں گا اور وہ کیسا بُرا ٹھکانا ہے" ۱۲۶

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ـــ وَاِذْ ـ ای اذکروا یا محمد، اس میں دو قول ہیں:

۱۔ کہ یہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے کہ آپ اہلِ کتاب اور اپنی قوم کو بتادیں۔

۲۔ اس کا تعلق اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا سے ہے۔

اِبْتَلٰى ماضی واحد مذکر (اِبْتَلٰى يَبْتَلِىْ اِبْتِلَاءً)۔ اِبْتَلٰى کے معنی امتحان اور آزمائش کے ہیں۔

امام راغب نے اس کے دو معنی لکھے ہیں:

ایک چیز کے حال سے واقفیت حاصل کرنا ـــ ۲۔ اس کی خوبی

Scanned with CamScanner

اور نقص کو ظاہر کرنا۔

اِبْرَاهِیْم عبرانی لفظ ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق آپ کی تاریخ پیدائش ۲۱۶۰ ق م ہے توریت میں آپ کی عمر ۱۷۵ سال درج ہے۔ والد کا نام تارخ جس کا معرب آذر ہے۔ آپ کا آبائی وطن بابل یا کلدانیہ تھا۔ جس شہر میں آپ کی ولادت ہوئی اس کا نام توریت میں "اُر" (UR) آیا ہے۔ ماہرین آثریات نے ۱۹۲۲ء کی کھدائی میں اس قدیم شہر کے آثار دریافت کر لئے ہیں۔ یہ شہر خلیج فارس کے دہانہ اور بغداد کے درمیان واقع ہے۔ حضرت ابراہیمؑ بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل دونوں قوموں کے مورثِ اعلیٰ ہیں، اہلِ لغت نے "ابراہیم کے معنی "اب رحیم" - پدر مہربان" لکھے ہیں۔ کَلِمٰتٍ جمع کلمہ کی ہے، جس کا اطلاق لفظ مفرد اور جملہ مفید دونوں پر ہوتا ہے یہاں اس سے مراد امر و نہی کا مضمون ہے۔ یہ کلمات کیا تھے ان کے تعین کے بارے میں کوئی نص موجود نہیں ہے۔ واختلف العلماء فی المراد بالکلمات علی اقوال (قرطبی)

بعض نے ابن عباس سے "کلمات" کے سلسلہ میں روایت نقل کی ہے کہ وہ تیس احکام تھے لیکن علماء محققین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

ابن جریر طبری نے لکھا ہے: "یَجُوْزُ اَنْ یَکُوْنَ الْمُرَادُ بِالْکَلِمَاتِ جَمِیْعُ مَا ذُکِرَ وَ جَائِزٌ اَنْ یَکُوْنَ بَعْضُ ذٰلِکَ وَ لَا یَجُوْزُ الْجَزْمُ بِشَیْءٍ مِنْهَا اَنَّهُ الْمُرَادُ بِالْیَقِیْنِ اِلَّا بِحَدِیْثٍ اَوْ اِجْمَاعٍ"۔

کلمات سے مراد تمام مذکورہ امور یا ان میں سے کچھ ہو سکتے ہیں لیکن حدیث یا اجماع کے بغیر ان میں سے کسی بات پر یقین نہیں کیا جا سکتا۔

ابتلاء کے مشہور امور یہ ہیں آتشِ نمرود میں ڈالا جانا۔ گھر اور خاندان کا چھوڑنا۔ بیوی ہاجرہ اور اپنے شیر خوار بچے کو وَادِیْ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ میں لانا۔ بیٹے کی قربانی وغیرہ۔

فَاَتَمَّهُنَّ ماضی واحد مذکر غائب (اَتَمَّ یُتِمُّ اِتْمَام) اتمام کے معنی ہیں مکمل کرنا اسکے مقابل نقص کا لفظ ہے۔ هُنَّ ضمیر جمع مؤنث کلمات کی طرف راجع ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی رسالت اور امامت کا انحصار ان کلمات کے اتمام پر نہ تھا اسلئے کہ نبوت تو وہبی امر ہے اور نہ ہی اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا کا انحصار ان کلمات کے اتمام پر ہے۔ اس سے صرف حضرت ابراہیمؑ کی تخصیص کا پتہ چلتا ہے۔

قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ـــ اِمَامًا اس کا مادہ اُم ہے جس کے معنی قصد و ارادہ کے ہیں اقوال و افعال میں جس کی پیروی کی جائے اسے امام کہتے ہیں۔ فَالْاَنْبِیَاءُ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ فِیْ اَعْلٰی مَرْتَبَةِ الْاِمَامَةِ ثُمَّ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْعُلَمَاءُ وَالْقُضَاةُ الْعُدُوْلُ وَمَنْ اَلْزَمَ اللّٰهُ بِاقْتِدَائِهِمْ ثُمَّ الْاِمَامَةُ فِی الصَّلٰوةِ وَنَحْوِهَا۔ (احکام القرآن)

امامت کے اعلیٰ مرتبہ پر تو حضرات انبیاءؑ فائز ہوتے ہیں پھر خلفاء راشدین اسکے بعد علماء اور عادل قضاۃ اور جن کی پیروی اللہ نے لازم کر دی ہے، پھر امامت نماز وغیرہ۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کی ستائیس یا تیس صفات کا ذکر کیا ہے ان میں سے دس سورۃ البراۃ میں۔ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ ـ الی الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ـ (آیت ۱۱۲)

Scanned with CamScanner

دس سورۃ المؤمنون میں ۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ سے هُمْ فِیْهَا خَالِدُوْنَ تک (آیات: ۱-۱۱)

دس سورۃ احزاب میں اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ سے لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۔ (آیت: ۳۵)

قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۔ قَالَ ماضی واحد مذکر غائب فاعل وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ چھوٹی اولاد کو کہتے ہیں ۔ اس کا مادہ ذَرَاءٌ ہے جس کے معنی پیدا کرنے کے ہیں اور یا ذرّ سے مشتق ہے جس کے معنی پھیلانے کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ میری ذرّیت اور اولاد سے بھی ائمہ بنا۔

قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۔ قَالَ ۔ قَالَ اللہ تعالیٰ ۔ لَا یَنَالُ ۔ لا کلمہ نفی یَنَالُ مضارع (نَالَ یَنَالُ نَیْلًا) پالینا ۔ حاصل کرلینا ۔ عَهْدِی میرا وعدہ یعنی منصب امامت ۔ اَلْمُرَادُ مِنَ الْعَهْدِ الْاَمَانَةُ (ابن جریر) ۔ الظّٰلِمِیْنَ جمع ظالم کی ۔ ظلم سے مراد کفر اور گناہ کبیرہ ہے یعنی اے ابراہیمؑ تمہاری طلب کے مطابق تمہاری ذرّیت اور اولاد سے پیشوا بنائے جائیں گے لیکن میرے اس وعدہ کے حقدار ظالم نہیں ہوں گے اس سے پتہ چلا کہ امام کے لئے عادل ہونا شرط ہے اور شرک اور کفر بخلاف عدل کفر میں داخل ہے ۔ ائمہ اربعہ میں سے کسی نے بھی ظالم حکمرانوں کے عہدوں کو قبول نہیں کیا۔

خلیفہ منصور نے امام ابوحنیفہؒ کو عہدۂ قضاۃ کے قبول کرنے پر مجبور کیا لیکن آپ نے قبول نہ کیا جس پر امام کو قید و ضرب کی سزا بھگتنا

پڑی۔

امام مالکؒ کو سلطان وقت کی رائے کے مطابق فتوی نہ دینے پر ستر کوڑے لگائے گئے اور ان کا ہاتھ توڑا گیا۔

ہارون الرشید نے امام شافعیؒ کو عہدۂ قضاۃ کے لئے طلب کیا لیکن وہاں سے بھاگ کر انہوں نے اپنی جان بچائی۔

مسئلہ خلق قرآن پر امام احمد حنبلؒ کو جس قدر اذیت دی گئی وہ تاریخ کا ایک مشہور واقعہ ہے

ان تمام ائمہ نے وقت کے ان حکمرانوں کے ساتھ تعاون سے انکار کیا اور قید و ضرب کی اذیتوں کے باوجود حق پر قائم رہے۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۔ وَاِذْ ۔ واذکروا اور یاد کرو جب ۔ جَعَلْنَا ہم نے بنایا مقرر کیا ۔ اَلْبَیْتَ رات گزارنے کی جگہ (بَاتَ یَبِیْتُ بَیْتًا) ۔ اَلْبَیْتَ سے مراد بیت اللہ ہے ۔ مَثَابَةً اس کا مادہ ثوب ہے جس کے معنی ہیں پہلی حالت کی طرف رجوع کرنا مَثَابَةٌ وہ جگہ جہاں لوگ بار بار لوٹ کر آئیں ۔ رُجُوْعُ الشَّیْءِ اِلَی الْحَالَةِ الْاُوْلٰی الَّتِیْ کَانَ عَلَیْهَا اَوْ اِلَی الْحَالَةِ الْمُقَدَّرَةِ الْمَقْصُوْدَةِ یُقَالُ لَهَا مَثَابَةٌ (راغب) مَثَابَةٌ مفعلہ کے وزن پر رجوع کو کہتے ہیں اس میں تا مبالغہ کے لئے ہے (ثَابَ یَثُوْبُ ثَوْبًا) ۔ والتاء فی مَثَابَةٍ للمبالغة (اخفش) ۔ لِلنَّاسِ عام مخلوق کے لئے ۔ وَاَمْنًا خوف سے سلامتی کا نام امن ہے یہاں اَمْنًا سے مراد مقام امن ہے یعنی صرف مسجد الحرام ہی نہیں بلکہ اس کے ارد گرد کا تمام علاقہ حدود حرم میں داخل ہے جہاں انسان حیوان اور ہر جاندار اور بے جان

Scanned with CamScanner

کو امن حاصل ہے اللہ تعالیٰ کا اہلِ عرب اور مکہ والوں پر یہ احسانِ عظیم ہے۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۔ وَاتَّخِذُوْا فعل امر جمع مذکر (اِتَّخَذَ یَتَّخِذُ اِتِّخَاذ) باب افتعال ۔ مِنْ کو بعض نے تبعیضیہ یعنی اس کا ایک حصہ اور بعض نے مِنْ بمعنی فِی لیا ہے ۔ مَقَامِ جائے قیام۔ مقامِ ابراہیم کے بارے میں بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ کعبہ تعمیر کرتے تھے ۔ ابن عباس، جابر، قتادہ وغیرہ کی یہ رائے ہے اور بعض نے پورے حرم کو مقامِ ابراہیم قرار دیا ہے۔ یہ مقام خانۂ کعبہ سے چند فٹ کے فاصلے پر ایک حجرہ میں محفوظ ہے۔ طواف کے بعد یہاں دو رکعت نفل ادا کئے جاتے ہیں ۔ حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک یہ نماز واجب ہے اور شافعیہ کے نزدیک محض سنّت ہے ۔ مُصَلًّى نماز یا دعا کی جگہ۔ (صَلَّى یُصَلِّیْ صَلَاۃً) مصلّی کے مجازی معنی قبلہ کے بھی ہیں۔

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ ۔ عَهِدْنَا اَیْ اَمَرْنَا (ابن جریر)۔ قِيْلَ مَعْنَاهُ اَمَرْنَا وَقِيْلَ اَوْحَيْنَا (قرطبی)

اِسْمٰعِيْلَ حضرت ابراہیمؑ کے بڑے بیٹے حضرت ہاجرہ کے بطن سے سال ولادت غالباً ۲۰۲۷ ق م اور عمر ۱۳۷ سال آپ کے بارہ بیٹے تھے جن سے بارہ نسلیں چلیں ۔ عرب کا مشہور قبیلہ قریش آپ کی نسل سے ہے۔ طَهِّرَا صیغہ تثنیہ (طَهَّرَ یُطَهِّرُ تَطْهِيْرًا) طَهِّرَا سے مراد ظاہری اور باطنی ہر قسم کی آلودگی سے پاک وصاف ہونا ہے۔

هُوَ تَطْهِيْرُهٗ مِنَ الْاَصْنَامِ وَعِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَمِنَ الشِّرْكِ بِاللّٰهِ (ابن جریر) ۔ اَنْ بمعنی ای مفسرہ ہے۔

لِلطَّآئِفِيْنَ جمع طائف کی اسم فاعل خانہ کعبہ کا طواف کرنے والے (طَافَ یَطُوْفُ طَوْفًا)، حج کے سلسلہ میں طوافِ کعبہ فرض ہے ۔ لِلطَّآئِفِيْنَ میں لام تخصیص کے لئے ہے۔

وَالْعٰكِفِيْنَ واحد عَاكِفٌ ہے اسم فاعل (عَكَفَ یَعْكِفُ عَكْفًا)، عُكُوْف کے معنی کسی چیز پر قیام اور تعظیماً اسے لازم قرار دینے کو کہتے ہیں اس سے مراد عبادت کے ارادہ سے مسجد حرام میں قیام کرنے والوں کو عاکفین کہتے ہیں هُوَ الْاِحْتِبَاسُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى سَبِيْلِ الْقُرْبَةِ (راغب)۔

وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ ۔ الرُّکَّع جمع راکع کی ہے ۔ رکوع کرنے والے رکوع جھکنے کو کہتے ہیں ۔ السُّجُوْد واحد ساجد ہے زمین پر انتہائی تذلل کے طور پر پیشانی رکھنے کو سجود کہتے ہیں ۔ نماز کے دیگر ارکین میں رکوع وسجود کے ذکر کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ یہ دو رکن نماز کے ارکان کی نسبت قربِ الٰہی کے اہم ترین رکن ہیں۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا ۔ وَاِذْ ۔ واذکروا اس بات کو یاد کرو جب ابراہیمؑ نے کہا۔ رَبِّ ۔ ای رب ۔ یا رب ۔ اجْعَلْ امر واحد مذکر (جَعَلَ یَجْعَلُ جَعْلًا) ۔ هٰذَا کا اشارہ مکان کی طرف ہے یعنی هذا المکان۔ ۔ بَلَدًا اٰمِنًا ۔ بَلَدًا ذَا اَمْنٍ ۔ اس شہر کو امن والا بنائے۔ حدود سے محدود جگہ کو بلد کہتے ہیں یعنی حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! اس شہر یعنی مکہ کو امن وسکون والا بنائے۔

وَارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۔ وَارْزُقْ الامر (رَزَقَ یَرْزُقُ رِزْقًا) ۔ اَهْلَهٗ اس بلد کے رہنے

Scanned with CamScanner

والوں کو ـ الثَّمَرٰتِ واحد ثمرة ـ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائیں ـ یعنی اس شہر کے رہنے والے اہل ایمان کو ہر قسم کے ثمرات سے رزق عطا کر.

قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ـ قَالَ ـ قال اللہ تعالیٰ فَاُمَتِّعُهٗ مضارع واحد متکلم (مَتَّعَ يُمَتِّعُ تَمْتِيْعًا) اسکا مادہ مَتَّعَ ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز سے وقت معینہ تک نفع حاصل کرنا ـ قَلِيْلًا اُمَتِّعُ کی صفت ہے یعنی یہ تمتع قلیل اور چند روزہ ہوگا ـ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیمؑ کی استدعا پر فرماتے ہیں کہ میں مؤمنوں اور کافروں سبھی کو رزق دیتا ہوں لیکن کافر کے لئے یہ نعمت صرف دنیا کی قلیل مدت تک محدود ہوگی.

ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ـ ثُمَّ تراخی کے لئے ـ اَضْطَرُّهٗ مضارع واحد متکلم (اِضْطَرَّ يَضْطَرُّ اِضْطِرَارًا) باب افتعال مجرد سے اس کا مادہ ضر ہے اسی سے ضرورت بمعنی حاجت بھی ہے یہاں تا کو یا سے بدل دیا گیا ہے ـ اضطرار مجبوری کسی چیز میں مبتلا ہو جانے کو اضطرار کہتے ہیں یعنی کافر (انکار حق کرنے والے) کو دنیا میں رزق دیا جائے گا لیکن اس کے بعد آخرت کی زندگی جو دائمی ہے اسے انکار حق کی وجہ سے جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا.

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ـ وَبِئْسَ فعل ذم ہے اس کا فاعل معرف باللام ہوتا ہے ـ الْمَصِيْرُ مرجع مَصِيْرٌ وہ آخری حالت جس کی طرف انسان منتقل ہوتا ہے ـ جہنم جس کی طرف کافر کو آخرت کی زندگی میں جانا ہوگا بدترین ٹھکانا ہے.

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ
اِسْمٰعِيْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ
ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ص وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ
تُبْ عَلَيْنَا ج اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ
فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ط اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ۝ ع

وَ	اِذْ	يَرْفَعُ	اِبْرٰهٖمُ	الْقَوَاعِدَ	مِنَ
اور	جب	اٹھاتا تھا	ابراہیمؑ	بنیادیں	(سے)
الْبَيْتِ	وَ	اِسْمٰعِيْلَ	رَبَّنَا	تَقَبَّلْ	
بیت اللہ	اور	اسمٰعیلؑ	اے رب ہمارے	قبول کر	
مِنَّا	اِنَّ	كَ	اَنْتَ	السَّمِيْعُ	الْعَلِيْمُ
سے ہم (سے)	بیشک	تو	تو ہی	سننے والا	جاننے والا

Scanned with CamScanner

رَبَّ نَا	وَ	اجْعَلْنَا	مُسْلِمَيْنِ	لَكَ
اے رب ہمارے	اور	بنادے ہم کو	مسلم (فرمانبردار)	واسطے تیرے
وَ	مِنْ	ذُرِّيَّتِ	نَا	اُمَّةً
اور	سے	اولاد	ہماری	جماعت
مُّسْلِمَةً	لَّكَ	وَ	اَرِنَا	مَنَاسِكَ
فرمانبردار	واسطے تیرے	اور	دکھا ہم کو	احکام حج
نَا	وَ	تُبْ	عَلَيْ نَا	اِنَّ كَ
ہمارے	اور	رجوع فرما	پر ہمارے	بیشک تو ہی
اَنْتَ	التَّوَّابُ	الرَّحِيْمُ	رَبَّ	نَا
تو ہی	بہت توبہ قبول کرنیوالا	مہربان ہے	اے رب	ہمارے
وَ	ابْعَثْ	فِيْ	هِمْ	رَسُوْلًا
اور	مبعوث کر	میں	ان کے	ایک رسول
مِنْ	هُمْ	يَتْلُوْا	عَلَيْ هِمْ	اٰيَاتِ كَ
سے	ان	تلاوت کرے	پر ان	آیتیں تیری
وَ	يُعَلِّمُ	هُمُ	الْكِتٰبَ	وَ
اور	تعلیم دے	ان کو	کتاب	اور
الْحِكْمَةَ	وَ	يُزَكِّيْ	هِمْ	اِنَّ كَ
حکمت کی	اور	تزکیہ کرے	ان کا	بیشک تو
	اَنْتَ	الْعَزِيْزُ	الْحَكِيْمُ	
	تو ہی	غالب	حکمت والا ہے	

"اور (وہ وقت بھی یاد رکھنے کے قابل ہے) جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ خانہ (کعبہ) کی بنیادیں بلند کر رہے تھے۔ اے ہمارے پروردگار ہم سے (یہ) قبول کر یقیناً تو ہی (سب کچھ) سننے والا ہے (سب کچھ) جاننے والا ہے ۱۲۷ اے ہمارے پروردگار ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنا دے اور ہماری نسل سے ایک فرمانبردار امت پیدا کر اور ہم کو ہمارے دینی قاعدے بتا دے اور ہمارے حال پر توجہ رکھ۔ یقیناً تو تو بڑا توجہ فرمانے والا ہے بڑا مہربان ہے ۱۲۸ اے ہمارے پروردگار ان میں ایک پیغمبر انہیں میں سے بھیج (جو) انہیں تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب (الٰہی) اور دانائی کی تعلیم دے اور انہیں پاک (وصاف) کرے یقیناً تو تو بڑا زبردست ہے بڑا حکمت والا ہے" ۱۲۹

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

وَاِذْ ۔ واذکروا ۔ اس وقت یا بات کو یاد رکھو جب۔

يَرْفَعُ مضارع واحد مذکر غائب (رَفَعَ يَرْفَعُ رَفْعًا) اٹھانا بلند کرنا۔

اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ۔ الْقَوَاعِدَ جمع قاعدہ بنیاد کو کہتے ہیں۔

اسمٰعیلؑ، حضرت ابراہیمؑ کے بڑے بیٹے جو حضرت ہاجرہ کے بطن سے تھے۔ حضرت ہاجرہ شاہِ مصر کی صاحبزادی تھی ۔ شاہِ مصر نے حضرت

Scanned with CamScanner

ابراہیمؑ کے ساتھ ان کا نکاح کیا ـــ اسماعیلؑ عجمی اسم ہے جو اِسْمَعْ اور اِیْل سے مرکب ہے جس کے معنی ہیں۔ اے اللہ میری دعائیں سُن۔ حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا پر آپ کا نام رکھا گیا۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اور ان کی والدہ کو اس مقام پر آباد کیا ـ مَکّہ کا قدیم نام بَکّہ ہے اور دونوں کے معنی مقام اجتماع کے ہیں ـــ یہودی اور عیسائی مؤرخین نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ بیت اللہ قدیم ترین عبادت گاہ ہے اور نا معلوم زمانہ سے مرکز عبادت چلی آرہی ہے ـــ سورۃ البقرۃ، آیت ۱۲۴ سے حضرت ابراہیمؑ کا ذکر شروع ہوا اور بتایا کہ ان کو پیشوائی عالم کا مرتبہ عطا کیا گیا، اور بیت اللہ کو ان کی اولاد کے لئے باعثِ شرف و وقار بنایا ـ ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے کو اللہ کے اس گھر کی عبادت کرنے والوں کے لئے پاک و صاف رکھنے کا حکم دیا اس کے بعد بتایا کہ اس اللہ کے گھر کے بانی خود ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے اسماعیلؑ ہیں۔

بناءِ کعبہ کے سلسلہ میں روایات میں سخت اختلاف ہے اور اکثر روایات اسرائیلیات سے ہیں جو نا قابلِ اعتبار ہیں۔

قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عِنْدَ اِسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ "اِمَا وَاللّٰہِ اِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّکَ حَجَرٌ، لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا اَنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبَّلَکَ مَا قَبَّلْتُکَ ثُمَّ رَدَّنَا فَقَبَّلَہٗ۔ رواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ والامام احمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وغیرہم)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجرِ اسود کو بوسہ دیتے وقت کہا "خدا کی قسم!

میں جانتا ہوں کہ تو محض ایک پتھر ہے جو نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو تجھے نہ چومتا پھر آپ حجرِ اسود کے قریب ہوئے اور اسے چوما"۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے اسے روایت کیا۔

ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجرِ اسود کے پاس کھڑے ہوئے پھر کہا کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے جو نہ ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نفع دے سکتا ہے پھر آپؐ نے اسے بوسہ دیا آپؐ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور حجرِ اسود کے پاس کھڑے ہو کر کہا میں خوب جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے جو نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتا اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھتا تو تجھے نہ چومتا ـــ حدیثِ عمر مرفوعاً روایت کی تائید کرتی ہے اسناد میں زیادہ صحت کی بنا پر اسے مقدم کیا گیا

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ ـــ تَقَبَّلْ

الامر (تَقَبَّلَ یَتَقَبَّلُ تَقَبُّلًا) باب تَفَعُّل ـــ اِنَّ التَّقَبُّلَ عِبَارَۃٌ عَنْ اَنْ یَّتَکَلَّفَ الْاِنْسَانُ فِیْ قَبُوْلِہٖ (کبیر)

اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ـ ك ضمیر متصل مخاطب کے ساتھ پھر اَنْتَ ضمیر منفصل مخاطب لانے سے تاکید پیدا کی کہ سمیع و علیم صرف تو ہے ہمارا یہ عمل تیری قبولیت کا محتاج ہے تو ہی ہماری دعا کو سننے والا اور ہماری نیت کا جاننے والا ہے

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ ـ مُسْلِمَيْنِ تثنیہ کا صیغہ واحد

Scanned with CamScanner

مُسْلِم (اَسْلَمَ یُسْلِمُ اِسْلَامًا) اسلام کے معنی ہیں سپردگی۔ مسلم وہ ہے جو اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کردے اور تمام امور میں اس کی رضا کے مطابق کام کرے ـــ مُسْلِمُوْنَ اَیْ مُنْقَادُوْنَ لِلْحَقِّ مُذْعِنُوْنَ (راغب)

حق کے مطیع اور اس پر یقینِ کامل رکھنے والے۔

وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ـــ ذُرِّیَّة اولاد و نسل۔

ہم دونوں کی اولاد اور نسل سے ذُرِّیَّة چھوٹی اولاد کو کہتے ہیں مگر عرفِ عام میں چھوٹی بڑی تمام اولاد کے لئے مستعمل ہوتا ہے ـــ اُمَّة کا مادہ اُم ہے اور اُم کے معنی ماں کے ہیں۔ اس کے لغوی معنی پیدا کرنے، پھیلانے اور بکھیرنے کے ہیں۔ لیکن اسکا استعمال بہت وسیع ہے ہر چیز کی اصل کو ام کہا جاتا ہے۔ دینی لحاظ سے ہم خیال گروہ کو امۃ کہتے ہیں امم اسکی جمع ہے ـــ ذُرِّیَّتِنَا سے مراد وہ نسل جو دونوں کی طرف منسوب ہو اور وہ صرف نسلِ اسمٰعیل ہوسکتی ہے ـــ اللہ تعالےٰ نے باپ بیٹے کی اس دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور اسی امتِ مسلمہ سے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ سورۃ الحج میں بھی اسی دعا کی طرف اشارہ ہے:

مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ (سورۃ الحج: ۷۸)

"تم اپنے باپ ابراہیمؑ کی ملت پر قائم رہو، اسی نے تمہیں مسلم قرار دیا پہلے بھی"

مولانا حالی نے اپنے شعر میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے:

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیلؑ و نویدِ مسیحاؑ

وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا امر واحد مذکر ہم کو دکھا ـــ اِرَاءَة اور رَؤْیَة کا لفظ آنکھ کے ادراک کے علاوہ عقل و فکر کے ادراک کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے۔ اَیْ عَلِّمْنَا وَعَرِّفْنَا (معالم) ہمیں علم و معرفت عطا کر۔ مَنَاسِكَ واحد مَنْسِك عبادت و طاعت کو کہتے ہیں ـــ مناسک کا لفظ بالخصوص ارکان و اعمالِ حج کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ وَاَصْلُ النُّسُكِ الْعِبَادَةُ وَالنَّاسِكُ الْعَابِدُ (معالم) نسک کے اصلی معنی عبادت کے ہیں اور ناسک عابد کو کہتے ہیں۔ یعنی اے پروردگار ہمیں اپنی عبادت کے شرائع اور مناسک حج کا علم عطا فرما۔

وَتُبْ عَلَیْنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ـــ تُبْ امر واحد مذکر تَابَ یَتُوْبُ تَوْبَةً) یعنی ہمیں توبہ کی توفیق عطا فرما تاکہ ہم ہر حال اور عمل میں تیری ہی طرف رجوع کریں، حدیث میں ہے:

"یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ تَابَ" جو توبہ کرتا ہے اللہ اسکی توبہ قبول کرتے ہیں۔

اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ـــ یہاں بھی كَ ضمیر مخاطب متصل کے ساتھ۔ اَنْتَ ضمیر منفصل مخاطب تاکید کے لئے لائی گئی کہ تَوَّابُ الرَّحِیْم صرف تو ہی ہے ـــ تَوَّاب بروزن فعّال مبالغہ کا صیغہ ہے۔ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا الرَّحِیْم بہت بڑا مہربان ـــ تَوَّابُ الرَّحِیْم دونوں مبالغے کے صیغے ہیں۔

Scanned with CamScanner

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ ـ وَابْعَثْ امر واحد مذکر بھیج تو (بَعَثَ يَبْعَثُ بَعْثًا) مبعوث کر۔ فِيهِمْ ان میں۔ یعنی اس امۃ مسلمہ میں رَسُولًا مِّنْهُمْ ایک رسول انہی میں سے۔ انہی کی ذریت اور نسل سے منہم کی ضمیر کا مرجع امۃ مسلمہ اور ذریۃ اسمٰعیلؑ دونوں ہو سکتے ہیں اور اس سے مراد نسل اسمٰعیلؑ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا دَعْوَةُ اِبْرَاهِيْمَ وَبِشَارَةُ عِيْسٰى (ع)

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ ـ يَتْلُوْا مضارع واحد مذکر غائب (تَلٰى يَتْلُوْ تِلَاوَةً) تلاوت کرنا۔ پڑھنا۔ آیات واحد اٰیۃ اور اس سے مراد قرآنی آیات يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ کا مطلب یہ ہے کہ وہ قرآن اور وحی کی آیات کو بار بار ان کے سامنے دہرائے تاکہ ان کے قلوب و نفوس میں وہ اثر انداز اور واضح ہو جائیں تلاوت کا لفظ آسمانی کتب کے اتباع اور پیروی کے لئے مخصوص ہے۔

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ تلاوت اور قرأت میں یہ فرق ہے کہ تلاوت سمجھ کر پڑھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے اور قرأت محض الفاظ کے دہرانے کو کہتے ہیں۔ وَيُعَلِّمُهُمُ مضارع واحد مذکر غائب (عَلَّمَ يُعَلِّمُ تَعْلِيْمًا) تعلیم دینا۔ سمجھانا۔ الْكِتٰبَ مراد القرآن۔ وَالْحِكْمَةَ علم نافع جس کے ساتھ عمل شامل ہو اور اس سے مراد سنت نبویہ ہے۔ رسول کا کام محض تبلیغ اور پیام رسانی پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ تبلیغ کے بعد اس کی تعلیم بھی اس کی ذمہ داری

ہوتی ہے کتاب یعنی قرآن مجید کی تعلیم و تشریح کے ساتھ انہیں حکمت و دانائی کی باتیں اور اسرار و رموز دین سے آگاہ کرنا بھی اس کے ذمہ ہوگا۔

وَيُزَكِّيْهِمْ مضارع واحد مذکر غائب (زَكّٰى يُزَكِّيْ تَزْكِيَةً) تزکیہ کے اصل معنی نشوونما کے ہیں۔ پھر طہارتِ نفسانی کے لئے مستعمل ہونے لگا۔ رسول کا کام الفاظ و احکام کی تشریح و تعلیم ہی تک محدود نہیں ہوتا بلکہ اخلاق کی پاکیزگی اور اخلاص فی العمل کے فرائض بھی سرانجام دیتا ہے

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ـ اِنَّكَ اَنْتَ تکرار ضمائر سے تاکید کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ الْعَزِيْزُ اس کا مادہ عزۃ ہے جس کے معنی قوت و غلبہ کے ہیں۔ الْعَزِيْزُ وہ ہے جس پر کوئی غالب نہ آسکے۔ الْحَكِيْمُ حکم صاحبِ حکمۃ وہ ذات جو حکمت اور مصلحت کے مطابق کام کرے۔

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ ۙ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ

Scanned with CamScanner

الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ؕ
قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ
اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ تِلْكَ اُمَّةٌ
قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا
تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

وَ	مَنْ	يَّرْغَبُ	عَنْ	مِّلَّةِ
اور	کون ہے جو	منہ موڑے	سے	ملت
اِبْرٰهٖمَ	اِلَّا	مَنْ	سَفِهَ	نَفْسَهٗ
ابراہیمؑ	مگر۔ سوا	اس کے جو	جاہل ہو	نفس اپنے
وَ	لَ قَدِ	اصْطَفَيْنٰهُ	هُ	فِي
اور	البتہ تحقیق	ہم نے چن لیا	اسکو	میں
الدُّنْيَا	وَ	اِنَّهٗ	فِي	الْاٰخِرَةِ
دنیا	اور	بیشک وہ	میں	آخرت
لَ	مِنَ	الصّٰلِحِيْنَ	اِذْ	قَالَ
البتہ	سے	نیکوکاروں	جب	کہا
لَهٗ	رَبُّهٗ	هُ	اَسْلِمْ	قَالَ
واسطے اسکے	ربّ	اسکے	تو اپنے آپ کو میرے سپرد کر دے	کہا

اَسْلَمْتُ	لِ	رَبِّ	الْعٰلَمِيْنَ
میں نے اپنے آپ کو سپرد کیا	واسطے	ربّ	تمام جہانوں کے
وَ	وَصّٰى	بِ	هَا	اِبْرٰهٖمُ
اور	وصیت کی	ساتھ	اسکی	ابراہیمؑ
بَنِيْهِ	وَ	يَعْقُوْبُ	يَا	بَنِيَّ
اپنے بیٹوں کو	اور	یعقوب نے	اے	میرے بیٹو
اِنَّ	اللّٰهَ	اصْطَفٰى	لَ	كُمُ
بیشک	اللہ	چن لیا ہے	واسطے	تمہارے
الدِّيْنَ	فَ	لَا	تَمُوْتُنَّ	اِلَّا
دین کو	پس	نہ	مرنا تم	مگر
وَ	اَنْتُمْ	مُّسْلِمُوْنَ	اَمْ	كُنْتُمْ
اور	تم	مسلمان ہو	یا	تھے تم
شُهَدَآءَ	اِذْ	حَضَرَ	يَعْقُوْبَ	الْمَوْتُ
حاضر	جب	حاضر ہوئی	یعقوب کو	موت
اِذْ	قَالَ	لِ	بَنِيْهِ	
جب	کہا	واسطے	بیٹوں	اپنے
مَا	تَعْبُدُوْنَ	مِنْ بَعْدِيْ	قَالُوْا	نَعْبُدُ
کیا (کس کی)	تم عبادت کرو گے	میرے بعد	انہوں نے کہا	ہم عبادت کریں گے
اِلٰهَ كَ	وَ اِلٰهَ	اٰبَآئِكَ	اِبْرٰهٖمَ	وَ
معبود تیرے کی	اور معبود	باپوں تیرے کی	ابراہیمؑ	اور

Scanned with CamScanner

اِسْمٰعِيْلَ	وَ	اِسْحٰقَ	اِلٰهًا	وَّاحِدًا
اسماعیلؑ	اور	اسحٰقؑ کے	اللہ کی	واحد (کی)
وَ	نَحْنُ	لَ ہٗ	مُسْلِمُوْنَ	تِلْكَ
اور	ہم	واسطے اسکے	فرمانبردار ہیں	وہ
اُمَّةٌ	قَدْ	خَلَتْ	لَ	هَا
ایک امت (تھی)	بیشک	گزر چکی	واسطے	اس (امت)
مَا	كَسَبَتْ	وَ	لَ	كُمْ
جو	اس نے کمایا	اور	واسطے	تمہارے
مَّا	كَسَبْتُمْ	وَ لَا	تُسْـَٔلُوْنَ	عَمَّا
جو	تم نے کمایا	اور نہ	تم سے سوال کیا جائیگا	سے اس کا

كَانُوْا	يَعْمَلُوْنَ
تھے وہ	عمل کرتے تھے

"اور ابراہیمؑ کے مذہب سے کون پھرے گا مگر وہی جس نے اپنے کو احمق بنا لیا ہو اور ہم نے تو انہیں دنیا میں بھی برگزیدہ کیا تھا اور آخرت میں بھی وہ زمرۂ صالحین میں ہوں گے ۱۳۰ اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے) جب ان سے انکے پروردگار نے فرمایا کہ حکمبردار ہو جاؤ، وہ بولے میں حکمبردار ہوں سارے جہان کے پروردگار کا ۱۳۱ اور ابراہیمؑ اس کی ہدایت کر گئے اپنے بیٹوں کو اور اسی طرح یعقوبؑ بھی (اپنے بیٹوں کو) کہ اے میرے بیٹو! بیشک اللہ نے تمہارے لئے دین کا انتخاب فرمالیا ہے سو ایسا ہرگز نہ ہونے پائے کہ تم مرتے وقت

بجز مسلم کے کچھ اور ہو ۱۳۲ بھلا اسوقت تم کیا موجود تھے جب یعقوبؑ کو موت آپہنچی اور اسوقت انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ وہ بولے ہم عبادت کریں گے آپ کے اور آپ کے باپ دادوں ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ کے معبود کی (اس) معبودِ واحد کی اور ہم تو اس کے حکمبردار ہیں ۱۳۳

تشریحاتِ لغوی و تفسیری مطالب

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ، دعائے ابراہیمؑ کے بعد ملّتِ ابراہیمی کا بیان ہے کہ اسلام جس کی تم لوگ (یہود و نصاریٰ) مخالفت کر رہے ہو ملّت ابراہیمی کی سچی پیروی کا نام ہے۔ دینِ ابراہیمؑ دینِ فطرت ہے اس کی مخالفت وہی کر سکتا ہے جس کی فطرت سلیم مسخ ہو چکی ہے۔ وَمَنْ استفہام انکاری ہے۔ يَرْغَبُ مضارع واحد مذکر غائب (رَغِبَ يَرْغَبُ رَغْبَةً)۔ رغب کا صلہ 'اِلٰی' یا 'فِی' ہو تو اس سے مراد اس چیز کی خواہش اور آرزو ہوتی ہے اور اگر رَغِبَ کا صلہ "عَنْ" ہے تو پھر اس سے مراد بے رغبتی اور اعراض کے ہوتے ہیں۔

دین اور ملّت ہم معنی الفاظ ہیں ان دونوں میں صرف یہ فرق ہے کہ لفظ ملّت کی اضافت صرف انبیاء کی طرف ہوتی ہے کسی غیر نبی کی طرف نہیں ہوتی بخلاف لفظ دین کے کہ اسکی اضافت دوسرے لوگوں اور انبیاء کی طرف ہو سکتی ہے ملّتِ ابراہیمؑ، دینِ ابراہیمؑ یہود و نصاریٰ اور مشرکینِ عرب یہ تینوں حضرت ابراہیمؑ کو اپنا پیشوا اور مقتدا سمجھتے ہیں۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ اسلام

Scanned with CamScanner

کوئی نیا مذہب اور ملت نہیں ہے یہ تو ملتِ ابراہیمی ہے۔ پھر اس سے تمہارا انکار تمہاری سفاہتِ نفس پر دلالت کرتا ہے ۔ اِلَّا کلمہ استثناء مَنْ موصول ۔ (سَفِهَ يَسْفَهُ سَفَهًا) سَفِهَ کے اصلی معنی خفت اور کم عقلی کے ہیں ۔ سَفِهَ نَفْسَهٗ کے معنی ہیں جو ذاتی طور پر احمق اور خفیف العقل ہو۔

وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۔ لَام اور قَدْ تحقیق کلام کے لئے۔ اصْطَفَيْنٰهُ ماضی جمع متکلم (اِصْطَفٰى يَصْطَفِيْ اِصْطِفَاءً) باب افتعال چن لینا۔ منتخب کرنا۔ برگزیدہ بنانا۔ اس کا مادہ صَفْوٌ ہے۔ مُصْطَفٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب اسی وجہ سے ہے کہ وہ اللہ کے برگزیدہ ہیں۔

وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ۔ اِنَّهٗ کی ضمیر کا مرجع ابراہیمؑ ہے ۔ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ لام تاکید کے لئے صَالِحِيْنَ واحد صَالِحٌ یعنی حضرت ابراہیمؑ کو دنیا میں بھی ہم نے عزت و وقار اور برگزیدگی عطا کی اور آخرت میں بھی وہ یقیناً مقرب الٰہی ہوگا۔

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۔ اِذْ ۔ اذکر ۔ اِذْ قَالَ اور وہ وقت یاد رکھنے کے قابل ہے جب اسکے پروردگار نے اس سے کہا اَسْلِمْ امر واحد مذکر (اَسْلَمَ يُسْلِمُ اِسْلَامًا) باب افعال) اسلام کے معنی ہیں سپرد کرنا۔ حوالے کرنا۔ فرمانبردار بننا۔ یعنی اپنے آپ کو اپنے رب کے سپرد کر دے۔

قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ۔ قَالَ اس نے کہا۔ ابراہیمؑ نے کہا۔ اَسْلَمْتُ ماضی واحد متکلم (اَسْلَمَ يُسْلِمُ اِسْلَامًا) لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنی میں پروردگارِ عالم پر اسلام لے آیا اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیا۔

اسلام کا تعلق ظاہر سے اور ایمان کا باطن سے ہے لیکن بطور مترادف لائے جاتے ہیں ۔ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ کے معنی ہیں کہ میں نے پورے طور پر اپنے آپ کو رب العالمین کے سپرد کر دیا ہے اس کے احکام سے سرِ مُو بھی انحراف نہیں کر سکتا۔

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۔ وَصّٰى ماضی واحد مذکر غائب (وَصّٰى يُوَصِّيْ تَوْصِيَةً) باب تفعیل۔ اس میں مبالغہ ہے یعنی متواتر وصیت اور تاکید کرتے رہے۔ فِيْهِ مَعْنَى التَّكْثِيْرِ یعنی اَوْصٰى وَصِيَّةً بَعْدَ وَصِيَّةٍ (ابن جریر)

بِهَا ضمیر کا مرجع "ملت" اور اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ دونوں بن سکتے ہیں (بیضاوی) بَنِيْهِ اپنے بیٹوں کو ۔ حضرت ابراہیمؑ کے آٹھ بیٹے تھے ۔ حضرت اسمٰعیلؑ حضرت ہاجرہ مصریہ کے بطن سے اور حضرت اسحٰقؑ حضرت سارہ عراقیہ کے بطن سے حضرت یعقوبؑ حضرت ابراہیمؑ کے پوتے اور حضرت اسحٰقؑ کے صاحبزادے تھے۔ حضرت یعقوبؑ کا لقب اسرائیل تھا ۔ آپ کا زمانہ ۲۰۰۰ ق م تا ۱۸۵۳ ق م عمر ۱۴۷ سال ۔ چار ازواجِ مطہرات سے آپ کے بارہ فرزند تھے۔ آخری عمر میں اپنے بیٹے یوسفؑ کے پاس مصر منتقل ہو گئے تھے۔

يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ ۔ يٰبَنِيَّ ۔ یا ۔ کلمۂ ندا ۔ بنی منادیٰ اے میرے بیٹو ۔ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ ماضی واحد مذکر (اِصْطَفٰى يَصْطَفِيْ اِصْطِفَاءً ۔ باب افتعال) اس کا مادہ صَفْوٌ ہے اس کے معنی ہیں چن لینا منتخب کر لینا ۔ لَكُمْ میں لام تخصیص کے لئے ۔ الدِّيْنَ میں الف لام عہد کا ہے یعنی دینِ اسلام۔

فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ ۔ فَلَا تَمُوْتُنَّ ۔ لَا نافیہ ۔

Scanned with CamScanner

تَمُوْتُنَّ فعل مضارع موکد بنون ثقیلہ (مَاتَ یَمُوْتُ مَوْتًا) اِلَّا کلمہ استثناء
وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ جملہ حال در آن حالیکہ تم اسلام پر قائم ہو یعنی دین
اسلام کی محافظت کرو اور لمحہ بھر بھی اس سے غفلت نہ برتو تاکہ جب تمہاری
موت کا وقت آ پہنچے جو کسی وقت بھی آسکتا ہے تو تمہاری موت اسلام
کی حالت میں واقع ہو۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اَمْ منقطعہ بمعنی
بَلْ ۔ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ جمع شاھد یعنی حاضر موجود۔ خطاب یہود و نصاریٰ
سے بطور زجر و توبیخ ہے ۔ اِذْ ظرف حَضَرَ الْمَوْتُ ۔ اَیْ حِیْنَ قَرُبَ یَعْقُوْبَ
مِنَ الْمَوْتِ (معالم) بلکہ جب یعقوبؑ کی موت کا وقت قریب آیا تو کیا تم اس
وقت موجود تھے صرف تمہارے اسلاف کے سامنے یہ واقعہ پیش آیا اور
اب قرآن اس کی نشاندھی کر رہا ہے۔

اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ ۔ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ جب
اس نے (یعقوب) اپنے بیٹوں سے کہا: مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ ۔ مَا عام
ہے اور ای شئ کے معنی میں ہے ۔ مَا یَعُمُّ الْعَاقِلَ وغیرہ ۔ مِنْ بَعْدِيْ ۔ مِنْ
بَعْدَ مَوْتِيْ یعنی میری موت کے بعد تم کس کی عبادت کرو گے ۔ تَعْبُدُوْنَ مضارع
جمع مذکر مخاطب (عَبَدَ یَعْبُدُ عِبَادَةً)۔

قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا
وَّاحِدًا ۚ ۔ قَالُوْا ماضی جمع مذکر غائب (قال یقول قولا) ۔ نَعْبُدُ مضارع
جمع متکلم (عَبَدَ یَعْبُدُ عِبَادَةً) ۔ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ ۔ اِلٰهَ معبود۔ جس
کی عبادت کی جائے ۔ اٰبَآءِ جمع اب باپ دادا چچا وغیرہ سب اس میں داخل

ہیں ۔ اسمٰعیلؑ یعقوبؑ کے بڑے چچا تھے فرزندانِ یعقوبؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ
کو بھی آباء میں شمار کرلیا ہے ۔ حضرت اسحاقؑ حضرت ابراہیمؑ کے دوسرے
بیٹے حضرت سارہ کے بطن سے تھے، سال ولادت تقریباً ۲۰۶۰ ق م اور عمر
۱۸۰ سال بتائی جاتی ہے ۔ آپ کی ولادت کے وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر
سو سال تھی ۔ اِلٰهًا وَّاحِدًا ایک اللہ کی یعنی ہم اسی ایک معبود کی عبادت
کریں گے جس کا کوئی شریک نہیں اور اس کی عبادت میں کسی اور کو شریک
نہیں ٹھہرائیں گے۔

وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۔ درآنحالیکہ ہم سب اپنے آپ کو کلی طور پر
اس کے سپرد کرنے والے اور اسی کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے والے ہیں۔
مُسْلِمُوْنَ واحد مُسْلِم ہے (اَسْلَمَ یُسْلِمُ اِسْلَامًا) اسلام کے معنی ہیں سپرد کرنا، حوالہ
کرنا ۔ مسلم اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دینے والے کو کہتے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ کا تذکرہ اور ایک عظیم وصیت

سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۲۴ سے حضرت ابراہیمؑ کا تذکرہ شروع ہوا اور
اطاعتِ الٰہی میں کامل ہونے پر انہیں اس کائنات کا امام اور پیشوا مقرر کیا گیا
اس کے بعد آیات ۱۲۵ سے ۱۲۸ تک تعمیرِ کعبہ اور دعائے ابراہیم کا ذکر ہے آیت
نمبر ۱۲۹ میں حضرت ابراہیمؑ کی دعا اور بشارت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
کا ذکر ہے ۔ آیت نمبر ۱۳۰-۱۳۱ میں ملتِ ابراہیمی سے اعراض کو فطرتِ سلیم
سے اعراض قرار دیا ہے ۔ آیت نمبر ۱۳۲ میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یعقوبؑ
کی ایک عظیم وصیت کا ذکر ہے اور یہ وصیت عبادت میں عقیدہ وحدانیت

Scanned with CamScanner

اسلام فی القلب اور اخلاص فی العمل پر مبنی ہے اس وصیت میں اپنی اولاد کو اس امر کی تاکید کی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دینِ اسلام کو منتخب کر دیا ہے۔ اسلئے مرتے دم تک تمہیں اس پر قائم رہنا چاہیئے ــ حضرت یعقوبؑ نے بسترِ مرگ پر پھر اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میری وفات کے بعد تم کس کی عبادت کرو گے انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے اور آپ کے آباء و اجداد ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ کے معبودِ واحد کی عبادت کریں گے اور عہد کرتے ہیں کہ اس پر قائم رہیں گے یہی وصیت تمام انبیاء اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی بنیاد ہے جو کوئی اس وصیت پر صدقِ دل سے عمل پیرا نہیں ہوگا وہ حقیقی معنوں میں مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہوگا۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ــ تِلْكَ اسم اشارہ بعید واحد مونث ــ اُمَّةٌ جماعت۔ گروہ۔ قَدْ خَلَتْ ماضی واحد مؤنث غائب (خَلٰی یَخْلُوْ خَلَاءً)۔ خَلَتْ مَضَتْ وَانْقَرَضَتْ گزر چکی ہے اور جا چکی ہے۔ یہ گروہ یعنی ابراہیمؑ اور اسکے بیٹے اور اولاد جو اب دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ــ لَهَا میں ضمیر کا مرجع اُمَّةٌ ہے مَا موصول۔ كَسَبَتْ فعل ماضی واحد مؤنث غائب (كَسَبَ يَكْسِبُ كَسْبًا)۔ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ اور جو تم کرو گے اس کی جزا تمہیں ملے گی۔ ہر ایک کو اپنے اپنے اعمال کا جواب دینا ہوگا۔

وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ــ لَا نافیہ۔ تُسْـَٔلُوْنَ مضارع مجہول جمع مذکر مخاطب (سَئَلَ يَسْئَلُ سُؤَالًا)۔ عَمَّا یہ عَنْ اور مَا سے مرکب ہے ــ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وہ جو کچھ کرتے رہے ہیں ان

کے اعمال کی باز پرس تم سے نہ ہوگی۔ تم اپنے اعمال کے جوابدہ ہوگے اور وہ اپنے اعمال کے۔

ابراہیمؑ نے جو وصیت اپنے بیٹوں اسمٰعیلؑ، اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کو کی تھی اس کے بعد اس آیت کریمہ میں بطور استدراک اس غلط عقیدہ کی تردید کی گئی ہے کہ ان انبیاء کرام کی اولاد اور پیروکاروں کے ذہن میں شاید یہ خیال پیدا ہو کہ ہمارا تعلق تو ان عظیم ہستیوں سے ہے اس لئے قیامت کے دن یہ ہمیں بخشوا لیں گے اور ہماری شفاعت کریں گے۔ اللہ نے ان آیات میں واضح کر دیا کہ ہر شخص کو صرف اسکے اپنے اعمال کی جزاء دی جائے گی۔ دوسروں کے اعمال اس کے لئے نفع اور نقصان کا باعث نہیں بنیں گے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں بتایا ہے کہ دنیا میں بہت سے انبیاء آئے ان کا کامل اتباع ہی باعثِ نجات ہوگا۔ حسب و نسب کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ

Scanned with CamScanner

رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهُ
مُسْلِمُونَ ﴿١٣٦﴾ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ
اهْتَدَوا ۖ وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ
فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣٧﴾ صِبْغَةَ
اللَّهِ ۖ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً ۖ وَنَحْنُ لَهُ
عَابِدُونَ ﴿١٣٨﴾ قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَ
رَبُّكُمْ ۖ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهُ
مُخْلِصُونَ ﴿١٣٩﴾ أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ
وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ
نَصَارَىٰ ۗ قُلْ ءَأَنتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ ۗ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن
كَتَمَ شَهَادَةً عِندَهُ مِنَ اللَّهِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
تَعْمَلُونَ ﴿١٤٠﴾ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ
وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤١﴾

وَ	قَالُوا	كُونُوا	هُودًا	أَوْ
اور	انہوں نے کہا	ہوجاؤ	یہودی	یا
نَصَارَىٰ	تَهْتَدُوا	قُلْ	بَلْ	مِلَّةَ
نصرانی	ہدایت پاجاؤگے	تو کہدے	بلکہ	ملت
إِبْرَاهِيمَ	حَنِيفًا	وَ	مَا	كَانَ
ابراہیمؑ	(حنیف تھا ایک طرف کا تھا)	اور	نہیں	تھا
مِنَ	الْمُشْرِكِينَ	قُولُوا	آمَنَّا	بِ اللَّهِ
سے	مشرکوں	کہو	ہم ایمان لائے	ساتھ اللہ
وَ	مَا	أُنزِلَ	إِلَىٰ	وَ مَا
اور	جو	نازل کیا گیا	طرف ہماری	اور جو
أُنزِلَ	إِلَىٰ	إِبْرَاهِيمَ	وَ	إِسْمَاعِيلَ
نازل کیا گیا	طرف	ابراہیمؑ	اور	اسمٰعیلؑ
وَ	إِسْحَاقَ	وَ	يَعْقُوبَ	وَ
اور	اسحاقؑ	اور	یعقوبؑ	اور
الْأَسْبَاطِ	وَ مَا	أُوتِيَ	مُوسَىٰ	وَ
اسکی اولاد	اور جو	دیا گیا	موسیٰؑ	اور
عِيسَىٰ	وَ مَا	أُوتِيَ	النَّبِيُّونَ	مِن
عیسیٰؑ	اور جو	دیا گیا	نبیوںؑ	سے
رَّبِّ	هِمْ	لَا	نُفَرِّقُ	بَيْنَ
رب	اپنے	نہ	ہم تفریق کرتے ہیں	درمیان

Scanned with CamScanner

اَحَدٍ	مِّنْ	هُمْ	وَ	نَحْنُ
کسی کے	میں	ان سے	اور	ہم
لَ ہٗ	مُسْلِمُوْنَ	فَ اِنْ	اٰمَنُوْا	بِمِثْلِ
واسطے اسکے	فرمانبردار ہیں	پس اگر	وہ ایمان لائیں	مانند
مَا	اٰمَنْتُمْ	بِ ہٖ	فَ قَدِ	اهْتَدَوْا
اسکے جو	ایمان لائے تم	ساتھ اسکے	پس تحقیق	ہدایت پائی انہوں نے
وَ	اِنْ	تَوَلَّوْا	فَ	اِنَّمَا
اور	اگر	وہ پھر جائیں	پس	سوائے اسکے نہیں
هُمْ	فِیْ	شِقَاقٍ	فَ	سَ
وہ	میں	ضد۔ مخالفت	پس	عنقریب
یَکْفِیْ	کَ	هُمُ	اللّٰهُ	وَ
کافی ہوگا	تیری طرف سے	ان کو	اللہ	اور
هُوَ	السَّمِیْعُ	الْعَلِیْمُ	صِبْغَةَ	اللّٰهِ
وہ	سننے والا	جاننے والا ہے	رنگ	اللہ کا
وَ	مَنْ	اَحْسَنُ	مِنَ	اللّٰهِ
اور	کون	اچھا ہے	سے	اللہ
صِبْغَةً	وَ	نَحْنُ	لَ ہٗ	عٰبِدُوْنَ
رنگنے میں	اور	ہم	واسطے اسکے	بندگی کرنیوالے ہیں
قُلْ	اَ	تُحَآجُّوْنَ	نَا	فِی اللّٰهِ
کہہ دے	کیا	تم جھگڑتے ہو	ہم سے	رہا ہے ہیں اللہ

وَ	هُوَ	رَبُّ نَا	وَ	رَبُّ كُمْ
اور	وہ	رب ہمارا	اور	رب تمہارا
وَ	لَ نَا	اَعْمَالُ نَا	وَ	لَ كُمْ
اور	واسطے ہمارے	اعمال ہمارے	اور	واسطے تمہارے
اَعْمَالُ	كُمْ	وَ	نَحْنُ	لَ ہٗ
اعمال	تمہارے	اور	ہم	واسطے اسکے
مُخْلِصُوْنَ	اَمْ	تَقُوْلُوْنَ	اِنَّ	اِبْرٰهٖمَ
مخلص ہیں	یا	تم کہتے ہو	بیشک	ابراہیمؑ
وَ	اِسْمٰعِیْلَ	وَ	اِسْحٰقَ	وَ
اور	اسمٰعیلؑ	اور	اسحٰقؑ	اور
یَعْقُوْبَ	وَ	الْاَسْبَاطَ	كَانُوْا	هُوْدًا
یعقوبؑ	اور	اولاد اسکی	تھے وہ	یہودی
اَوْ	نَصٰرٰی	قُلْ	ءَ	اَنْتُمْ	اَعْلَمُ
یا	نصرانی	کہدے	کیا	تم	زیادہ علم رکھتے ہیں
اَمِ	اللّٰهُ	وَ	مَنْ	اَظْلَمُ
یا	اللہ	اور	کون	بڑا ظالم
مِمَّنْ	كَتَمَ	شَهَادَةً	عِنْدَ ہٗ	مِنَ
اس سے جس نے	چھپائی	شہادت	جو پاس اسکے	سے
اللّٰهِ	وَ مَا	اللّٰهُ	بِغَافِلٍ	عَمَّا
اللہ	اور نہیں	اللہ	غافل	اس سے جو

Scanned with CamScanner

تَعْمَلُوْنَ	تِلْكَ	اُمَّةٌ	قَدْ	خَلَتْ
تم کرتے ہو	وہ	ایک اُمت تھی	بیشک	گزر چکی
لَ هَا	مَا	كَسَبَتْ	وَ	لَ كُمْ
واسطے اسکے (اُمت)	جو	اس نے کمایا	اور	واسطے تمہارے
مَا	كَسَبْتُمْ	وَ	لَا	تُسْئَلُوْنَ
جو	تم نے کمایا	اور	نہ	پوچھے جاؤ گے تم
	عَنْ مَا	كَانُوْا	يَعْمَلُوْنَ	
	اس سے جو	تھے وہ	کرتے تھے	

"اور (یہ لوگ) کہتے ہیں کہ یہودی ہو جاؤ یا نصرانی ہو جاؤ تو راہ یاب ہو جاؤ گے آپ کہہ دیجئے کہ نہیں بلکہ (ہم نے تو) ابراہیمؑ سیدھی راہ والے کا مذہب پالیا اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے ۱۳۵ کہہ دو ہم تو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہم پر اتارا گیا اور جو ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور یعقوبؑ اور اولادِ (یعقوبؑ) پر اتارا گیا اور جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دیا گیا اور اس پر جو دوسرے انبیاءؑ کو ان کے پروردگار کی طرف سے دیا گیا اور ہم ان میں سے کسی کے درمیان بھی فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ ہی کے فرمانبردار ہیں ۱۳۶ تو اگر یہ لوگ ایمان لے آئیں جس طرح تم ایمان رکھتے ہو تو بیشک وہ بھی راہ پا گئے اور اگر منہ موڑے رہیں تو بس (بڑی) مخالفت میں پڑے ہیں سو اب اللہ کی طرف سے ان کے مقابلہ میں ہے اور وہ (بڑا) سننے والا (بڑا) جاننے والا ہے ۱۳۷ (ہمارے اوپر) اللہ کا رنگ ہے اور اللہ سے بہتر کون رنگ (دینے والا) ہے ہم تو اس کی بندگی کرنے والے ہیں ۱۳۸

آپ کہئے کہ کیا تم ہم سے اللہ کے باب میں حجت کئے جاتے ہو درآنحالیکہ وہ ہمارا بھی پروردگار ہے اور ہمارے عمل ہمارے لئے ہیں اور تمہارے عمل تمہارے لئے اور ہم تو اسی کیلئے خالص ہیں ۱۳۹ کیا تم (یہ) کہتے ہو کہ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اولادِ (یعقوبؑ) یہودی یا نصرانی تھے؟ آپ کہئے تم واقف تر ہو یا اللہ؟ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اس شہادت کو چھپائے جو اس کے پاس اللہ کے ہاں سے پہنچ چکی ہے؟ ورنہ اللہ ہمارے کرتوتوں سے بے خبر تو ہے نہیں ۱۴۰ یہ ایک جماعت ہے جو گزر چکی ان کا کیا ہوا ان کے آگے آئے گا اور تمہارا کیا ہوا تمہارے آگے گا اور جو کچھ وہ کرتے رہے اس کی پوچھ گچھ تم سے نہ ہوگی" ۱۴۱

تشریحات لغوی و تفسیری مطالب

ملتِ ابراہیمی کے اس ذکر کے بعد کہ اس پر عمل پیرا ہونے والوں کے لئے فلاح دارین اور اس سے اعراض کرنے والوں کے لئے خسارہ اور نقصان ہوگا۔ اب ان آیات میں اہل کتاب کے جھوٹے دعاوی کو بیان کیا گیا اور بتایا کہ دینِ اسلام جو تمام انبیاءؑ کا دین ہے صرف وہی باعثِ نجات ہے۔

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ۔ قَالُوْا ماضی جمع مذکر غائب (قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا) قَالُوْا کی ضمیر اہلِ کتاب کے لئے ہے ۔ كُوْنُوْا هُوْدًا امر جمع مذکر (كَانَ یَكُوْنُ كَوْنًا) هُوْدًا یہودی۔ اَوْ توزیع کیلئے نَصٰرٰى عیسائی ۔ یہود اور نصاریٰ میں سے ہر ایک اپنے دین کے برحق ہونے اور دوسرے کے دین کے باطل ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔

Scanned with CamScanner

قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ۔ قُلْ فعل امر (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) ۔ بَلْ اضراب کے لئے ۔ بلکہ مِلَّةَ دین مذہب ۔ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا حنیف ۔ فَاِنَّ الْحَنِيْفَ فَاِنَّهُ الْمُسْتَقِيْمُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اَلْحَنِيْفُ هُوَ مَيْلٌ عَنِ الضَّلَالِ اِلَى الْاِسْتِقَامَةِ (راغب) حنیف کے دو معنی ہیں ایک مستقیم اور دوسرے ضلال اور گمراہی سے استقامت کی طرف مائل ہونا ۔ دینِ باطل سے دینِ حق کی طرف مائل ہونے والے کو حنیف کہتے ہیں ۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے کہہ دیجئے کہ ہم تو باطل سے منہ موڑنے والے حضرت ابراہیمؑ حنیف کے دینِ اسلام کا اتباع کرتے ہیں۔

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ ۔ وَمَا كَانَ مَا نافیہ ۔ جو مشرکین میں سے نہ تھے ۔ اَلْمُشْرِكِيْنَ واحد اَلْمُشْرِكُ ۔ یہود و نصاریٰ پر تعریض ہے کہ دینِ ابراہیمؑ پر تمہارے کاربند ہونے کا دعویٰ باطل ہے تم ہر قسم کے شرک میں مبتلا ہو حالانکہ ابراہیمؑ شرک سے بالکل مبرا اور خالص موحد تھے۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا ۔ قُوْلُوْا امر جمع مذکر (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) ۔ اٰمَنَّا ماضی جمع متکلم (اٰمَنَ يُؤْمِنُ اِيْمَانًا) ۔ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا ۔ اُنْزِلَ ماضی مجہول واحد مذکر غائب (اَنْزَلَ يُنْزِلُ اِنْزَالًا) ۔ مَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا مِنَ الْقُرْاٰنِ اَلْمُعْجِزِ خطاب مسلمانوں سے ہے کہ تم کہہ دو کہ ہم تو اللہ اور اس کے بھیجے ہوئے کلام اور کتاب پر ایمان رکھتے ہیں۔

وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ واحد سبط ہے اولاد کی اولاد یعنی پوتے اور نواسوں کو کہتے ہیں۔ اَلْاَسْبَاطُ هِيَ قَبَائِلُ كُلِّ قَبِيْلَةٍ مِنْ نَسْلِ رَجُلٍ (راغب) ۔ اَلْاَسْبَاطُ

اَوْلَادُ الْاَوْلَادِ وَقِيْلَ اَوْلَادُ الْبَنَاتِ (تاج) اسباط اولاد کی اولاد اور بعض نے کہا ہے بیٹیوں کی اولاد کو اسباط کہتے ہیں۔

وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۔ وَمَآ اُوْتِيَ ۔ مَا موصول اُوْتِيَ ماضی مجہول واحد مذکر غائب ۔ اَلنَّبِيُّوْنَ جمع نبی کی ۔ عِيْسٰى ابن مریم بنی اسرائیل کے آخری مشہور نبی ہیں ۔ جن پر انجیل نازل کی گئی آپ کی ولادت قصبہ بیت اللحم میں ہوئی آپ کی عمر تینتیس سال تھی یہود نے آپ کو سزائے موت دی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہود کے ہاتھوں سے محفوظ رکھا۔

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۔ لَا کلمہ نفی نُفَرِّقُ مضارع جمع متکلم (فَرَّقَ يُفَرِّقُ تَفْرِيْقًا) ۔ بَيْنَ اَحَدٍ ۔ احد کا لفظ یہاں جماعۃ کے معنی میں ہے اور اس لئے اس پر بَيْنَ کا لانا درست ہے ۔ وَاحِدٌ فِيْ مَعْنَى الْجَمَاعَةِ وَلِذَا صَحَّ دُخُوْلُ بَيْنَ عَلَيْهِ (مدارک) یعنی ہم یہود و نصاریٰ کی مانند بعض پر ایمان اور بعض کا انکار نہیں کرتے۔

وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ ۔ اَيْ مُنْقَادُوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ ہم سب اللہ تعالیٰ کے احکام کے فرمانبردار ہیں ـــــ آیت نمبر ۱۳۵-۱۳۶ میں یہود و نصاریٰ کے باطل دعاوی کی تردید کی ہے اور بتایا ہے کہ ملتِ ابراہیمی کا اتباع ہی اصل اسلام ہے اور پھر مسلمانوں کے حق پر ہونے کو اس طرح بیان کیا ہے کہ ایک مسلمان اللہ اور قرآن پر ایمان لانے کے ساتھ حضرت ابراہیمؑ سے لیکر حضرت عیسیٰؑ تک تمام انبیاء کو برحق سمجھتا ہے اور ان پر نازل شدہ کتب پر ایمان رکھتا ہے یہود و نصاریٰ کی طرح وہ اس گمراہی میں مبتلا نہیں ہے کہ بعض

Scanned with CamScanner

انبیاء برحق ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ ۔ فَاِنْ شرطیہ اٰمَنُوْا ماضی جمع مذکر غائب بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ اگرچہ اہل کتاب اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح اے مسلمانو! تم ایمان لائے ہو فَقَدِ اهْتَدَوْا تو بیشک وہ ہدایت پاگئے ۔ اهْتَدَوْا ماضی جمع مذکر غائب (اِهْتَدٰی یَهْتَدِیْ اِهْتِدَاءً باب افتعال)۔

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ ۚ ۔ وَاِنْ شرطیہ تَوَلَّوْا ماضی جمع مذکر غائب (تَوَلّٰی یَتَوَلّٰی تَوَلِّیًا) ۔ فَاِنَّمَا بیشک ۔ هُمْ فِیْ شِقَاقٍ ۔ شِقَاقٌ لغۃ اور عداوت کو کہتے ہیں اس کی اصل شق ہے جسکے معنی ایک جانب اور طرف کے ہیں۔ یعنی اگر وہ اس ہدایت سے منہ موڑتے ہیں تو یقیناً وہ بہت بڑی مخالفت میں پڑے ہیں یعنی یہ اہل کتاب اگر اب بھی ایمان لے آئیں اور پرانے ضد اور عناد کو ترک کر دیں تو ہدایت پا سکتے ہیں اور اگر واضح ہدایت کے بعد بھی ایمان نہ لائیں تو پھر محض ضد و عناد کی بنا پر مخالفت ہوگی۔

اَیْ فَاِنَّهُمْ اِلَّا فِیْ خِلَافٍ وَّ عَدَاوَةٍ وَلَیْسُوْا مِنْ طَلَبِ الْحَقِّ فِیْ شَیْءٍ (مدارک)

فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ ۔ سَیَكْفِیْكَهُمْ مضارع واحد مذکر غائب (كَفٰی یَكْفِیْ كِفَایَةً) س مستقبل قریب کے لئے كِفَایَة کے معنی مشکلات کا سدباب کرنا اور کسی معاملہ میں مراد کو پہنچ جانا۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کی شرارتوں سے بچا کر تمہیں مراد کو پہنچائے گا اور ان کی مخالفت تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔

وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

سَمِیْع فعیل کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے ۔ سَمِیْع کے معنی ہیں بہت

بڑا سننے والا ۔ اَلْعَلِیْم یہ بھی بروزن فعیل مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی کوئی چیز اس کے احاطہ علم سے باہر نہیں ہے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۔ اَلصِّبْغَةُ مَاخُوْذٌ مِنَ الصَّبْغِ وَهُوَ تَغْیِیْرُ الشَّیْءِ بِلَوْنٍ مِنَ الْاَلْوَانِ وَالْمُرَادُ بِهَا الدِّیْنُ ۔ اَلصِّبْغَةُ صبغ سے ماخوذ ہے۔ اور وہ ایک رنگ سے دوسرے رنگ کو قبول کرنا اور یہاں مراد دین اسلام ہے ۔ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۔ مَنْ استفہامیہ اَحْسَنُ افعل التفضیل یعنی جس رنگ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں رنگا ہے وہ دین اسلام کا رنگ ہے۔ اور اللہ سے بڑھ کر کون بنی نوع انسان کو رشد و ہدایت کا یہ رنگ عطا کر سکتا ہے۔

وَنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ۝ ۔ اسم فاعل جمع مذکر واحد عَابِد اور ہم تو اسی کی بندگی کرنے والے ہیں۔

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ ۔ قُلْ فعل امر (قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا) ۔ اَ کلمہ استفہام ۔ تُحَآجُّوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (حَاجَّ یُحَاجُّ مُحَاجَّةً) مُحَاجَّة کے معنی مجادلہ کے ہیں کیا تم ہمارے ساتھ دین اور قرب الٰہی کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو کہ جنت میں صرف یہود یا نصاریٰ داخل ہوں گے لیکن تمہارے پاس اس جھوٹے دعویٰ کی کوئی دلیل نہیں۔

وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وہ تو یکساں طور پر ساری کائنات کا خالق ہے اور ہمارا اور تمہارا پروردگار ہے فضیلت کا انحصار تو اعمال پر ہے۔

وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ ہمارے لئے ہمارے اعمال کی جزاء ہوگی اور تمہارے لئے تمہارے اعمال کے مطابق جزاء ملے گی۔

Scanned with CamScanner

وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ۝ ۔ وَ اور مُخْلِص اسم فاعل اسکا مادہ خ ل ص ہے ۔ اعمال میں صرف اللہ تعالیٰ کو پیش نظر رکھا جائے اور محض اسکی رضا کے لئے کام کیا جائے اسے اخلاص فی العمل کہتے ہیں ۔ تَعْرِیْضٌ لِلْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی بِالشِّرْکِ الَّذِیْ ھُمْ عَلَیْہِ (بحر) اس آیت میں یہود و نصاریٰ کے اس عقیدہ کا ابطال ہے کہ (نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ) ہمارے اعمال کچھ ہی کیوں نہ ہوں ہم نجات یافتہ ہیں یہ اعتقاد باطل خلاف حقیقت اور تمام انبیاء کے دین کے انہدام کا باعث ہے دینِ الٰہی کی روح توحید اور اخلاص فی العمل ہے اور یہود و نصاریٰ دونوں اس سے محروم ہیں لیکن افسوس آج ہم بھی ان کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں ۔ تَتَّبِعُوْا سُنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ (المنار) ۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ کَانُوْا ھُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ۔ اَمْ کلمۂ استفہام توبیخ کے لئے ہے اور تنبیہ زجر و ملامت ہے ۔ تَقُوْلُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا) ۔ اَلْاَسْبَاطَ واحد سِبْط اولاد البنات یا مطلق اولاد کو کہتے ہیں ۔

یعنی کیا تم اے اہلِ کتاب یہ دعویٰ کرتے ہو کہ یہ مذکورہ انبیاء اور انکی اولاد یہودی یا عیسائی تھے ۔

قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰہُ ۔ قُلْ فعل امر واحد مذکر (قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا) ءَ کلمۂ استفہام ۔ اَنْتُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب ۔ اَعْلَمُ افعل التفضیل ۔ اَمْ بمعنی یا حرف عطف ۔ اے یہود و نصاریٰ کیا تم ان کے دین کے بارے میں زیادہ جانتے ہو یا اللہ ۔ ذٰلِکَ عَلٰی سَبِیْلِ التَّھَکُّمِ بِھِمْ وَالْاِسْتِھْزَاءِ (بحر) ۔ یہ ان مخاطبین

کو بطور طنز و تعریض کہا گیا ہے ورنہ اللہ کے علم کے ساتھ بندہ کے علم کا کیا مقابلہ ۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَتَمَ شَھَادَۃً عِنْدَہٗ مِنَ اللّٰہِ ۔ وَمَنْ کلمۂ استفہام اَظْلَمُ فعل التفضیل (ظَلَمَ یَظْلِمُ ظُلْمًا) مِمَّنْ ۔ مِنْ + مَنْ حرف جار اور کلمۂ استفہام ۔ کَتَمَ ماضی واحد مذکر غائب (کَتَمَ یَکْتُمُ کَتْمًا ۔ کِتْمَان) چھپانا پردہ ڈالنا ۔ شَھَادَۃً عِنْدَہٗ مِنَ اللّٰہِ وہ شہادت جو اس کے پاس اللہ کی طرف سے پہنچی ہے اور وہ شہادت دینِ اسلام کے برحق ہونے ابراہیمؑ اسحٰقؑ اسماعیلؑ اور تمام انبیاء کے دینِ اسلام پر قائم رہنے اور نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسولِ برحق ہونے کی شہادت تھی جو تورات و انجیل میں موجود تھی لیکن یہود و نصاریٰ عناد حق کی وجہ سے اس واضح شہادت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے تھے ۔ ظاہر ہے کہ ایسی واضح شہادت کو چھپانے والے سے بڑھ کر اور کون ظالم ہو سکتا ہے حق کو چھپانا اور اس پر پردہ ڈالنا ظلم عظیم ہے

وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ ۔ مَا نافیہ ۔ عَمَّا ۔ عَنْ + مَا سے مرکب ہے ۔ تَعْمَلُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (عَمِلَ یَعْمَلُ عَمَلًا) اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال اور کرتوتوں سے بے خبر نہیں ہیں وہ سب کچھ جانتا ہے اپنے وقت پر تمہیں اس کی ضرور سزا ملے گی ۔

تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَھَا مَا کَسَبَتْ وَلَکُمْ مَّا کَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ ۔ تِلْکَ اسم اشارہ مؤنث بعید ۔ اُمَّۃٌ اس کا مادہ ا م م ہے مراد جماعت گروہ ۔ قَدْ کلمۂ تحقیق کلام خَلَتْ ماضی واحد مؤنث غائب (خَلٰی یَخْلُوْ خُلُوًّا) ۔ خَلَتْ یعنی مضت گزر چکے ۔ رخصت ہو چکے ہیں ۔ لَھَا

Scanned with CamScanner

ضمیر راجع لامۃ مَا موصول کَسَبَتْ ماضی واحد مؤنث غائب کمانا۔ حاصل کرنا۔ لَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ ماضی جمع مذکر مخاطب جو تم نے کسب وعمل کیا وہ تمہارے لئے ہوگا۔ وَلَا کلمہ نفی۔ تُسْأَلُوْنَ مضارع مجہول جمع مذکر مخاطب (سَأَلَ يَسْأَلُ سُؤَالًا) ۔ عَمَّا (عَنْ + مَا) اس بات سے۔ كَانُوْا ماضی جمع مذکر غائب (كَانَ يَكُوْنُ كَوْنًا) ۔ يَعْمَلُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب (عَمِلَ يَعْمَلُ عَمَلًا) سابقہ اُمتیں جو گزر چکی ہیں ان کے اعمالِ صالحہ سے تمہیں کچھ نفع نہیں پہنچے گا اور نہ تمہارے کفر اور بُرائی کے اعمال سے انہیں کوئی ضرر پہنچے گا۔ تمہارے اعمال کی جزاء وسزا تمہارے لئے ہوگی اور ان کے اعمال کی بازپرس صرف انہیں سے ہوگی۔ قانون مجازات کا ایک نہایت عادلانہ اصول بتایا گیا کہ دوسروں کے اعمال کے بارے میں تم سے بازپرس نہیں ہوگی البتہ اپنے اعمال کی جوابدہی ضرور ہوگی ۔ یہ آیت پہلے گزر چکی ہے قانون مجازات کی اہمیت کے پیش نظر دوبارہ بطور تاکید لائی گئی ہے كَرَّرَهَا لِاَنَّهَا تَضَمَّنَتْ مَعْنَى التَّهْدِيْدِ وَالتَّخْوِيْفِ (قرطبی)۔

تمت الجزء اوّل من القرآن الحکیم والفرقان المجید

Scanned with CamScanner